بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان
درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت
اطہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی
المسمے بہ
سنہ ۱۹۰۷ء
دیوان فروغ
سنہ ۱۳۲۵ھ
مرتبہ
سید محمد ہادی نثار رضوی عفی عنہ بہزار حسن زیبائش
در مطبع گلشن فیض لکھنؤ موی گنج مطبوع گردید

اب دیر نکیجیے — جتنا زمانہ گذریگا مایوسی بڑھیگی

مایوسون کو مژدہ

نوٹ ناظرین اشتہاری حالت نے ایسی خرابی ڈال رکھی ہے اور ایسا جھوٹا بنا رکھا ہے کہ اگر کوئی اکسیر کی بھی اشتہار کے ذریعہ سے اشاعت کرے تو مشتہر جھوٹا اور اکسیر مٹی لیکن بھائیو بخدا میری غرض روپیہ پیدا کرنا نہین جو کہ آجکل ہمارے بھائی اشتہار والونکی حالت ہی مجکو تو اکثر بھائیونکی مایوسی کی حالت دیکھکر اور اُنکے بیحد اصرار سے اشتہاری دنیا مین آنا پڑا ورنہ مین ہرگز اپنے کو مشتہر نکرتا اسی لحاظ سے یہ شرط ہے کہ اگر خدانخواستہ دوا نفع نکرے تو آپکی حلفی تحریر آنے پر دوا کی قیمت واپس۔

حضرات اگر اب بھی آپ بیخبر رہین اور اپنے موذی مرض کا علاج نکرین تو افسوس ہی ہے اب اپنے امراض کا ابھی سے علاج کیجئے اسوجہ سے کہ ہمارے چار عدد **کباب** کھانے کے بعد آپ بغیر سوئے ہرگز نہین رہ سکتے ہمارا **حلوہ** اسقدر مقوی ہے کہ سو برس کا مادرزاد مرد کیسا ہی مردہ ہو تو اسکو مرد ہی عطا کریگا ہمارا **روغن ناسور** وہ نایاب روغن ہے کہ اگر ہڈی کا ناسور ہو تو اسکے استعمال سے شرطیہ فائدہ ہوگا اسکی قیمت تو ہزار روپیہ بھی تھوڑے تھے ہمنے محض نفع رسانی خلق اللہ کے لئے ایک روپیہ رکھا ہے۔ اکثر بھائی ہاتھ کے ذریعہ سے حظ اٹھاکر تمام عمر کو پریشانی و ندامت کا سامنا کر دیتے رگ نحیف ہو جاتی ہے یا بالکل بیکار ہو جاتی ہے ہمارا **طلا** اور **پٹی** اور **سینک** اسکے لئے بہت مفید ہے آسانی سے مانی رگونکا اکثر ہی تو اسکو دوبارہ قایم کر دیتی ہے۔

دوا	قیمت	دوا	قیمت
روغن برائے گھٹیا فی شیشی	عمہ	**روغن** برائے ناسور فی شیشی	عمہ
کباب برائے قوت فی عدد	عمہ	**دوا** برائے دمہ سات خوراک	عہ
حلوہ مقوی قوت فی تولہ	۸ر	**پٹی** برائے مجلوق قیمت	عمہ
طلا برائے مجلوق فی شیشی	عمہ	**سینک** برائے مجلوق قیمت	۸ر
سفوف برائے رقت فی شیشی	عہ	**معجون** برائے ضعف قوت جدید و کہنہ فی تولہ	عمہ
طلا برائے ضعف قوت فی شیشی	۸ر	**سفوف** دافع سستی فی شیشی	عمہ
سفوف برائے جریان فی شیشی	عمہ	**سفوف آتشک** فی شیشی	عہ
مرہم آتشک قیمت	عہ	**حبوب** سرفہ کہنہ و جدید فی شیشی	عہ

المشتہر نواب سید فخر الدین حسین خان عرف نواب جانی مرزا لکھنؤ گولا گنج

بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت
اظہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی
المسمی بہ

دیوان فروغ

سنہ ۱۳۲۵ھ

بحسن انتظام
و تصحیح سید محمد ہادی زآر رضوی عفی عنہ

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مطبوع گردید
کاظمن عرف واجد حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل ۱

ردیف الف

اشعار ۱۶

قدم تیرا عدم تیرا مکان لامکان تیرا
زمین تیری فلک تیرے بشر تیرے جہان تیرا

کہین پرتو نہان تیرا کہین جلوہ عیان تیرا
دلون مین یاد تیری اور زبانون پر بیان تیرا

حسینون مین جھلک تیری ستارون مین چمک تیری
وہی نور اور وہی جلوہ یہان تیرا وہان تیرا

کیا جب ذکر تیرا آنکھ سے بہنے لگے آنسو
ہوا زخم محبت پر نمک شور بیان تیرا

بنی ہی سرمہ چشم مہر و مہ کا خاک در تیری
الٰہی سجدہ گاہ انس و جن ہی آستان تیرا

محمد کا ہی تو عاشق محمد عاشق حیدر
ترے پیارے کا پیارا بھی نہو کیون لاڈلان تیرا

صدا آتی نہین یہ جنبش باد بہاری سے
چمن کا پتہ پتہ ہی خوشی مین مدح خوان تیرا

ترا دوزخ تری جنت ترا دین اور تری دنیا
ادہر تیرا ادہر تیرا یہان تیرا وہان تیرا

پڑہا کرتے تھے کلمہ حسن کا ترے کلیم اللہ
بھرا کرتے تھے دم عیسیٰ بھی ای جان جہان تیرا

ٹپکتی ہی گلون سے بنکے شبنم یاد اگر تیری
زبانون پر عنادل کی چمن مین ہی بیان تیرا

لب دریا پہ نکلے آبلے بنکر حباب آخر
نہ آب بحر مین بھی چھپ سکا سوزِ نہان تیرا

مصیبت مین تجھے مور و سلیمان یاد کرتے ہین
سہارا ڈھونڈھتا ہے ہر قوی و ناتوان تیرا

پہنچ آیا مہر پہلے آسمان پر روزِ عاشورہ
مگر اونچا سا اک یہ بھی تھا نازِ امتحان تیرا

سر طور آ کے بیہوشی نے اچھی پردہ داری کی
کلیم اللہ نے جلوہ بھلا دیکھا کہان تیرا

شب معراج کے جلوے رہے چشم تمنا مین
جو تیرا میہمان تھا بن گیا وہ میزبان تیرا

اشعار ۱۲	فروغ زار پر کر رحم اُسی کا واسطہ تجھکو جو ہے پیارا ترا محبوب تیر انداز دان تیرا	غزل ۲۲

قول ہے عیسےٰ کا میرا پیشوا پیدا ہوا
خضر کہتے ہین ہمارا رہنما پیدا ہوا

واقفِ شانِ نزولِ ہل اتیٰ پیدا ہوا
کاشفِ سرِّ خفیِ انّما پیدا ہوا

شکلِ آئینہ رہے ہر صبح تا پیشِ نظر
آسمان پر اس لیے شمس الضحیٰ پیدا ہوا

حضرتِ نرجس پہ کچھ ظاہر نہ تھے آثارِ حمل
پردۂ غیبت مین یہ معجز نما پیدا ہوا

رونقِ تختِ خلافت وارثِ ختمِ رسل
مسند آرائے سریرِ اتقا پیدا ہوا

قائمِ آلِ محمد رونقِ دنیا و دین
یادگارِ خاندانِ مصطفےٰ پیدا ہوا

ڈگمگانون کا ٹھکانا ناامیدون کی امید
بے سہارون کا جہان مین آسرا پیدا ہوا

روشنیِ دیدۂ [illegible] اب دو چند ہے
نورِ چشمِ خامسِ آلِ عبا پیدا ہوا

شرق سے تا غرب دینِ حق کو یہ دینگے رواج
آپ کیا پیدا ہوئے اب کفر ناپیدا ہوا

غیبتِ حضرت سے پوشیدہ کیا دل کو لہو
سرخ باطن مین جب ہی رنگِ حنا پیدا ہوا

جس پہ صدقے ہو کے مرنا ہے حیاتِ جاودان
آج وہ سرچشمۂ آبِ بقا پیدا ہوا

اشعار ۲۴	وارثِ ختم النبیین مہدیِ دین اے فروغ بہترین خلق ختمِ اوصیا پیدا ہوا	غزل ۲۳

کچھ نہین پروا جگر یا دل گیا
مل گئین گر نظر مین تو سب کچھ مل گیا

اس خرام ناز سے کیا مل گیا
دی صدا تختون نے مرقد ہل گیا

اُٹھ کے پہلو سے جو وہ قاتل گیا
درد کو اُٹھنے کا پہلو مل گیا

ہاتھ خالی کب ترا سائل گیا
مانگنے والے کو سب کچھ مل گیا

یان محبت مین گرہ سے دل گیا
دھوم ہے دل مل گیا دل مل گیا

پھر گئی نظرون مین بیتابیٔ دل
جب ترے کانون کا بُندا ہل گیا

جان ان نیچی نگاہون پر نثار
وہ مرا کھویا ہوا دل مل گیا

تھا شبِ وعدہ ہی مزا غیر کو
آج پھر اُن کو بہانہ مل گیا

کھل گئی چوری تری اے دل کے چور
سب پتہ نیچی نظر سے مل گیا

گریۂ بلبل پہ وہ بھی ہنس پڑے
باغ مین طرفہ شگوفہ کھل گیا

دو دو باتین حشر کے دن ہو گئین
درد دل کہنے کا موقع مل گیا

ہنستے ہنستے مجکو لوٹا یار نے
دلگی ہی دلگی مین دل گیا

اک وفا دشمن پہ ہم مرنے لگے
جان دینے کا بہانہ مل گیا

کھل گئی دل کی حقیقت کھل گئی
مل گیا تیرا ٹھکانا مل گیا

میری آہون پر خفا ہونے لگے
جب ہوا سے اُنکا آنچل ہل گیا

لب کو نالہ سر کو سودا دل کو درد
جو مناسب تھا جسے وہ مل گیا

کوئے جانان کی کشش رہبر ہوئی
ناتوان کھنچکر سوئے منزل گیا

ضعف مین کام آگئی دل کی تڑپ
کروٹین لینے کا پہلو مل گیا

روح کو تن سے محبت ہو گئی
طائر وحشی قفس سے ہل گیا

رشک آتا ہے دوپٹہ پر ترے
ہاتھ پھیلا کر گلے سے مل گیا

پھیرتے خالی نہین جو دشمن کو ہم
بھر کے دامن خون سے قاتل گیا

درد دل سے یاس [illegible]
[illegible] تڑپنے کا سہارا مل گیا

عید بھی اچھی کٹی گردن کیساتھ | جھک کے وہ خنجر گلے سے ملگیا

غزل ۴

اے فروغ اُنسے تمہارا حال بھی
خیر کہہ دینگے جو موقع مل گیا

اشعار ۲۳

دل ہوا غیر ہو کوئی بھی کسی کا نہوا
یہ ہمارا نہوا اور وہ تمہارا نہوا

کیا کہین عشق مین ہم کیا ہوا اور کیا نہوا
جو نہ چاہا وہ ہوا اور جو چاہا نہوا

یون تو ہونے کے لیئے دھر مین کیا کیا نہوا
غم مسرت نہوا درد تمنا نہوا

غم یہان عیش وہان واہ ری تاثیر فراق
حال بھی ایک مرا اور کسیکا نہوا

رنج اُٹھاتا ہی زمانے مین بشر بھی کیا کیا
غم کا پتلا یہ ہوا خاک کا پتلا نہوا

کچھ بھی ہو ضد ہی مگر میری تمنا سے اُنھین
مین کہون کیا مرا مرنا بھی گوارا نہوا

ضعف سے درد بھی اُٹھا نہ شب غم دلمین
ہائے بے کروٹ بھی بدلنے کا سہارا نہوا!

منہ کی کھائی طلب بوسہ پہ کیون حضرت دل
ہمتو کہتے ہی تھے انکار ہوا یا نہوا

غیر سمجھے نہ جنھے رشک سے دل بھی میرا
اس لیئے وہ مجھے چاہین یہ گوارا نہوا

ہو سکا جب نہ علاج اُنسے مریض غم کا
ہنس کے کہنے لگے اچھا ہوا اچھا نہوا

دلمین دیتا ہون ترے درد محبت کو جگہ
لطف ہی کیا جو کھٹکتا ہوا کانٹا نہوا

نارسائیِ مقدر کا گلہ کیا کیجے
ذکر بھی آپ کی محفل مین ہمارا نہوا

سرد مہریِ بتان کا بھی اثر اُلٹا ہی
دل جلا اور کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہوا

اُنکے اس کہنے پہ مرنا ہی پڑا اب مجکو
جان پیاری ہوی مین جانسے پیارا نہوا

شوق کی کچھ نہ چلی ناز کے آگے شب وصل
ضد تو پوری ہوئی ارمان جو پورا نہوا

جس طرف دیکھ لیا آئی صدا اُف اُف کی
کوئی برچھی ہوئی آنکھون کا اشارا نہوا

وعدہ کیون یاد دلائے اُنھین کوئی جو سنے
اک مصیبت ہوئی کمبخت تقاضا نہوا

رنگ پھوٹا ہی نکلتا ہی نقاب رُخ سے
لاکھ پردا کیا پر حسن کا پردا نہوا

چٹکیان دلمین لیئے جاؤ تمہین کیا اس سے
دُکھ ہوا یا نہوا درد ہوا یا نہوا

جاؤ یونہی سہی دونون کا ہی نقصان ہمین
تم مسیحا نہوئے مین اگر اچھا نہوا

نہ بجھی دل کی لگی آنسوؤن سے بھی شب غم
لاکھ کمبخت کو چھینٹے دیئے ٹھنڈا نہوا

پھر گئین آنکھین بھی کانون کی لوین بھی دم نزع
جب پڑا وقت تو پھر کوئی کسیکا نہوا

غزل ۵

چرخ نے اس کو بھی کاٹا ہی شب وصل کیساتھ
دلکا ارمان **فروغ** آپکا پورا نہوا

اشعار ۱۹

نالہ جو ہجر مین مرے منہ سے نکل گیا
غم اسکا ہی کسی کا کلیجا دہل گیا

کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی
یہ بھی ترا مزاج بھلا کیا جو بدل گیا

پروانہ ہائے آگ کو سمجھا نہ آگ بھی
وہ آگ شوق وصل کی بھڑکی کہ جل گیا

بدلا کرے جو رنگ بدلتا ہی آسمان
اپنا کبھی نہ رنگ طبیعت بدل گیا

وہ ہائے تیغ اُٹھاتے تھے غصہ سے عیر پر
آنچل نے چھڑ ہایا کہ شانہ سے ڈھل گیا

گیسو بھی تو کسی بُت کافر کا یہ نہ تھا
پھر کس لیئے نہ میرے مقدر کا بل گیا

کرتا تھا مین گلہ ستم روزگار کا
کیون رنگ رُخ کسیکا الٰہی بدل گیا

نقل مکان مریض کی خاطر ضرور تھا
اچھا ہوا لحد مین جو مین اے اجل گیا

تقلید آسمان کچھ اُنھین فرض تو نہ تھی
کسواسطے مزاج پھر اُن کا بدل گیا

کرنا مرا گلا وہ غم و رنج ہجر کا
کہنا کسیکا خوب ترا جی بہل گیا

اے دل عجب بلا کا ترا اضطراب ہی
دیکھا اک جگر بھی تھا کہ سنبھالا سنبھل گیا

ممکن نہین حضور جو بدلون مین اپنی وضع
بدلا کرے جو رنگ زمانہ بدل گیا

اے موت کچھ بتا کہ یہ کیا انقلاب ہی
پوشاک بھی بدل گئی گھر بھی بدل گیا

پروانہ سے وفا مین نہین شمع بھی ہی کم
یہ بھی تو جل گئی جو وہ کمبخت جل گیا

رنج فراق تو ہی مرا ایک حال پر
پھر مجھکو کیا جو رنگ زمانہ بدل گیا

کرنے کو تھا گلہ ستمِ آسمان کا مین
بیٹھے تھے وہ سمجھ کے مگر کچھ سنبھل گیا

ظالم نشان خارِ مژہ کھر رہے ہین صاف
کوئی ضرور تلوون سے آنکھو نکو مل گیا

ڈھلتا بھلا حضور کا جوبن مجال تھی
یہ بھی ہمارے وصل کا دن تھا کہ ڈھل گیا

اشعار ۱۲	پڑھ اُس ردیف و قافیہ مین اک غزل فروغ ہو کل گیا کہین تو کہین ہو نکل گیا	غزل ۶

غزل

مین آج جاؤن گا ترے گھر سے نکل گیا
وہ غیر تھا کہ تو نے نکالا نکل گیا

جوبن کسیکا یاد جو آیا فراق مین
سینہ سے بس تڑپ کے کلیجا نکل گیا

کرتے تھے مجھ سے وصل کا وعدہ غضب ہوا
اُن کی زبان سے نام عدو کا نکل گیا

بگڑے ہو عرض حال پہ عاشق سے کسلیے
کیا حرفِ آرزو کوئی منہ سے نکل گیا

اک آرزو ہماری جو نکلی نہ عمر بھر
اک حوصلہ رقیب کا تھا جو نکل گیا

جلدی تھی ہائے دونون کو صبح شبِ وصال
اُٹھکر اُدھر گئے وہ اِدھر دم نکل گیا

اے اضطراب وصل کی شب دل ہو یا جگر
یہ جانتے ہین کوئی تڑپ کر نکل گیا

پچھتائیے نہ عہدِ وفا کرکے اے حضور
کچھ شکوۂ عدو نہین منہ سے نکل گیا

نقصان دو ہوئے مرے مرنیسے وصلمین
ارمان بھی نکل گئے دم بھی نکل گیا

تھا حرفِ وصل کا نہ محل عرضِ حال مین
کیا کہہ رہا تھا کیا مرے منہ سے نکل گیا

اللہ موت کیون مجھے آئی شبِ وصال
کیا دم ہی ساتھ آرزوؤن کے نکل گیا

اشعار ۲۶	کس بات پر وہ روٹھ گئے مجھ سے اے فروغ کیا غیر کا گلا مرے منہ سے نکل گیا	غزل ۷

غزل

غیر کیون پکڑے ہی دامن اُس بتِ سفاک کا
بس یہی تو اک ٹھکانا ہی ہماری خاک کا

تان کر سینہ وہ چلنا اُس بُتِ سفاک کا
دل پکڑ کر بیٹھ جانا وہ کسی غمناک کا

کم نہین خنجر سے وہ سُرمہ کا دُنبالہ مجھے
وہم ہوتا ہی مرے دل کو عدو کی خاک کا

بعد مرنے کے لیئے پہرتی ہی اپنے دوش پر
ہی ادب اتنا ہوا کو بھی ہماری خاک کا

جا بجا سے قبر کیون شق ہو گئی ہی بعد مرگ
دے رہی ہی یہ نشان میرے دلِ صد چاک کا

جتنے نازک چاہین جام اس کے بنائین کوزہ گر
یہ اثر دیکھے کوئی مجھ ناتوان کی خاک کا

غیر بھی اک حال پر رہتا نہین میری طرح
کیون نہ پھر ممنون ہون مین گردشِ افلاک کا

شمع کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی رو دیئے
رنج دیکھا ہی نہین جاتا کسی غمناک کا

رُخ ہی گرد آلود کسکو دفن کرکے آئے ہین
چہرہ روشن پہ غازہ ہی یہ کس کی خاک کا

کس طرح مجھ ناتوان و زار و لاغر سے اُٹھے
ظلم اُن کا رشک غیرون کا ستم افلاک کا

اشک تھمتے ہی نہین گو لاکھ کرتا ہون مین ضبط
آبلہ پھوٹا کوئی شاید دلِ غمناک کا

اور کس کام آئے گی میری سیہ بختی بجز
کاش کاجل ہی بنے اُس دیدۂ نمناک کا

رشک تو شرکت گوارا کرنے دیتا ہی نہین
ظلم مین اُنکے اُٹھاؤن یا ستم افلاک کا

یہ بھی لکھتے ہو کسی شے مین اثر باقی نہین
پھر گلہ بھی کرتے ہو آہِ دلِ غمناک کا

ہی فلک پر اک زمین پر تو ہزارون چاند ہین
فیض ہی یہ نقشِ سُمِّ توسنِ چالاک کا

کاش یہ کہدو کہ اس پردے مین کرتا ہون مین ظلم
پھر تو خوش ہو کر اُٹھاؤن مین ستم افلاک کا

رحم کے قابل نہ رکھا تم نے آنسو پونچھ کر
گھٹ گیا رتبہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

کروٹین لیتا ہون مین فرقت کی شب کیا جلد جلد
یہ اسی سے ہی کہ کھارہ دلِ غمناک کا

کیا اب ہم رقیبونکو بھی لکھ سکتے نہین
کیا کرین منہ ہی کسی کے دیدۂ بیباک کا

تم ہماری قبر سے اُٹھے تو دامن جھاڑ کر
واہ پاس اچھا کیا تم نے ہماری خاک کا

غیر کی رنجیدگی سے وہ بھی کچھ چپ سی ہین
یہ اثر اچھا ہوا آہ و دلِ غمناک کا

پوچھتے ہو مجھ سے کیا دورانِ سر کا میرے حال
کیا نہین دیکھا تماشہ کوزہ گر کے چاک کا

دکھیو اے زاہد مجھے چشم حقارت سے نہ تو
ہین اگر مجرم ہون تو اپنے خدائے پاک کا

اسکو تاکا اس کو مارا اس کو گھائل کر دیا
قتل گہ ہین تھا یہ عالم اس بت سفاک کا

کیا سبک رفتار ہی نقش قدم پڑتے نہین
ہی عجب نقشہ تمہارے توسن چالاک کا

غزل ۸	ہم ہین دیکھیو سوال بوسہ کر بیٹھا فروغ منہ لگانا فرض کیا تھا تم کو اس بیباک کا	اشعار ۹

غزل

نہ چھپین قبر مین سنگ لحد سے دم بھر تھا
جنون سے عشق کا چھاتی پہ میری پتھر تھا

رہے اگر مرے دل مین تو آپ کا گھر تھا
خدا کے واسطے احسان پھر یہ کس پر تھا

وہ اضطراب شب ہجر کا معاذ اللہ
کہ ایک ہاتھ کلیجہ پر ایک دل پر تھا

وہ ایک غیر کی تقدیر جو بگڑ کے بنی
وہ ایک بن کے جو بگڑا مرا مقدر تھا

کٹی فراق مین مانا تمام عمر مری
جدا رقیب کی قسمت سے تو مقدر تھا

شب وصال سے کچھ روز قتل کم نہ رہا
گلے سے ملنے کو گر وہ نہ تھے تو خنجر تھا

عدو کی ضد سے مرے پاس آئے تھے شب وصل
تمہین بتاؤ کہ احسان پھر یہ کس پر تھا

ہمارے قتل کی خاطر نہ تھی یہ عید باقی
خوشی مین جامہ سے خنجر بھی ان کا باہر تھا

غزل ۹	نہ کس طرح سے اٹھاتا فراق کے صدمے دل فروغ بتون کی طرح سے پتھر تھا	اشعار ۱۸

غزل

ہوا ہجر مین حال ابتر کسی کا
بچھا تھا ہی گیسوئے عنبر کسی کا

وہ ہنس ہنس کے ذکر عدو میرے آگے
چبھوتا وہ رہ رہ کے نشتر کسی کا

نہین سخت جان ہون نہین لیٹے بیٹھے ہین
جو رک رک کے چلتا ہی خنجر کسی کا

مرے دل پہ کر رحم اے سوز فرقت
ارے جل نہ جائے کہین گھر کسی کا

مری جاتی ہی اللہ رے سخت جانی
کہ منہ موڑے لیتا ہی خنجر کسی کا

کلیجہ تڑپ کر منہ کو آتا ہی سننے کو
مگر نام آیا زبان پر کسی کا

وفا وعدہ اب بھی جو کرنا ہو کیجے
کہ ہوتا ہی وعدہ برا ہر کسی کا

محبت مین ہین شمع و پروانہ یکسان
کوئی جل گیا کٹ گیا سر کسی کا

برا کیا ہین اُس کو ہو جس سے اُلفت
گلہ کیا کرین روزِ محشر کسی کا

کیے سر اگر قطع اُلفت نہو گی
یہ مانا کہ ہی تیز خنجر کسی کا

ارے لے لیا ناز اُٹھانے کا بدلا
یہ ٹھکرا مری لاش اُٹھا کر کسی کا

ذرا حسرتِ دید تھم تھم کے نکلے
چلے کاش رک رک کے خنجر کسی کا

ترے کوسنے کا اثر کچھ نہوگا
ہی گستہ ظالم بہت در کسی کا

قیامت کی گرمی تھی محشر مین یا رب
مزا دے گیا دامنِ تر کسی کا

اُبھار اُس دوپٹے سے ظاہر ہین کیون
کہ جوبن ہی جامے سے باہر کسی کا

ہٹا عکس اُن کا تو آئینہ بولا
زمانے مین اُجڑے نہیون گھر کسی کا

کسی کی وہ شوخی کسی کا وہ جوبن
مٹانا کسی کو اُبھر کر کسی کا

اشعار ۹	نہین رحم گر اے فروغ ان بتون مین خدا تو ہی اے بندہ پرور کسی کا	غزل ۱۰

غزل

شب ہجر دردِ دل کو نہ مرا خیال ہوتا
کہ پڑا تھا وقت کیونکر نہ شریک حال ہوتا

مرے غم مین مر گیا ہی یہ اُنھین خیال ہوتا
مین عدو کو کوستا بھی تو مجھے ملال ہوتا

ہی عیان مری نحافت تری گردشِ نظر سے
کہ نہ آنکھ پھیرتا تو نہ مین پائمال ہوتا

شبِ غم ترے تصور نے عجب مزے دکھائے
یہ کہان سے لطف اُٹھتے جو ترا وصال ہوتا

نہ وہ میرے گھر پر آتے نہ عدو کو ساتھ لاتے
یہ خوشی اگر نہوتی تو نہ وہ ملال ہوتا

دلِ تنگ عاشقی ہین یہ سمائین دونو کیونکر
مری وحشتی نہوتی جو ترا خیال ہوتا

بدوا اثر دکھاتا غمِ عشق اے مسیحو
تو عیان تمہارے چہرے سے مرا ملال ہوتا

یہ ہمدو کی بیقراری ہی دلیل قطعِ اُلفت
اگر ضرور دل جلتا جو ترا خیال ہوتا

غزل ۱۱	ابھی حال دل نہ کہتا تو فریبِ ان بتون سے ارے اپنی جان کا کچھ جو تجھے خیال ہوتا	اشعار ۲۴

غزل

بھولے پن پر بھی جھپٹا پڑتا ہی جوبن کیسا
زلف لایا ہی جوانی مین لڑکپن کیسا

مہربان مجھپہ کوئی ہوتا ہو اس کی ضد سے
نہ ہی تو دوست سے بھی بڑھکے ہی دشمن کیسا

مین تو سمجھا تھا کہ مجھپہ اُنھین رحم آئیگا
اُن کو ہی وہم کہ یہ نالہ و شیون کیسا

اثر الٹا کیا آہون نے پس مرگ بھی کیا
جھلملاتا ہی چراغِ سرِ مدفن کیسا

اب کسی بات کا اُن کو نہین ہوتا ہی یقین
منفعل میری عداوت سے ہی دشمن کیسا

غیر کے حال پر افسوس مجھے آتا ہے
آپ جب خوش ہون تو پھر نالہ و شیون کیسا

الٰہین اُس کو بھی ہوئی ہو نہ کچھ امید لے رشک
شادی میری شبِ وصل یہ دشمن کیسا

کون روتا ہی بناوٹ سے مرے ماتم مین
ہنس رہا ہی یہ چراغِ سرِ مدفن کیسا

آج کیا کھوتی ہین سرمائی نگاہین اُن کی
آج خوش پھرتا ہی اے رشک یہ دشمن کیسا

رحم آیا اُنھین کیا آبلہ پائی پہ مری
دشت مین خار پکڑ لیتے ہین دامن کیسا

دل بجھا کر نہ ہوا ہائے کلیجہ ٹھنڈا
اب بجھاتے ہو چراغِ سرِ مدفن کیسا

منتقل اُس پہ ہوئی مشقِ جفا بھی مرے بعد
بددعا کرکے بھی نادم ہوا دشمن کیسا

شاد ہون ہی ستم آمیز کرم بھی اُن کا
رات دن ورنہ لبِ غیر پہ شیون کیسا

اسی انداز نے مارا تھا مجھے اے ظالم
منہ کو اب ڈھانک کے رونا سرِ مدفن کیسا

تیری باتین نہین نشتر سے ہین کم اے ناصح
تو اگر دوست ہی تو ہوتا ہی دشمن کیسا

بدگمانی سے تری اور گھٹا جاتا ہون / بات بھی مین نہین کر سکتا ہون شیون کیسا

شمع کو دیکھ کے وہ طعنہ سے فرماتے ہین / یہ دھوان جن کے اڑا جاتا ہی جوبن کیسا

کم سنی کی ہر ادا جان لیے لیتی ہے / یہ بھی بیہوشی کی باتین ہین لڑکپن کیسا

ضعف سے پڑتی ہی اک چوٹ کلیجہ پہ مرے / کر دیا ہی اثر الٹا مرا شیون کیسا

مر نہ جاو الغ یہ ادا خوب نہین وقت سفر / پھیرنا آنکھ کا سب سے دم مردن کیسا

لگ پاس سے لازم ہی تمہین بھی ڈرنا / اٹھ کے دیکھو تو ہے دیوار مین وزن کیسا

نہ سہی غیر کا غم ست ہم سے منہ اپنا کھلتا / یہ تو فرمائیے پھر تر ہے یہ دامن کیسا

دل کے ناسور کا اب تک یہ پتا دیتا ہے / جانتے بھی ہو لحد مین ہی یہ روزن کیسا

غزل ۱۲	اس زمانہ مین بتا کس کا کرے کوئی فروغ دشمنی دوست بھی اب کرتے ہین دشمن کیسا	اشعار ۲۰

غزل

حوصلہ دل کا شب وصل جو نکلا ہوتا / پھر نہ منت کش آغوش تمنا ہوتا

خوف کچھ بھی جو ترے تیر نظر کا ہوتا / آئینہ مین نہ ترا عکس بھی ٹھہرا ہوتا

وہم ہی آئے ترا نام مرے نام کیساتھ / موت کا کاش کوئی اور بہانا ہوتا

اور دم بھر جو نہ آتا ترا پیکان دل مین / داغ زینت وہ آغوش تمنا ہوتا

جان سی چیز مین یون ہجر کی شب کیون کھوتے / نہ اگر موت مین انداز مسیحا ہوتا

ضعف مین مجھ سے سنبھالا دل بیتاب اگر / اک ذرا درد ہی نے اٹھ کے سنبھالا ہوتا

ہائے مین جان سے بھی بڑھ کے سمجھتا تھا جسے / خیر اگر اس پہ نہ تھا ان پہ بھروسا ہوتا

آپ کے تیر نظر سے مجھے خوف آتا ہے / آنکھ بھر کر نہ کبھی آئینہ دیکھا ہوتا

کچھ تقاضا ہی قضا کا کچھ ادا کا دم نزع / کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے ہی اشارا ہوتا

خیر اسی مین ہوئی ظالم کہ ستمگر نکلا / ورنہ عاشق ترا پھر ایک زمانا ہوتا

ہوگا دشمن جو مرا دوست تم اُسکے ہوگے
یہ سمجھتا تو عدو آپ مین اپنا ہوتا

ہنس کے کہدیتا ہون مین دعوے یکتائی پر
قہر ہوتا جو کوئی اور بھی تمسا ہوتا

وعدۂ غیر اُنھین ہم یاد دلاتے تو یہ
کھتے ہین مُفت مین احسان کسی کا ہوتا

اب جدا ہونگے بھلا دست تمنا میرے
کاش پہلے ہی گلے سے نہ لگایا ہوتا

تپش دل کسی کوچہ مین گرا ہی دیتی
گر نہ یارون نے جنازے کو سنبھالا ہوتا

تم جو آتے بھی تو بے چین کسی شوق مین ہم
تم نہ آتے بھی تو بیتاب کلیجا ہوتا

لن ترانی کی صدا طور پہ موسیٰ نے سُنی
دیکھتا دل ہی مین گر دیکھنے والا ہوتا

نیم ہم سے تو رُکے یا نہ رُکے تیر نظر
دیکھتے ہم نگہ یاس سے تو کیا ہوتا

داغ دل بھی ہے مرا پستیِ طالع کی دلیل
اک ذرا اور اُبھرتا تو یہ چھالا ہوتا

اب بُرا ہون تو کچھ اچھا بھی سمجھتے ہین فروغ
کہتے کچھ لوگ بُرا بھی اگر اچھا ہوتا

غزل

غزل ۱۳ — اشعار ۱۷

ایسی ہی باتون سے تو ٹوٹ گیا دل اپنا
جو رقیبون کا ہے قاتل وہی قاتل اپنا

داغِ دل اُبھرے ہین اے قافلۂ رنج و الم
دیکھ خود اُٹھ کے نشان دیتی ہے منزل اپنا

کوئی بتلائے کہ ناصح کا اجارہ کیا ہے
جان اپنی ہے جگر اپنا ہے اور دل اپنا

نامہ بر کو مین وہان بھیج کے پچتاتا ہون
کل جو تھا دوست وہی آج ہے قاتل اپنا

بے تکلف سر ادا نیند کی ڈھائی ہے ستم
کام ہر وقت کیا کرتا ہے قاتل اپنا

یاد نے کشمکشِ غم مین پھنسایا مجھکو
ناز اُن سے بھی سوا کرنے لگا دل اپنا

ہو جو لیلیٰ پہ ذرا بھی اثرِ گریۂ شوق
اُلٹے اے قیس وہ خود پردۂ محمل اپنا

کر گئی لطف وہ غصہ کی بناوٹ مین ادا
ہنس دیا دیکھ کے منہ تیغ مین قاتل اپنا

جان بے چین ہے دل شق ہے کلیجہ بیتاب
حال کیا اب بھی نہین رحم کے قابل اپنا

دل کے گھبرانے سے تسکین ذرا ہوتی ہے
دیکھنا کام [illegible] حالی ہے جو سائل اپنا

حسرت قتل ہی مین جان کو ہم دیتے
کیا کرین اسپہ بھی راضی نہین قاتل اپنا

فرقت یار مین ہے جان لبون پر اپنی
حال اب ہوگیا تسکین کے قابل اپنا

اسکو یہ ضد کہ نہو آئینہ دم بھر بھی جدا
تا نہو یہ رشک نہو جائے وہ مائل اپنا

تو ملے حشر کے دن داد الٰہی ہم کو
وہی قاتل ہے رقیبون کا جو قاتل اپنا

کون دریا مین بہا یا کہ اسے [illegible]
کشتہ [illegible] مین سے چھپائے ہوئے ساحل اپنا

گنبد خضر سے گیا [illegible] کے فروغ
کوئی ارمان بھی جو نکلا تو [illegible] اپنا

غزل ۱۴ — غزل — اشعار ۱۹

کیا [illegible] رسنگ نرالا ہے تمھاری ہی ادا کا
انداز تغافل مین بھی ہے شرم و حیا کا

ماتم مین اٹھاین ہوش ہین کچھ سر و پا کا
اے رشک مقدر یہ مرے اہل عزا کا

کچھ شغل تھا وہ بھی نہ رہا مشق جفا کا
کس درجہ وہ دشمن ہے مگر اہل وفا کا

سب کہتے ہین کشتہ مجھے اُس تیغ ادا کا
مین کہتا ہون اک یہ بھی بہانا تھا قضا کا

بس چپ بھی رہو نام نہ لو ترک جفا کا
نازک ہے بہت دل مرے جان اہل وفا کا

آتے بھی تو منہ ڈھانک لیا نعش پہ میری
سمجھا ہے مقدر بھی مرے اہل عزا کا

آنکھون [illegible] مین غضب کرتی ہین نیچی نگاہین
کچھ شوخیون پر بس نہین چلتا ہے حیا کا

آنکھین جو بھرین میری دم نزع تو بولے
بس آج سے لینا نہ کبھی نام وفا کا

[illegible] شب تک ہو کوئی رہتا ہے بیتاب
کمبخت مرا دل بھی ہے بیچین [illegible] ملا کا

[illegible] انھین کی مین [illegible] کرون یا رب
شرمندہ ہون کیون مفت مین تاثیر دعا کا

دل دیدیا تو جان بھی حاضر ہے حسینو
اب ہم سے تقاضا نہین اٹھتا ہے وفا کا

ہنستا ہے [illegible] طول شب ہجر پہ میرے
کمبخت کو کچھ خوف نہین روز جزا کا

غزل

غزل نمبر ۱۶ — اشعار (۱۱)

دل مکدر ہی اُس ستمگر کا — رُکنا بیجا نہین ہی خنجر کا

گھٹ کے مرجاؤن کیون اے شب غم — لون جو احسان کسی کے خنجر کا

ناز اُدھر شوخیون کا وصل کی رات — شوق اِدھر میرے قلب مضطر کا

صدقے ہین اُن نشیلی آنکھون کے — ساقیا کوئی دور ساغر کا

ہین ہنسا سِش غیر پر تو کہا — کیون ہمارا ہی دل ہی پتھر کا

وعدہ دیدار قیامت پر — کچھ نہین دھیان اہل محشر کا

ہاتھ مین لون نہ کیون قلب کا پر دل — کہ پتا ملگیا ترے گھر کا

تم تلاش عدو مین پھرتے ہو — پھیر پھیرے مرے مقدر کا

کیون نہ تڑپے فراق جسم مین روح — چھٹ گیا ساتھ زندگی بھر کا

چاہیے داستان اُلفت کو — ہجر کی رات روز محشر کا

منہ چھپاتے ہین وصل مین وہ فروغ
دھیان بھی کچھ ہی روز محشر کا

غزل

غزل نمبر ۱۷ — اشعار (۱۶)

خیال چشم تصور مین ہو جو گلشن کا — ملے قفس مین اسیر غزا نشیمن کا

ہوا مفید مرے حق مین فعل دشمن کا — ہی چراغ چمک برق کی نشیمن کا

بس فنا بھی اثر ہی سرد آہون مین — بجھا ہی دل کی طرح سے چراغ مدفن کا

نہ دشمنی سے بھی اُس کی مجھے ہو کیونکر رشک — کہ ہی تو دل مین کسی کے خیال دشمن کا

اُڑے خزان مین جو تنکے تو اوج اور ملا — گیا دماغ فلک پر مرے نشیمن کا

تمہین تو ہوش سر و پا کا میرے غم مین نہین — عدو ہین ساتھ بجھا دو چراغ مدفن کا

نہ لے زمانہ کا عُریان تنی مین بھی احسان — اشارہ ہی عقلا سے یہ چشم سوزن کا

ہوا کے جھونکوں سے پوچھے یہ کون بعد فنا — کہاں چلی ہو بجھا کر چراغ مدفن کا

بناؤ شکل نہ للہ اہل ماتم کی — مرے جنازے پہ مجمع ہے دوست دشمن کا

شب وصال کی باتوں کا دھیان آ ہی گیا — وہ ہنس رہے ہیں بجھا کر چراغ مدفن کا

کم ان کے عشق سے بغض رقیب دل میں نہیں — خیال دوست سے بڑھکر ہی مجکو دشمن کا

عجب طرح سے وہ اظہار رنج کرتے ہیں — مری لحد پہ ہے دھوکا عدو کے مدفن کا

وہ میری قبر پہ ہنستے ہیں منہ جدھر کرکے — کہیں وہی تو نہ رُخ ہو [illegible] کے مدفن کا

اگر ہزار قفس ہوں تو کیا ہیں اے صیاد — اب اور کچھ ہے تقاضا بہار گلشن کا

اگر گلا ہے مجھے تجھسے تو یہی اے ہجر — جو حال میرا ہے ظالم وہی ہے دشمن کا

بس فنا بھی عجب حال سوز دل ہے فروغ
شرار آہ پہ دھوکا ہے شمع مدفن کا

غزل

غزل ۱۸ — اشعار (۱۵)

مہربان غیر پہ وہ ہیں ترا احسان ہوتا — انقلاب اب اگر اے گردش دوران ہوتا

چھوڑ کر تجکو مرے دل میں نہ پنہان ہوتا — تجھسے عاجز جو نہ ظالم ترا پیکان ہوتا

پھول بھی تمنے اٹھائے نہ مزے خوب کیا — کچھ نہوتا تو نزاکت ہی کا احسان ہوتا

ہیں سنے توبہ جو نہ کی خوب ہوا اے زاہد — پھر ہوتا جو میں توبہ سے پشیمان ہوتا

تھوڑے ناز اٹھانے کے مزے سے واقف — ہے جو حسرت مجھے تمکو بھی ارمان ہوتا

کیوں زمانے میں نہ چرچا ہو وفا کا میری — کچھ ترا جور نہیں تھا کہ جو پنہان ہوتا

کچھ تو باعث ہے جو پیری میں جھکا جاتا ہوں — کاش گردن پہ جوانی کا نہ احسان ہوتا

خاک میں مل گئے اب میری وفا کے دعوے — کاش جلاد جفا سے نہ پشیمان ہوتا

ڈھانکتے منہ تو جنازے پہ جو روتے نہ حضور — غم مرا شرم کے پردے میں نمایان ہوتا

آگ میں بھی جو دکھاتا ترا لطف اپنی بہار — ہر شرر نار کا اک سرو گلستان ہوتا

آپ کی جان جو وہ ہی تو مری جان ہیں آپ
نالہ و آہ پہ غیروں کی انھیں رحم آیا
یہ تو ظاہر ہے کہ ہوتا مری خواہش کے خلاف
لب سے لب ہوں نہ جدا وصل میں جب اس لیے تھا

بد دعا کر کے مجھے غیر پشیمان ہوتا
کاش اے ضعف نہ میں بے سر و سامان ہوتا
مجکو اے کاش ترے ہجر کا ارمان ہوتا
پہلوئے ہجر نکلتا جو میں خندان ہوتا

دیر میں دیکھ کے لکھتے ہیں یہ مجبو فروغ
کاش سے لکھنے کو نہ کمبخت مسلمان ہوتا

غزل ۱۹۱ — غزل — اشعار ۲۴

وصل کا گر نہ سہارا شب ہجران ہوتا
راز دل سے مرے واقف اگر ایمان ہوتا
دھوپ کا بھی نہ گذر اسے مہ تابان ہوتا
شوق دیدار جو یوسف پہ نمایان ہوتا
سینہ داغوں سے جو وحشت میں گلستان ہوتا
ہائے جی بھر کے نہ غصہ کی ادائیں دیکھیں
جان میری جو ادائیں نہ کسی کی لیتیں
دیکھکر حسن کو مری جان میں جان آجاتی
عشق سے حسن کہیں آنکھ ملا سکتا ہے
ضد سے دشمن کی نہ آئے مرے گھر خوب کیا
ہوکے بیتاب نہ آتا تھا دم نزع سب مجھے
تمکو تھا ناز جفا پر تو وفا پر مجکو
رشک میرا نہ سمجھے آنکھ اٹھانے دیتا
یون نہ آئے تھے اگر خواب میں آئے ہوتے

کیا کہوں خیر جو ہوتا وہ مری جان ہوتا
جو نگہبان ترا میرا نگہبان ہوتا
گر نہ غافل ترے کوچہ کا نگہبان ہوتا
چشم یعقوب ہر اک روزن زندان ہوتا
آبجو اشکوں سے ہر چاک گریبان ہوتا
گندا اے کاش ترا خنجر بران ہوتا
موت کا مفت میں شرمندہ احسان ہوتا
میرے حق میں تو وہی عیسیٰ دوران ہوتا
ورنہ پھر شرم کے پردے میں پنہان ہوتا
کہ گوارا نہ مجھے غیر کا احسان ہوتا
میں جو مرتا بھی تو کیا تھا ترے قربان ہوتا
تم پشیمان نہوئے اور میں پشیمان ہوتا
گر ترے حسن کا ظالم میں نگہبان ہوتا
آپکے سر کی قسم مفت کا احسان ہوتا

ناز ہی اپنے گناہون پہ مجھے اے حسرت
یون میسر نہ ترا گوشۂ داماں ہوتا

اذن نالون ہی کا دیتے وہ مجھے وصل مین کاش
جو مرے دل سے نکلتا وہی ارمان ہوتا

نہ لیا ہاتھ مین ظالم مرا دل خوب کیا
یہ بھی کمبخت مری جان کا خواہان ہوتا

مین نکرتا کبھی اے دستِ جنون تجھسے عزیز
گر ہر ایک تارِ نفس تارِ گریبان ہوتا

غیر کی لاش اُٹھانے کی ضرورت کیا تھی
کام وہ آپ کو کرنا تھا جو شایان ہوتا

ہاتھ ملتا ہون نہ کیون حشر مین مجرم ٹھرا
دستِ نازک مین ترے میرا گریبان ہوتا

شبِ وصل آپنے افشان نہ چُنی زلفون پر
لطف صبحِ وطن و شامِ غریبان ہوتا

گرتے کچھ ذرے ہی افشان کے ہوا سے چھٹ کے
تم جو آتے مری تربت پہ چراغان ہوتا

بوئے غنچہ کی طرح وصل کی شب ارمان بھی
میرے دل سے جو نکلتا تو پریشان ہوتا

غزل نمبر ۲۰

بدگمانی سے تعلق ہی محبت کا فروغ
ورنہ پھر مجھسے کوئی عہد نہ پیمان ہوتا

اشعار (۱۱)

غزل

نازک نہ تھا وہ شوخ کہ مین سخت جان نہ تھا
خنجر کا امتحان تھا مرا امتحان نہ تھا

چمکی تھی کس کی برقِ نگہ یہ نکچھ کھلا
جھپکی جو آنکھ خرمنِ تاب و توان نہ تھا

وہ پوچھتے ہین درد کی جا ہمسے روزِ وصل
دل کو کہین جگر کو بتائین کہان نہ تھا

اگلے حسین طرزِ جفا جانتے نتھے
یا مجرمِ وفا کوئی اے مہربان نہ تھا

ذکرِ عدو سے نیچی نگاہین ہین کس لئے
سچ کہئے گا غلط تو ہمارا گمان نہ تھا

لو ہو گیا یقینِ محبت غضب ہوا
تھا اک پیامِ موت مرا امتحان نہ تھا

تقدیر سے جو پھولی تھی تو وہ بہار مین
جس شاخ پر چمن مین مرا آشیان نہ تھا

قاتل نہ میرے آنسوؤن مین کیون سمجھا لیا
تھا غیر سخت جان ترا خنجر روان نہ تھا

انبوہ ستم اُٹھانے کی خُو دل کو ہو گئی
وہ اور مہربان ہون کبھی یہ گمان نہ تھا

تمنے سُنی عدو سے مری داستانِ عشق
قصہ وہی تھا ہائے یہ میرا بیان نتھا

غزل نمبر ۲۱	ہم کیا ثنائے خواجۂ آتش کرین فروغ ایسا کوئی زمانے مین آتش زبان نتھا	اشعار (۱۱)

غزل

دیوانہ رشکِ ماہ کا کب آسمان نتھا
دامن کا چاک تھا یہ خطِ کہکشان نتھا

اُس کا ستم دلیلِ محبت ہی اے رقیب
کب مہربان مجھپہ وہ نامہربان نتھا

مجھسے کھنچے تھے کیون جو کشاکش مین پڑ گئے
کچھ جرم جذبِ دل کا تو اے مہربان نتھا

اب ہم سے یہ حجاب جب آئے تھے خواب مین
پردہ بھی تو حضور کوئی درمیان نتھا

یہ بدگمانیان تو وہان مجکو لے گئین
منظور مر کے بھی مجھے جانا جہان نتھا

کس کی بلائین لیتی تھین جھک جھک کے ڈالیان
وہ گلبدن جو باغ مین اے باغبان نتھا

اللہ اعتبارِ وفا بھی نہین رہا
کیا لائقِ جفا بھی مین اے مہربان نتھا

اب ہم نے داغِ عشق بھی دلسے مٹا دیا
ایسا بے چراغ کبھی یہہ مکان نتھا

عارض ترا وہ آئینہ جس مین نتھا غبار
بینی تری وہ شمع کہ جس مین دھوان نتھا

یارب وہ رشکِ ماہ تو ہمسے نہ رُوٹھتا
اچھا یہہ آسمان نتھا مہربان نتھا

غزل نمبر ۲۲	تھے شمع مین بھی قبر مین بھی آپکے فروغ نورِ رخِ امام کا جلوہ کہان نتھا	اشعار (۱۲)

غزل

کیون ہاے موت تری گرمئ بازار یہ کیا
جان دے دیکے ہین سب تیرے خریدار یہ کیا

اب یہ ظلم اور یہ ستم اور یہ جفائین ظالم
پہلے وہ قول وہ عہد اور وہ اقرار یہ کیا

کیا ترے دلمین ابھی تک ہی رُکاوٹ ظالم
رُک کے چلتی ہی مرے حلق پہ تلوار یہ کیا

سرد آہون نے مری خوب اثر دکھلایا
ہوگئی اور تری گرمئ بازار یہ کیا

تیری حرمت نے اشارے کئے کیا ای مالک
خوش ہین کیون روزِ جزا تیری گنہگار یہ کیا

ہمنے تو ہجر مین فریاد بھی نالے بھی کئے
بخت خوابیدہ نہ پھر بھی ہوا بیدار یہ کیا

ہتکھنڈے وہ مری بیتابیٔ دل کے شبِ وصل
اور کھنا وہ جھجک کر ترا ہر بار یہ کیا

ہائے باندھے گئے یہ بندِ کفن سے پسِ مرگ
نہ چھٹے مر کے بھی اُلفت کے گنہگار یہ کیا

دامن گرد مین منہ نقشِ قدم ڈھانپتے ہین
آج جھکتی ہی حیا سے تری رفتار یہ کیا

گُد گُدائی ہین تری کون ادائین ظالم
منہ ترا دیکھ کے ہنس دیتے ہین اغیار یہ کیا

بلبل و گل مین تو چشمک نہ کہین ہو جائے
ہین اشارے ترے اے نرگسِ بیمار یہ کیا

غزل ۳۳ — اشعار (۱۴)

فقط اک لفظِ تمنا پہ وہ بگڑے ہین فروغ
اتنی سی بات پہ ٹھیرا ہین گنہگار یہ کیا

غزل

فرقت مین تری ضبطِ فغان ہو نہین سکتا
تا لو سے لگے منہ مین زبان ہو نہین سکتا

ظالم اثرِ ضعف نہان ہو نہین سکتا
آنسو بھی اب آنکھون سے روان ہو نہین سکتا

میرے جگر و دل کی تو ہی خیریت اے آہ
جب تک نہ لگے آگ دُھوان ہو نہین سکتا

رکھین نہ وہ کیون حشر پہ دیدار کا وعدہ
پردہ کسی صورت سے وہان ہو نہین سکتا

وعدہ کو وفا کر کے دکھا دو تو یقین ہو
عادت کے خلاف ای مری جان ہو نہین سکتا

آتا نہین اب دل کو یقین بات کا تیری
دمی ہو نہ رقیبون کو زبان ہو نہین سکتا

کیا دل مین ترے راز محبت کو چھپاؤن
جو رُخ سے ہی ظاہر وہ نہان ہو نہین سکتا

رحم اُن کا مرے صبر کے دعوے نہ مٹادے
اندوہ شبِ غم کا بیان ہو نہین سکتا

دیتا ہی مزا وصل سے انکار تمھارا
ہان یون ہی کہے جاؤ کہ ہان ہو نہین سکتا

مجبور کیے ہیں مرا ضعف اُن کی نزاکت
ظاہر اثرِ آہ و فغان ہو نہین سکتا

کچھ بھی نہیں ہے دلِ بے قدر ہمارا
اک بوسہ پہ پھر بھی تو گران ہو نہین سکتا

پردہ جو ترے تیر کو منظور ہی دل مین
ظاہر کا بھی پردہ ہی کہ چھپتے ہین وہ مجھ سے

کیا درد کی صورت یہ نہان ہو نہین سکتا
آنکھون مین کوئی رہ کے نہان ہو نہین سکتا

غزل ۴۲

یہ عہد شکن وعدے پہ آئین کہ نہ آئین
کچھ دل کو فروغ اور گمان ہو نہین سکتا

اشعار (۲۵)

غزل

مین سمجھا تھا تمھین زینت پہلو اپنا
کر لیا تمنے تو دل پر مرے قابو اپنا

ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا
اب روان آنکھ سے ہوتا نہین آنسو اپنا

دوم زیب آئینہ کی کیا ہی کسی کو حاجت
دیکھ لیتا ہی کوئی چاند سا زانو اپنا

میرے اعضا ہی مرے بس مین نہین آپ تو آپ
ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا

اک ذرا تھم کے چل اے تیغ، روان حلق پہ تو
کوئی رکھے ہی مرے سینہ پہ زانو اپنا

آگئی میری خوشامد سے مروت اُن کو
چل گیا وصل مین ان آنکھون پہ جادو اپنا

اب تری آنکھون مین کس طرح حیا آئیگی
پھیل کر سرمہ کئے لیتا ہے قابو اپنا

آتی ہی آنکھون مین جب حسرت دیدار تری
پیشوائی کو نکلتا ہی ہر آنسو اپنا

غیر کی لاش اُٹھا کر نہ کہین آرے ہون
مجھ سے دبواتے ہین اے رشک وہ بازو اپنا

چرخ پر برق چمکتی ہی گھرا ہی بادل
اک ذرا تم بھی ہنسو کھول کے گیسو اپنا

شاد ہون خیر شب ہجر کچھ آنسو تو پچے
درد ہی سے سہی آباد ہی پہلو اپنا

کھیل تلوار کا ہر وقت نہین اچھا ہی
تم نہ دیکھا کرو آئینے مین ابرو اپنا

سیکھے ہین میری طبیعت کے سب انداز اسے
نہین رکتا ہی تجھے دیکھ کے آنسو اپنا

کیا صبا لائی چمن مین ترے گیسو کی شمیم
دامن گل مین ہی منہ ڈھانکے ہوئے بو اپنا

دل کا جب نام کوئی لیتا ہی میرے آگے
ہائے رو دیتا ہون مین دیکھ کے پہلو اپنا

بوجھ سنبھلے گا نہ دو ہر الکمر نازک سے
لاش اُٹھاؤ نہ مری کھول کے گیسو اپنا

دیکھکر بزم مین اتنا بھی نہ پوچھا تم نے | کیون بہ بیٹھا ہی دبائے ہوئے پہلو اپنا
غم سے بچنے کی سکھاتا ہی ہمین بھی راہین | اس لیئے خاک مین ملتا ہی ہر آنسو اپنا
چاندنی ہی شب غم بار تن لاغر کو | دے دو پٹہ کوئی ہلکا سا ہمین تو اپنا
چٹکیان لیتی ہین دل مین تری نیچی نظرین | شوخیان بھی ہین دبائے ہوئے پہلو اپنا
میرے رونے سے وہ سمجھے مرے دل کا مطلب | سامنے اُن کے زبان بنگیا آنسو اپنا
پڑتی ہین آئینہ مین پیار کی نظرین کس پر | نہین عاشق اگر اے رشک قمر تو اپنا
آپ سے بڑھکے خیال آپ کا ہی مجکو عزیز | آپ پر زور نہین اسپہ ہی قابو اپنا
نکلے دب کر کوئی حسرت نہ کہین ذبح کیوقت | میرے سینہ سے اُٹھا لیجئے زانو اپنا

غزل ۲۵

عشق مین ہو گیا کیا حال بتا کچھ تو فروغ
دیکھ آئینہ مین چہرہ تو ذرا تو اپنا

اشعار (۱۳)

غزل

ہائے تیرے ناز اُٹھانے پر اُنھین بھی ناز تھا | ناز بردارون کا بھی تیرے عجب انداز تھا
لاش پر میری نہ آنا بھی اک انداز تھا | جائیے بھی بیٹھیے قربان اچھا ناز تھا
تجکو دیکھا اور چبھا دل مین مرے پیکان رشک | کس بلا کا غیر بھی کمبخت تیر انداز تھا
مشفق من کیا جفاؤن کا اُٹھانا سہل ہی | مر گیا غیر آپ سمجھتے ہین بڑا جانباز تھا
غیر کے مرنے پہ اُن سے ہنس کے یہ کہنا مرا | بس یہی کمبخت کو اپنی وفا پر ناز تھا
ہم گنہگارون سے وجہ جرم سن اے بے نیاز | سن لیا تھا تیری رحمت کو بس اسپر ناز تھا
بگڑے بیٹھے ہین اُٹھایا کیون نہ لاشہ غیر کا | آپ اتنا بھی نہ سمجھے کیا ہمارا ناز تھا
ملتی جلتی ہی نزاکت ناتوانی سے مری | اس ادا کو بھی تری مجھ ناتوان سے ساز تھا
میری تربت کے سوا کیا اور کوئی جا نہ تھی | بیٹھے مانا گر تمھین شوق خرام ناز تھا
ہین رقیبون کو سمجھکر اپنے دل مین شاد ہون | وہ جو سمجھتے ہین مزاج دشمنان ناساز تھا

بات کے ہمراہ فانوسِ گلو روشن ہوئے
لو تھی شمعِ نور کی یا شعلۂ آواز تھا
ہاتھ بند ھنے کا سبب کھُلتا نہیں کچھ وقتِ ذبح
طائرِ رنگِ حنا کیا مائلِ پرواز تھا

غزل ۲۶
پھر بچا یا جان و دل کس کس سے کوئی اے فروغ
ہر ادا میں یار کی سو سو طرح کا ناز تھا
اشعار ۴۰

غزل

روزِ جزا بھی تجھکو نہ اے بُت طلب کیا
ہمنے کہاں کہاں ترا پاسِ ادب کیا
نیچی نظر نے تیری غضب پر غضب کیا
جب دل کو سے چلی تو جگر کو طلب کیا
آخر سب ہی ہمارے جنازے کیساتھ تھے
تم گھر سے سر کھلے نکل آئے غضب کیا
پچھتاؤ گے ضرور مجھے دیکے اذن آہ
دل تھام کر کہو گے ارے کیا غضب کیا
بگڑے ہیں عرض حال کو شکوہ سمجھکے وہ
ہمنے زباں ہلانیکا بھی عہد اب کیا
فرقت میں ضعف اور تڑپنے نہ دے ہمیں
ہمنے تمہاری یاد کا پاسِ ادب کیا
جب میں گیا بگولے اٹھے آندھیاں اٹھیں
وحشت جنون نے بھی مرا پاسِ ادب کیا
ہی اے تصور اُن کو جو آنیکی ضد تو ہو
ہمنے تو جس گھڑی جسے چاہا طلب کیا
ہم مرتوں کی خاک ہی بیکار ہو گئی
آنکھوں میں تمنے سُرمہ لگایا غضب کیا
قاتل بھی جھجک گیا جو قریبِ رگِ گلو
خنجر نے بھی کسی نہ کسی کا ادب کیا
اب دل کے اضطراب کی بھی کچھ دوا کرو
تمنے تو ہاتھ رکھ کے جگر پر غضب کیا
خاطر سے اُن کی بڑھکے ہی کیا کوئی آرزو
ہمنے دعا کو ہاتھ اٹھایا غضب کیا
دیکھو تمہارے آتے ہی اٹھی ہماری لاش
ہمنے تمہارا مر کے بھی پاس ادب کیا
واعظ نکر ناتھا مئے کوثر کا تجھکو وصف
لے پھر بدل گئی مری نیت غضب کیا
ہیں ہجر میں پڑا رہوں بستر پہ چین سے
کمبخت ضعف نے مجھے رحت طلب کیا
ہیں منفعل ہوں چھیڑ کے بھی اپنی داستان
کہتے ہیں اہل حشر ارے کیا غضب کیا

بیتاب دل نہین ہی خفا ہو نہ رکھ کے ہاتھ
چھپا لے بھی میرے دل کے تنکپین غضب کیا

کس سے اُٹھائے جاتے مینکے ناز اضطراب
تمنے گلے سے اور لپٹ کر غضب کیا

بہجتا ہے ہین کر کے دعائین شب فراق
کین اُتنی منتین نہ اُنھین کی غضب کیا

غزل ۲۷	پھر کیا کیا حسینؑ سے اُمت نے اے **فروغ** افسوس کچھ نہ سبطِ نبی کا ادب کیا	اشعار (۱۲)

غزل

ہاتھ او چھا سا تو خنجر کا نہ مارا ہوتا
کاش پورا ہی ارمان ہمارا ہوتا

کچھ تو ان نیچی نگاہون سے اشارا ہوتا
کچھ تو میرے دلِ مضطر کو سہارا ہوتا

ہو چکا تھا مرا دل جب ہدفِ تیرِ نظر
میری ہمت نے نہ کلیجے کو اُبھارا ہوتا

مجکو نظرون سے گراتے نہ احباب مرگ
کاش لاشے کو نہ کاندھے سے اُتارا ہوتا

جان سے بڑھ کے مرے دلکو سمجھتے کیا خوب
بنکے دشمن بھی مرا آپ کا پیارا ہوتا

لبِ دریا نہ حبابون کو دکھائی تھی آنکھ
تمنے بھی سینہ کو تن تن کے اُبھارا ہوتا

ہنس کے کہتے ہین نزاکت یہ نہ حرف آجاتا
کچھ بھی مضبوط اگر عہد ہمارا ہوتا

مجھ سے رو کر یہ کہا میرے عدو کے غم مین
رنج دشمن بھی نہین مجکو گوارا ہوتا

مرنے دیتی نہین ظالم مجھے امیدِ وصال
ورنہ جیتا کسے فرقت مین گوارا ہوتا

جان دینا تو مری جان کوئی چیز نہ تھا
جو ذرا بھی ترے آنے کا سہارا ہوتا

سن جو پایا ہی کہ جنت مین ملین گی حورین
میرا مرنا بھی نہین اُن کو گوارا ہوتا

غزل ۲۸	گو کہ تھا قابلِ دوزخ ہی **فروغ** مجرم کس طرح پر تری رحمت کو گوارا ہوتا	اشعار (۱۴)

غزل

صدقے ہونے کا یہ مر کر بھی اشارا ہوتا
تمنے خود لاش کو تربت مین اُتارا ہوتا

غیر کیا الفت جو ہم پر بھی تمہارا ہوتا
ہم سے بڑھکر کوئی دشمن نہ ہمارا ہوتا

پھیر کر آنکھونکو جانا ترا صبح شب وصل
ملک الموت کو گویا کچھ اشارا ہوتا

خاک مین حشر کے دن خون کا دعوی کرتا
اُن کا آنا مجھے مجمع مین گوارا ہوتا

قہر و رحمت کی کشاکش مین پڑے ہین مجرم
کچھ اُدھر سے کچھ اِدھر سے ہی اشارا ہوتا

حسن ہی کاش شب وعدہ یہ احسان کرتا
تیرے جوبن کیطرح تجکو اُبھارا ہوتا

ہاے کل تھین وہی آنکھین مری قابل رشک
آج اُٹھین سے ہی رقیبونسے اشارا ہوتا

کیون خوشامد ملک الموت کی کرنا پڑتی
کاش مجکو ترے ملنے کا سہارا ہوتا

زندگی تو ہی مرے منہ سے یہ نکلا تھا کبھی
اپنا مرنا مجھے پھر خاک گوارا ہوتا

چبھ کے رہتا مرے دلمین جو ترا تیر نظر
اک ذرا درد کے اُٹھنے کا سہارا ہوتا

آنکھین میری جو پھرین نزع مین عیسی سے ہنسکر
ہے مرے سامنے حورونسے اشارا ہوتا

غم تو اس کا ہے کہ اب تجکو عداوت بھی نہین
یہ بھی ہوتی تو مرے دل کو سہارا ہوتا

ہے عصا سرمہ کا دُنبالۂ گردش چشم
کیون نہ بیمار کو چلنے کا سہارا ہوتا

اشعار (۱۰)	مشکلین حل ابھی ہوتین سبھی دم بھر مین فروغ گر زرا بھی مرے آقا کا اشارا ہوتا	غزل ۲۹

غزل

جو دم بھر کے لئے تکلیف فرماتے تو کیا ہوتا
دل بیتاب کو تسکین دیجاتے تو کیا ہوتا

دلاتا کسطرح مین یاد اُن کو وصل کا وعدہ
سمجھکر گر تقاضا وہ بگڑ جاتے تو کیا ہوتا

نہ آئے نزع مین اچھا ہوا میری عیادت کو
ابھی نام خدا کمسن ہین ڈر جاتے تو کیا ہوتا

تمہارے پاؤنکی اے یار کچھ مہندی نہ چھٹ جاتی
ہمارے گھر بھی دم بھر کو چلے آتے تو کیا ہوتا

نکیرین آئے دم بھر جی بہل جائیگا باتونمین
اگر تنہا تھے لحد مین ہم جو گھبراتے تو کیا ہوتا

ہمارے واسطے کیا دیدار کی حسرت نکل جاتی
اگر تربت پہ وہ بعد فنا آتے تو کیا ہوتا

کبھی آتے نہ تم کل کی طرح سے اپنے وعدہ پر
مرے سر کی قسم گر آج بھی کھاتے تو کیا ہوتا

اثر ہوتا نہ ہرگز اُس بُتِ بیرحم کے دل میں
اگر ہم صورتِ ناقوس چلاتے تو کیا ہوتا

ہمیں کیونکر آہیں کرتا ہجر میں ہمراہ آہوں کے
جو ارمان بھی مرے دل کے نکل جاتے تو کیا ہوتا

فروغ اُبھرے ہوئے سینہ پہ بھی اُنکے نظر آئی
اگر بیتاب ہوکر ہم لپٹ جاتے تو کیا ہوتا

غزل ۳ — اشعار (۱۵)

غزل

ہوا بسمل نگاہوں سے جو تیری وہ مرا دل تھا
نشانہ بھی یہ اے بیدرد اِنھیں تیروں کے قابل تھا

شبِ غم ضعف سے یہ حال اے زہرہ شمائل تھا
کہ اُٹھنا درد کو اور بیٹھنا دل کو بھی مشکل تھا

خدا جانے اثر کیا تھا تری جادو نگاہوں میں
کہ ہا تو نے کلیجا تھامنا بھی مجھکو مشکل تھا

وہ دیوانہ ہوں اے وحشت صدائے سنگ سنتے ہی
میں اپنے گھر سے باہر مثلِ آوازِ سلاسل تھا

کیا بے قدر اسے داغِ الم تو نے ستم ڈھایا
کبھی جسپر حسین بھی ناز کرتے تھے یہ وہ دل تھا

میں کیا تحریر کرتا خط میں خود بال کبوتر سے
ہویدا اسپہ حالِ سینۂ مجروح بسمل تھا

جفائے چرخ رنجِ ہجر رشکِ غیر اُٹھے کس سے
یہ میری جان تھی میرا کلیجا تھا مرا دل تھا

پھریں آنکھیں گرا دامن پہ طفلِ اشک مژگاں سے
اسے کب جنبشِ گہوارہ سے آرام حاصل تھا

تمہاری اک نزاکت خواب میں غیروں کے جاتی تھی
مری اک ناتوانی ہوش میں آنا بھی مشکل تھا

اما ہم سمجھے تھا آرام میں گردش میں تھے دانے
کہ سو دل مضطرب تھے چین اگر اک دلکو حاصل تھا

ترے تیرِ نظر کے خوب روکے وار کیا کہنا
نہ تھا کم تجھسے آئینہ میں جو تیرے مقابل تھا

ہوئے وہ بدگمان کچھ اور رکھکر ہاتھ سینہ پر
بُرا ہو اس وفورِ شوق کا کیوں مضطرب دل تھا

جگر کو داغ دل کو غم سرِ شوریدہ کو سودا
محبت نے دیا اُسکو وہی جو جسکے قابل تھا

حیا نے اور وفورِ شوق نے کی وصل میں آفت
فروغ اُن کی طرح قابو میں میرے کب مرا دل تھا

غزل ۳۱ — **غزل** — اشعار (۱۵)

زمانہ سے نرالا تیرا ہر انداز قاتل تھا — نزاکت یہ نئی ہی سخت پتھر سے سوا دل تھا
وہ بیکس اے وفا دشمن ترس کھانیکے قابل تھا — وفورِ ضعف سے فریاد کرنا جسکو مشکل تھا
تمھین دریا پہ بھی جاکر حجاب آیا نہ شرم آئی — وفورِ شوق سے کھولے ہوئے آغوش ساحل تھا
ہٹا یا رُخ سے پردہ گو نگاہِ شوق نے میری — مگر کوئی نہ کوئی پھر بھی میرے اُنکے حائل تھا
ہوئی سب بزم برہم لیگیا رونق مگر کوئی — کسیکا رنگِ رُخ بھی کیا شریکِ رنگِ محفل تھا
اُنھین نالونپہ غیرونکے ترس آیا تو کب آیا — وفورِ ضعف سے جب لب ہلانا مجکو مشکل تھا
خیال آہی گیا تھا مہمان سکے رُوٹھ جانیکا — اُٹھا تھا درد جب میرے جگر مین مضطرب دل تھا
ترقی پر تھا بحرِ انتظارِ یار فرقت مین — کہ وا آغوش میرا صورتِ لبہائے ساحل تھا
عبث تھا وصل مین انکار آغوشِ تمنا سے — یہ سمجھو تو کہ تم تھے دلمین پہلو مین میرے دل تھا
نزاکت سے ہوئین مجبور غصہ کی ادائین بھی — اُنھین تو وصل کی شب آنکھ دکھلانا بھی مشکل تھا
وہ میرا حالِ فرقت جو کہین تھا وصل سے بہتر — جسے تم خود سمجھتے ہو ترس کھانیکے قابل تھا
کیا تھا ناتوانی کے اثر نے روح کو بیچین — کہ جینا بھی مجھے دشوار تھا مرنا بھی مشکل تھا
قیامت وصل مین چین جبینِ یار نے ڈھائی — کسیکا شوق بھی کمبخت پابندِ سلاسل تھا
کیا تھا خواب مین آنیکا وعدہ اُس ستمگر نے — وفورِ شوق مین کمبخت نیند آنا بھی مشکل تھا

غزل ۳۲ — شبِ ہجر اٹ گیا تھا گرد غم مین ای فروغ ایسا / لحد مین کوئی مردہ تھا کہ سینہ مین مرا دل تھا — اشعار (۱۱)

غزل

حال کھلجائے گا سب پر آپ کی بیداد کا — ناتوانون کو اگر موقع ملا فریاد کا
تو نہوتا خلق تو پیدا نہوتے عرش و فرش — باعثِ ایجاد ہی تو عالمِ ایجاد کا
موسم گل مین چٹکتے ہین جو غنچہ ہر طرف — شور ہی صحنِ گلستان مین مبارکباد کا

بات کرنا بھی مجھے مشکل ہی اب تو ضعف مین
آہ کی طاقت کہان یارا کہان فریاد کا

مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہزارون ہر طرف
بلبلو گلشن سے بہتر ہی مکان صیاد کا

میرے مرنے کی ہوئی ہی اسقدر شادی اُسے
غل ہی گھر مین آج قاتل کی مبارکباد کا

رخصت اے زندان کہ دیوانے بہت گھبرا گئے ہین
ہو گیا ہی قصد صحرائے جنون آباد کا

بے ستون پر بے سبب لالہ نہین روئیدہ ہی
گل کھلا کرتا ہی یہ خون سر فرہاد کا

حسرت و رنج و الم گھیرے ہوئے ہین جا بجا ہمت
کس طرح نکلے کوئی ارمان دلِ ناشاد کا

خاک و باد و آب و آتش سے بنایا ہی اسے
حق نے مجمع کر دیا انسان مین اضداد کا

غزل ۳۳	مجھ کو کچھ موزون جو کرنا آگیا ہی اے فروغ ہی فقط یہ فیض صحبت حضرتِ استاد کا	اشعار (۱۵)

غزل

کچھ بھی اثرِ غم شبِ ہجران نہین دیکھا
اے صبح ترا چاک گریبان نہین دیکھا

دیکھون گا تمہین چھیڑ کے غصہ کی ادائین
مدت سے وہ اندازِ مریجان نہین دیکھا

رہتے ہین مصیبت مین ترے دیکھنے والے
اچھا رہا جسنے تجھے ایجان نہین دیکھا

ہو جبہ نہ تھا درد کا اُٹھ اُٹھ کے ٹہلنا
تکلیف مین کس کو شبِ ہجران نہین دیکھا

کیونکر مین کہون تم کو نہین خوئے محبت
دشمن کو کسی نے کبھی نالان نہین دیکھا

آنکھون سے ٹپکتی ہی محبت تری ظالم
پردون مین بھی اس شوخ کو پنہان نہین دیکھا

ہی سہل ہر اک امر مگر قید ہی مشکل
دنیا مین کسی کام کو آسان نہین دیکھا

ضائع نہوا جذبِ محبت سے لہو بھی
کیا دامنِ قاتل کو بھی افشان نہین دیکھا

اے ضبط اُنھین رحم آگیا رونے پہ عدو کے
افسوس مجھی کو کبھی نالان نہین دیکھا

یا رب کوئی حد بھی ہی مری تنگئ دل کی
اب وہ الم سے بھی پریشان نہین دیکھا

ڈھاتا ہی قیامت تری رفتار کا انداز
کس نے تری خلخال کو نالان نہین دیکھا

اے دوست ذرا حشر کا دن اور بڑھا دے
جی بھر کے ابھی تجھکو میرے جان نہین دیکھا

وہ جلوہ ترا جس سے کہ موسیٰ ہوئے بیہوش
ہمنے نہین دیکھا ترے قربان نہین دیکھا

ہے یاس حیا آرزوئے قتل کا قاتل
ہمنے ترے خنجر کو بھی عریان نہین دیکھا

غزل ۴۴	دشمن جو ہوا امید فروغ اُس سے وفا کی کمبخت کوئی تجھسا بھی نادان نہین دیکھا	اشعار (۲۰)

غزل

تم نے جو ہاتھ سینہ پہ رکھا ستم ہوا
دل کی تڑپ تو بڑھ گئی گو درد کم ہوا

کیون رو رہے ہین آپ یہ طرفہ ستم ہوا
کیا دشمنون کو بھی مرے مرنے کا غم ہوا

کمسن جو تھے تو غیر سے ڈر کر لپٹ گئے
یہ جانتا تو نالے نکرتا ستم ہوا

کہنا وہ انکا وصل مین لپٹا کے سینے سے
کمبخت اب تو درد ترے دل کا کم ہوا

کانٹون مین تیغ رشک سے اب پنا دست شوق
پھولون کے ہار سینہ سے لپٹے ستم ہوا

پھر کے میری لاش پہ آکر چلے گئے
سونے دو نیند آئی ہے کچھ درد کم ہوا

نیچی تو آنکھ ہوگئی گو شرم سے سہی
اب چرخ اور ناز کرے گا ستم ہوا

تیوری سہی چڑھا تو گئے کچھ مزار پر
اچھا ہی اب بھی آپ کا غصہ نہ کم ہوا

یہ تو سوال وصل عدو کا نہ تھا جواب
آنکھین حیا سے تم نے جھکا لین ستم ہوا

دل دیکے تم کو مول لئے سیکڑون الم
مین خوش ہوا تھا ایک ہی دشمن کم ہوا

فتار کو اب اور سکھائے گی شوخیان
ظالم تری نگاہ جھکی کیون ستم ہوا

دنیا کو چین آپ کو راحت رہے نصیب
مین مرگیا بلا سے وہ غصہ تو کم ہوا

پھر تو کسی کی یاد کی رہنی کی ہر جگہ
کیون غم سے دل ہمارا ابھر آیا ستم ہوا

کیا جانتا نہین مین تمہارے مزاج کو
میری بلا کو غیر سے ملنے کا غم ہوا

مین زندگی سے تنگ تھا رحم آگیا حسین
میرے لئے تو ذبح نہ ہونا ستم ہوا

ورنہ ہمارا کوچہ کہاں اور یہ کہاں
غیروں کا راہبر ترا نقشِ قدم ہوا

اب تو کچھ اور دل کی امیدوں کا رنگ ہے
سنتا ہوں اُن کو غیر کے مرنے کا غم ہوا

حسرت کے تماشے نے سے ہے رنگ اور کھل گیا
آخر شریکِ حسنِ اثر سوزِ غم ہوا

رکھتے ہیں دل کو تھام کے بیداد اب ہے کون
نالہ بھی میرا اُن کے لئے اک ستم ہوا

غزل ۱۳

دلبر بھی اعتبار نہیں مجکو اے فروغ
پھر بھی کسی کا وعدہ کسی کی قسم ہوا

[illegible]

غزل

لکھا ہے ہمنے مضموں اُنکے گیسوئے پریشاں کا
بہت دشوار ہوگا جمع ہونا اپنے دیوان کا

کیا ہے وحشتِ دل نے مجھے سلطان بیاباں کا
ملا طبل آبلہ کا اور علم خارِ مغیلاں کا

سگِ جاناں کا وہ حق ہے تو یہ حصہ ہے درباں کا
نہ مجکو فکر دامن کی نہ اندیشہ گریباں کا

میں کھینچوں صفحۂ قرطاس پہ نقشہ جو فرقت کا
سرِ کلک بھی نعرہ بنے شیرِ نیستاں کا

میں لیکر روح کو ہمراہ کیونکر جاؤں تربت میں
نہیں مجکو گوارا قید ہونا اپنے مہماں کا

گلے کو کاٹ کر اپنے اگر میں آپ مر جاتا
اٹھاتا بار پھر کیوں خنجرِ قاتل کے احساں کا

نحیف و ناتواں وہ ہوں نہ سلواؤں نگار زخموں کو
نہ لونگا اپنے سر پہ بار میں سوزن کے احساں کا

دعائے وصل اگر مانگوں فراقِ یار ہو حاصل
اگر میں عیش چاہوں سامنا ہو غم کے ساماں کا

میں وہ غم دوست ہوں اس عالمِ ایجاد میں جسکو
خیال آتا ہے روزِ وصل بھی شبہائے ہجراں کا

اُنھیں ملتی ہے کب فرصت طلا زلفیں بنانے سے
خیال آتا ہے کب اُنکو مرے حالِ پریشاں کا

نشانہ مجکو تیروں کا کرے وہ حور اگر اے دل
گلِ فردوس سے بڑھکر ہر اک غنچہ ہو پیکاں کا

ترے قد سے اکڑنا سرو نے سیکھا گلستاں میں
اُڑایا طرز سنبل نے تری زلفِ پریشاں کا

فروغ اکثر امور ایسے ہیں ہم مجبور ہیں جن سے
وگرنہ قصد دل میں اب مصمم ہے خراساں کا

غزل ۳۶ — غزل — اشعار (۱۴)

زمانہ ہجر کا گردش سے بھی بدل نہ سکا
فلک کا روز بھی قسمت کے آگے چل نہ سکا

تری نظر نے کچھ ایسا گرا دیا ظالم
سہارا درد کا بھی پاکے دل سنبھل نہ سکا

ہمارے دل کا محبت مین ہی خدا حافظ
ذرا سا تمسے دوپٹہ بھی جب سنبھل نہ سکا

سر غرور شب وصل جھک گیا آخر
مگر حیا سے تمہارا بھی زور چل نہ سکا

مری طرح سے ہی مہتاب کے بھی دل مین داغ
تری نگاہ سے بچکر کوئی نکل نہ سکا

گھٹا یہ وصل کی شب حسرتون کی چھائے رہی
کہ رنگ چرخ پیر آسمان بدل نہ سکا

مٹایا پاس ادب نے اثر بھی نالون کا
ذرا سا انکا کلیجہ بھی تو دہل نہ سکا

مری فنا کا سبب ہوگئین مری آہین
ہوا کے جھونکون سے آخر چراغ جل نہ سکا

بچایا ضعف نے الزام بیوفائی سے
گلا بھی تیرا زبان سے مری نکل نہ سکا

وہی فراق ہے دنیا کے انقلاب مین بھی
ترا مزاج زمانے سے بھی بدل نہ سکا

نکالنا ہی رہا یاد اپنے گھر سے مجھے
مرا خیال تو دل سے ترے نکل نہ سکا

اٹھائیے گا مری لاش بیٹھے بھی حضور
ذرا سا دل تو مرا آپ سے سنبھل نہ سکا

کسی نے ہجر کی شب آنکھ اٹھا کے دیکھا تھا
ہوا یہ خوف کہ رنگ آسمان بدل نہ سکا

غزل ۳۷ — اشعار (۱۳)

فرد: نہ آگئی موت اور نہ آیا خط کا جواب
لکھا ہوا تھا جو قسمت مین وہ بدل نہ سکا

غزل

مین نے پوچھا دیر کیون کی کیا سبب تاخیر کا
بولے باعث تھا تمہاری خوبیٔ تقدیر کا

آگے اُس گل رو کے نہ کچھ موقع ملا تقریر کا
بنگیا بلبل مین گویا گلشن تصویر کا

جرم ہمنے زاہدا اُس کی رحیمی پر کئے
ہمکو شوق عفو مین موقع ملا تقصیر کا

سر نوشت غیر مین لکھا مرے دھوکے وصل
واہ اچھا سہو تھا یہ کاتب تقدیر کا

شمع کا سر خود قلم کرتے ہین وہ اللہ رے ظلم / شغل بھی اُن کو پسند آیا ہی تو گل گیر کا

خون میرا قابضِ ارواح کی گردن پہ ہی / زہر کھا لینا سبب تھا موت کی تاخیر کا

ہوی اے قاتل ترا زخمی بچے ممکن نہین / جادۂ راہِ فنا ہی دم تری شمشیر کا

بے بُلائے آپ آئین یا نہ آئین میرے گھر / خوش ہون نالہ میرا منت کش نہو تاثیر کا

آپ کے آگے زبانِ شمع کی اُس نے قلم / حکم ہو جائے تو کاٹون سر ابھی گل گیر کا

پھول سے رخسار اے گل غنچہ سوسن ہنین / لون تصور مین اگر بوسہ تری تصویر کا

اے میرے جان دونون ہاتون سے کلیجہ تھام لو / تم کبھی سن لو اگر نالہ کسی دل گیر کا

اے حسینو عاشقونکے طائرِ دل کے لئے / ہی عجب پھندا تمھاری رشتۂ تقریر کا

غزل ۳۴

میرے گھر پر آ کے وہ پھر جائین سچ ہی اے **فروغ** / زور کچھ تقدیر پر چلتا نہین تدبیر کا

اشعار (۱۴)

غزل

وہ ظالم مہربان ہمپر ہوا ایسا ہو نہین سکتا / جو قاتل ہی ہمارا وہ مسیحا ہو نہین سکتا

جفا تیری فلک کا ظلم رشکِ غیر سے بہتر / گوارا ہی مجھے سب یہ گوارا ہو نہین سکتا

قسم بھی کس کی میری جان کی وعدے پہ کھاتے ہو / وہی کمبخت جس پر خود بھروسا ہو نہین سکتا

تمہارے ہی اشارے پر فلک ہر وقت چلتا ہی / اگر تم دوست ہو دشمن زمانا ہو نہین سکتا

ادہر دیکھو کوئی ہوا ہمین ہین ہون غیر ہو تم ہو / برا سب جسکو کہتے ہین وہ اچھا ہو نہین سکتا

ہماری لاش پر غیرون کیساتھ اچھا نہین ہنسنا / کسی مظلوم کا ذرا تماشا ہو نہین سکتا

وہ اپنے چاہنے والیکو چاہین غیر سے بگڑین / زمانہ بھی اگر پلٹے تو ایسا ہو نہین سکتا

بھروسا ہی ہمین وعدے پر اور وعدہ بھی انکا ہی / وفائے عہد کا جن سے تقاضا ہو نہین سکتا

ادا ہی ایک یہ بھی ورنہ حاصل منہ چھپانے سے / رہو تم جس کے دل مین اُس سے پردا ہو نہین سکتا

دعاؤن غیر کو سون جو اپنے دلکو تو کیا ہو / مری ہر بات پر کہتے ہو ایسا ہو نہین سکتا

بھلا ہونا امیدی کا بڑی تسکین ہے ہم کو
مری نظروں میں رہکر تم نے مجھی [illegible] چھپا ہو

ترا ہمیار اچھا ہو گیا [illegible]
پہچان جاتے وا ایسے [illegible]

مرے دلمیں نہیں [illegible]
کسی کا در [illegible]

غزل

نرالے کرشمے دکھانا کسی کا
خدائی کسی کی [illegible] زمانا کسی کا

یہ حسرت بھرا دل ٹھکانا کسی کا
ٹھکانے لگا دل لگانا کسی کا

وہ آنکھیں جھکانا کہ ملنے نہ پائیں
محبت کے پہلو بچانا کسی کا

چمک برق نے درد دلمیں اٹھا دی
ستم کر گیا مسکرانا کسی کا

اے جس کا تو دوست ہو اسکو غم کیا
بلا سے ہو دشمن زمانا کسی کا

کوئی دیکھتا ہی تڑپنا نہ اے دل
کہ خالی نجائے نشانا کسی کا

ادھر کو سنا بدگمانی سے ان کا
دعا کو ادھر ہاتھ اٹھانا کسی کا

کچھ ایسی ہوا حسن کی بند ھگئی ہے
کہ دم بھر رہا ہے زمانا کسی کا

مرے دشمنوں پر پڑے بجلی نہ ٹوٹے
نہ ڈہائے غضب مسکرانا کسی کا

نکل کر دشمن دل سے اٹھیں وہ نظریں
[illegible] نشانا کسی کا

وہ آئینہ کو دیکھ کر ناز کرنا
[illegible] کسی کا

فلک نے کسی کی جفاؤں کو سیکھا
[illegible] نے اڑایا بہانا کسی کا

وہی بیوفائی وہی کج ادائی
ہے معشوق شاید زمانا کسی کا

چھپا کر نہ رکھا ہو دشمن کو دلمیں
قیامت ہے آنکھیں جھکانا کسی کا

بہت ڈھونڈ کر اسکو پایا ہے دلمیں
ملا ہے بمشکل ٹھکانا کسی کا

شگفتہ نہو غیر کا دل الٰہی
کھلائے نہ گل مسکرانا کسی کا

آنکھ قاتل کی جو ہوتی مرے دل کی طالب
دامن تیغ نظر دامن سائل ہوتا

وہ نہ آتے جو دم نزع قیامت ہوتی
جان دینا تو کسی اور کو مشکل ہوتا

یہ سمجھکر نہ ارادہ ہو چلے جانے کا
درد اٹھتا بھی تو پہلے میرا دل ہوتا

تیرے ابرو پہ نہ بل آئے یہی خوب ہوا
ورنہ غصہ ترا پابند سلاسل ہوتا

تجکو جو امر ہے مشکل وہی ہوتا آسان
تجکو جو کام ہے آسان وہی مشکل ہوتا

باتین غیرون کی اٹھاتا ہے تو ورنہ ظالم
نازکی ہین نہ کوئی تیرے مقابل ہوتا

جسکو تو چاہتا ہے تجھ سے بھی اچھا ہو گا
کاش ظالم مرا دل غیر پہ مائل ہوتا

دیکھتا کوئی تڑپنے کا تماشہ اُس کے
تری پہچین نگاہون سے جو بسمل ہوتا

رہگئی بات دم نزع تم آتے بھی تو کیا
ہونے والا تھا جو اے حور شمائل ہوتا

گرد غم حسرت مردہ کا جو بنتی مدفن
گنبد قبر مرا آبلۂ دل ہوتا

موت کو جان ہین دیتا نہ اگر تم لیتے
کہ بہر طور جو مطلب تھا وہ حاصل ہوتا

تیغ ہوتی مجھے بے تیرے اگر موج بہار
دل کے زخمون پہ نمک شور عنادل ہوتا

چھوڑ کر تجکو نہ کرتا مرا پہلو آباد
تجھ سے راضی جو ترا تیر بھی قاتل ہوتا

مٹ گئے سارے نزاکت کے بھی دعوے شب وصل
ورنہ یون آنکھ جھکانا بھی تو مشکل ہوتا

اشعار (۱۷)	ہون وہ ہمدوست کہ رہتا ہون ہمیشہ بیتاب چین کب مجھے نہین بے چین اگر دل ہوتا	غزل ۲۲

غزل

حشر تک ہوش مین موسی سے نہ آیا جاتا
تیرا جلوہ جو سر طور دکھایا جاتا

غنچہ ظاہر ہین تو وہ توڑتے ہین گلشن مین
دل ناشاد ہے در پردہ دکھایا جاتا

تم جو اظہار محبت کا گلہ کرتے ہو
عیب تھا کوئی نہین تھا کہ چھپایا جاتا

ہجر کی آگ تھی وہ آگ جو ہوتا معتوب
تو اسی آگ مین دوزخ بھی جلایا جاتا

سر چڑھاتے نہ بھلا غیر کو اور محفل میں
کیا وہ میں تھا کہ جو نظروں سے گرایا جاتا

بےحجاب اُن کو جو یوں بیٹھنا تھا محفل میں
کاش پردہ کے عوض غیر اُٹھایا جاتا

دردِ دل کو مرے کس طرح سے کرتے باور
وہ جو لکھتے کہ میں دیکھوں تو دکھایا جاتا

گالیاں کھائیں اگر غیر نے اچھا کھائیں
یہ کوئی زہر نہ تھا جو کہ نہ کھایا جاتا

آنکھ غصہ سے بگڑ کر تو دکھاتا وہ شوخ
ہنسی گر رُخِ خندان نہ دکھایا جاتا

سینے وعدے پہ وہ آتے بھی تو اے سوزِ دروں
تو ہی بتلا اُنھیں سینہ سے لگایا جاتا

سادگی پر تری مرتا نہ عدو رشک یہ ہی
سوگ میں میرے جو زیور نہ بڑھایا جاتا

ہمنے مانا کہ نہیں تم کو دماغِ فریاد
تمھیں بولو ہمیں پھر کیوں ہی ستایا جاتا

جان سکے غیر ہی وہ کاش چھپائی ہر بات
ذکر غیروں کا تو مجکو نہ سُنایا جاتا

نقشِ پا بنکے بھی رہتا جو تری کوچہ میں
یہی کاوش تھی تو چل پھر کے مٹایا جاتا

دیکھتا آئینہ جب تو وہ ترا عکس سہی
سینے مانا یہ مقابل ترے آیا جاتا

غزل ۲۳۴ — اشعار (۱۲)

پندِ ناصح سے برافروختہ دل ہوتا فروغ
اور بھی شعلہ بھڑکتا جو بجھایا جاتا

غزل

کیا ترا عکس بے حجاب ہوا
کیوں پھر آئینہ آب آب ہوا

دل میں بھی کب رہے وہ بے پردہ
دودِ آہِ جگر نقاب ہوا

حسن چھپ کر نقاب سے نکلا
پردے پردے میں بےحجاب ہوا

پھر کے آتا نہیں ہی قاصد بھی
وہ بھی خط کا مرے جواب ہوا

دل جو تڑپا تو زلزلے آئے
ساری دُنیا کو اضطراب ہوا

لی نہ بیمار نے ترے کروٹ
ایک دُنیا کو انقلاب ہوا

بدگمانی سے تیری ڈر ڈر کے
تیرا عاشق نہ محو خواب ہوا

برق پر کب نظر ٹھہرتی ہے — تیرا جلوا تری نقاب ہوا
میرے دل میں لہو کی بوند نہ تھی — کیا ترے تیر سے حجاب ہوا
طلب بوسہ پر زبان کاٹی — یہ مری بات کا جواب ہوا
کیا تڑپ کر عدو کے گھر وہ گئے — کیون مرے دلکو اضطراب ہوا
تاب لائے نہ دیکھنے والے — شوق خود حسن کی نقاب ہوا
تیری نیچی نظر نے مارا تیر — کشتۂ ناوکِ حجاب ہوا
کھل گیا حال طولِ محشر کا — اک ہمارا فقط حساب ہوا
دامنِ شوق دید وصل کی شب — آپکے چہرے پر نقاب ہوا
لاش اُٹھا کر کہا یہ چپکے سے — ناز اُٹھانے کا یہ جواب ہوا

غزل ۱۴۴ — لب دریا فروغ آئے جو وہ / چشمِ مشتاق ہر حباب ہوا — اشعار (۱۳)

غزل

سرخ چہرہ دمِ عتاب ہوا — رنگ بدلا بھی تو نقاب ہوا
عکس نکلا نہ آئینہ سے کبھی — تم سے بڑھکر اسے حجاب ہوا
شعلۂ آتشِ جمال ترا — پھیل کر حسن کی نقاب ہوا
لب دریا فراقِ ساقی میں — جامِ معکوس ہر حباب ہوا
برق تڑپی تو دل کا حال کھلا — جو سکون تھا وہ اضطراب ہوا
حسن شوخی سے چھوٹ کر نکلا — کب یہ پنہان تہِ نقاب ہوا
وہ تو وہ میرے کان تک نگیا — میرا نالہ نفیرِ خواب ہوا
کیون کوئی بیوفا کہے جو سُنے — یہ بھی کیا آپ کا شباب ہوا
دیکھکر آئینہ چڑھی تیوری — کون یہ موردِ عتاب ہوا

[illegible] تو غیروں مین قبضے ڈھانک لیا — میرا غم بھی تری نقاب ہوا

[illegible] آئینہ سے یون دم ضرب — اب کہو کون بیحجاب ہوا

[illegible] تیری نگاہ بیٹھ گئی — یہ مری آہ کا جو اب ہوا

غزل ۱۱۵	جسکو دیکھا وہ بیوفا ہے فروغ وہ ہوئے یا مرا شباب ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

[illegible] حال مجھے کیا ضرور تھا — اے دوست تو تو عالمِ ما فی الصدور تھا

زاہد کو بھی تو عشق کسی کا ضرور تھا — مین عاشقِ پری تھا وہ شیدائے حور تھا

[illegible] اختیار [illegible] دلِ ناصبور تھا — پھر آپ ہی کہین کہ مرا کیا قصور تھا

[illegible] بعد مرگ بھی عاشق کی چین سے — تکیہ کی جا مزار مین زانوئے حور تھا

[illegible] اور روح کو اک رنج دے گئے — آنا مری لحد پہ تمھین کیا ضرور تھا

مین خاک ہو کے بھی نہ سمایا نگاہ مین — سرمہ تھا اور دیدۂ جانان سے دور تھا

مانا کہ تم نے اُس کی مذمت ہی کی مگر — کیا ذکرِ غیر میرے ہی آگے ضرور تھا

پروانہ تھا تو شمع کی قربت نہ تھی نصیب — بلبل جو تھا تو صحنِ گلستان سے دور تھا

[illegible] دل تو ہمارا اشنا کیے — دیتے جواب بھی یہ اُنھین کیا غرور تھا

دین اپنے ہاتھ سے وہ سزا کس امید پر — جس کی خطا ہو کہتا ہون میرا قصور تھا

[illegible]ن کے عشق کا جو کیا اُسنے تذکرہ — ہنسکر کہا دماغ مین اُس کے فتور تھا

دامن سے غیر ہی کے اگر پوچھنا تھے اشک — رونا ہی میرے غم مین اُنھین کیا ضرور تھا

غزل ۱۱۶	مانا کہ رحم یار کو آیا نہ اے فروغ پر اپنا حالِ دل تمھین کہنا ضرور تھا	اشعار (۱۴)

غزل

جو مقابل اس کے ظالم نہ مرا شباب ہوتا
تری بیوفا طبیعت کا نہ پھر جواب ہوتا

ترے رنگ کو تغیر جو دمِ عتاب ہوتا
ترے رخ پہ ہلکی ہلکی ذری اک نقاب ہوتا

نہیں چین میں بھی تو جو جاتا اُسے لاکھ کو چھپایا
پہ سحر کو تیری آنکھوں سے عیاں ہی خواب ہوتا

وہ چھپا ایک شعلہ ظالم ترے حسنِ برق میں ہے
نہ چھپا سحاب میں جو وہ تہِ نقاب ہوتا

شبِ وصل یہ تخالف بھی عجیب لطف دیتا
مرا بخت جاگ اٹھتا جو وہ محوِ خواب ہوتا

جو شبِ وصال آتی تو عجب مزے دکھاتی
کہ بلائیں کوئی لیتا کوئی محوِ خواب ہوتا

کوئی عرش پر جو چھپتا میں تڑپ کے واں پہنچتا
یہی تھا تو کاش اپنا مجھے اضطراب ہوتا

نہ میں خود نگہ تک آتا تو میں لطف کچھ اٹھاتا
جو مرا خیال ظالم تجھے وقتِ خواب ہوتا

ترا حسن اے ستمگر ہوا جامہ ہی سے باہر
نہ یہ پھوٹ کر نکلتا جو اسے حجاب ہوتا

وہ نگاہ تھی جو تجلی تو مقابلے پر آتی
جو سکون تھا مرے دل کا وہی اضطراب ہوتا

مری آنکھ میں نہ کیونکر ہو وقارِ حسن تیرا
ہے شکوہِ بحر زیرِ لفظِ حباب ہوتا

تری یاد تیری حسرت کو وہ ہوتا مہدِ راحت
مرے دل کو اور فرقت اگر اضطراب ہوتا

وہ عدو پہ مہرباں ہیں یہ دل و جگر تپاں ہیں
عجب اتفاق ہوتا جو اب انقلاب ہوتا

تری بدنگاہیوں سے نہیں اور چین آتا
جو مجھے قرار ہوتا تجھے اضطراب ہوتا

تو اُدھر جو تیغ اُٹھاتا تو ادھر میں سر جھکاتا
وہ ترا سوال ہوتا یہ مرا جواب ہوتا

نہیں مجھ میں اتنی طاقت کہ میں جیسے بدلوں کروٹ
مجھے کیا برا تھا ظالم اگر اضطراب ہوتا

غزل ۴۴	شبِ وصل کی سحر کو یہ مزے فروغ ہوتے کچھ ادھر خیال ہوتا کچھ اُدھر حجاب ہوتا	اشعار (۱۱)

غزل

قافلہ دل میں جو آیا مرے ارمانوں کا
درد اُٹھا کہ ادب چاہیے مہمانوں کا

کیوں بگڑتا ہے اگر مصحفِ رخ چوم لیا
ارے کافر یہ تو شیوہ ہے مسلمانوں کا

مختصر کرنہ شب وصل عریان اسے چرخ
سب دے بلائے مری محفل مین چلا آئے رقیب
روح کا تن سے نکلنا تو بہت آسان ہے
وصل کی رات ہے للہ نہ سیلئے مینہ ہی
بزم مین دود سر شمع سے روشن ہے کہ شمع
وصل مین مجکو وہ لپٹا کے گلے سے بولے
حکم ہے تخلیہ مین شمع نہ آنے پائے
کہین ڈھلجائے دوپٹہ نہ دم قتل رقیب

حیا سے نے کچھ تو مجھے دھیان نہ پروانون کا
جان بچھیان نگر ہے ترے دربانون کا
دل سے مشکل ہے نکلنا مرے ارمانون کا
دیکھئے خون ہوا جاتا ہے ارمانون کا
بال کھولے ہوئے ماتم کرتی ہے پروانون کا
ہم بھی دیکھینگے نکلنا ترے ارمانون کا
ساتھ اک ہم غفیر اس کے ہے پروانون کا
تیغ اُٹھانے مین ذرا دھیان ہے شانون کا

غزل ۴۹	لوٹون کانٹون پہ نکلیون وقت گلشن مین قمر وع پرورش یافتہ ہون پھولون کے دامانون کا	اشعار (۱۸)

غزل

حشر کی چال سے تو قبر پہ آنا ہی نہ تھا
اُن پہ سر جمیون کا بھی نہ رہا اب الزام
بڑھ گئی اور تڑپ اے دل مضطر تیری
نہ رہا ئے مرا ضعف بھی اب لائق رحم
وعدہ غیر کے اظہار کی حاجت کیا تھی
بدگمان ہو کے وہ اب قیس کا دیتے ہین خطاب
ناز کی ہاتھ لگانے نہین دیتی اب اور
سب ہی بیٹھے ہین جو روتے ہین تو منہ ڈھانک کر رہین
اتنے سے رحم نے ہی کر دیا غیرون کو نذر
جان دینی بھی تھی اسے غیر تو اُن کے در پر

ابھی سویا تھا ابھی مجکو جگانا ہی نہ تھا
آپ مین بیخودی دل مین آنا ہی نہ تھا
تجکو اُن شوخ نگاہون مین سمانا ہی نہ تھا
اب مین سمجھا کہ ترا ناز اُٹھانا ہی نہ تھا
تمکو جانا تھا تو کیا اور رہانا ہی نہ تھا
نام لیلی کا زبان پر ہمین لانا ہی نہ تھا
اُسکو اے جذبہ دل کھینچ کر لانا ہی نہ تھا
آ رہی تھا تو مری لاش پہ آنا ہی نہ تھا
قتل کر کے مجھے منہ پھیر کے جانا ہی نہ تھا
ارے کمبخت کوئی اور ٹھکانا ہی نہ تھا

حسن تو غرور ہی نگہ کو نہ ٹھہرنے دیتا
رخ روشن تمہیں پردے میں چھپانا ہی نہ تھا

اہل ماتم کی نگاہیں تو غضب ڈھاتی ہیں
میرے لاشہ پہ تمہیں اشک بہانا ہی نہ تھا

بعد مدت کے ذرا سی مجھے نیند آئی تھی
تمھیں مرے شانہ کو ہلانا ہی نہ تھا

مری جان اور بھی اب کچھ ہیں ادا کے لٹکے
[illegible] مجھکو [illegible] ہی نہ تھا

خیر اب [illegible] نزاکت کا بھی جھگڑا نہ رہا
آپ کو [illegible] نزاکت تو [illegible] ہی نہ تھا

وصل کی شب جو ضد میں ہیں مرے [illegible] آنکھ
میرے دل میں مری نظر میں [illegible] ہی نہ تھا

شب وصل اُنکے بجا [illegible] کیا [illegible]
ہیں چھوڑ کے ہم [illegible] ہی نہ تھا

چھوڑ کر خلد جہنم میں تم آئے ہو فروغ
کربلا جا کے مرے تھے یہ جہنم آنا ہی نہ تھا

غزل

کبھی اُن تلووں نے آنکھوں کو بھی ملنے نہ دیا
کوئی ارمان نزاکت نے نکلنے نہ دیا

ہائے فقرہ تو بھی دیکھے ہوگا ہمیں رنج
میرے لاشہ کو بھی کوچہ سے نکلنے نہ دیا

ہاں ہم سے دینے کے وقت ہی نہیں تھے ایچ پیچ
کبھی دل کھو کے ہاتوں کو بھی ملنے نہ دیا

ہائے اُبھرا ہوا جوبن وہ کسی کافر کا
جس نے سینہ پہ دوپٹہ کو سنبھلنے نہ دیا

طپش دل کا بھلا ہو کہ بدل لی کروٹ
ہو بُرا ضعف کا پہلو بھی بدلنے نہ دیا

مجھکو ہر روز نکالا کئے اپنے گھر سے
میرے دل سے کبھی حسرت کو نکلنے نہ دیا

رہ گیا پر تو رُخ دل میں تصور ہوکر
عکس کو آئنہ سے ہمنے نکلنے نہ دیا

دیکھکر ناز سے چلنا کسی متوالے کا
میں تو سنبھلا تھا طبیعت نے سنبھلنے نہ دیا

اُس طرف شرم تری اسطرف ارمان میرا
اُسنے تجکو تو اِسے تو نے نکلنے نہ دیا

تیرے بیمار نے چاہا تھا کہ جائے سوئے قبر
ہائے اس ضعف نے تو گھر بھی بدلنے نہ دیا

ہمنے چاہا تھا کہ مر جائیں تری فرقت میں
خواہش وصل نے تو دم بھی نکلنے نہ دیا

غزل بحرہ	دیکھکر رات کو جلوہ لب بام اسکا فروغ شرم نے چاند کو گردون پہ نکلنے نہ دیا	اشعار (۲۵)

غزل

نازکی مین کوئی اس دل کے مقابل نہوا
بات کا بھی ہے کسی کی متحمل نہوا

ہائے جی بھر کے نظارا مجھے حاصل نہوا
کند قسمت سے مری خنجر قاتل نہوا

چشم الفت کا بھی ان سے متحمل نہوا
ناتوانی مین کوئی دل کے مقابل نہوا

کاش اسے رشک نہ محشر مین الٹتی وہ نقاب
کون تھا جو نگہ ناز سے بسمل نہوا

مسکراہٹ نے دم وعدہ قیامت ڈھائی
کوئی فقرہ ترا تسکین کے قابل نہوا

ان کو ہے دھیان یہ غیرون کی سزا سے خوش ہے
مجھکو ہے رشک مین تعذیر کے قابل نہوا

یاد گیسو نے بھی فرقت مین مدد میری کی
مین وہ مجرم ہون کہ زنجیر کے قابل نہوا

تجھ سے بڑھکر نہ ملا مجھکو زمانے مین کریم
مین سوا تیرے کسی کا کبھی سائل نہوا

امتحان میری وفا کا ابھی کچھ باقی ہے
قتل میرے پہ ہے جو راضی مرا قاتل نہوا

پھر نہ آیا کبھی جسدن سے کیا تیر اقبال
جب سے اجڑا ہے پھر آباد مرا دل نہوا

ناتوانی نے مری مجکو مٹایا افسوس
مین ترے سایۂ دیوار کے قابل نہوا

رک گیا دیکھنے کو چاند سی صورت اسکی
میری گردن پہ رواں خنجر قاتل نہوا

چشم انصاف سے دیکھا جو نہ اے اہل سخن
کیا کوئی شعر مرا صاد کے قابل نہوا

بیگناہ ہونے پہ تو محشر مین ترس آتا ہے
ہائے انہین سے کوئی رحم کے قابل نہوا

پھر تو غیرون کا مزاج آپ اٹھا کر نہ کہین
کہ نزاکت مین کوئی میرے مقابل نہوا

غیر کے نالون پہ سنتا ہون انھین رحم آیا
ہائے لے ضعف مین فریاد کے قابل نہوا

نیر کے سوگ مین کاجل بھی لگاتے تھے نہ وہ
خیر ضائع مرا دود جگر و دل نہوا

خندۂ برق پہ بیجا نہین کچھ گریۂ ابر
کچھ بجز رنج ہنسی مین کبھی حاصل نہوا

اور شوخی سے نے پڑھا یا مری بیتابی کو
کچھ لگا ہوں میں سمانے سے بھی حاصل نہوا

تجھ سے ہر بات میں اک ضد ہے خوشی ہو کہ ملال
اُنسے جی بھر کے مجھے رنج بھی حاصل نہوا

خواب میں بھی نہ تری چاندسی صورت دیکھی
نیند آنے سے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

حسن کا رعب تھا شوق ہوسے دل کا بڑھا
اور کچھ آپکو اس شرم سے حاصل نہوا

آپ میں ہائے مجھے شوق نے رہنے نہ دیا
وصل کا لطف مجھے وصل میں حاصل نہوا

اپنے منہ سے کبھی وہ نیکو بھی تم نے نہ کہا
زندہ رہنے سے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

چٹکیاں اُسنے کلیجہ میں نہ لیں ہیں فروغ
دل لگا نیکا جو تھا لطف وہ حاصل نہوا

غزل ۱۵۸ — اشعار (۱۳)

غزل

نہ سہی گر کسی لایق نہ مرا دل نکلا
پر ترے ناز اٹھانے کے تو قابل نکلا

توڑ کر غنچہ کو کیوں پھینکدیا سے کہئے تو
کسی ناشاد کا ارمان بھرا دل نکلا

لذت ذبح سے تو مجکو نہ رکھا محروم
شکر صد شکر کہ بیرحم وہ قاتل نکلا

آتش حسن سے جلجائے کہیں پردہ رُخ
کہ یہ کمبخت شب وصل بھی حائل نکلا

وہ اندھیری شب فرقت کی وہ ہُو کا عالم
مونس اُس وقت میں نکلا تو بس اک دل نکلا

سچ تو ہی رات کے کل چار پہر ہوتے ہیں
خاک پھر وصل کی شب حوصلہ ایدل نکلا

نہ سُنی پر نہ سُنی ہائے کوئی بات مری
بیوفا یار سے بھی بڑھکے مرا دل نکلا

پھر خ پرابر سمجھا تھا جسے قیس غریب
وہی لیلی کا سرا پردہ محمل نکلا

کم نہیں طول سے اُسکے بھی درازی اسکی
روز فرقت شب گیسو کے مقابل نکلا

ہم سمجھتے تھے کہ فرقت میں ہی جینا دشوار
خواہش وصل میں مرنا بھی تو مشکل نکلا

شب کو وعدہ پہ نہ آئے نہسہی کیا شکوہ
یہ بھی اک ذکر میں ذکر اے مرے قاتل نکلا

اے کیا کیجئے گھٹتا ہی نہیں روز فراق
یہ بھی کمبخت مرا حوصلہ دل نکلا

غزل ۵۲	بات ہی کوئی کسی کی نہیں اُٹھتی تا ہے فروغ نازک اُن سے بھی زیادہ یہ مرا دل نکلا	اشعار (۱۶)

غزل

عدوے طالبِ دیدار نہ اک اے میرے دلبر تھا
نقاب اچھا تھی تو تیرا گیسو تیرے منہ پر تھا

رہِ اُلفت مین کیون یارب مرے پاؤنکو چکر تھا
نہ ساغر تھا نہ گردون تھا نہ عاشق کا مقدر تھا

وہی ہین ہجر کی باتین وہی جھگڑے وہی قصے
نہ ہم کو وصل کی شب بھی مگر آرام دم بھر تھا

نقابِ رخ سے کب چھپتا تھا نورِ عارضِ تابان
مگر اے ماہ تیرا حسن بھی جامے سے باہر تھا

خدا بخشے عجب دیدار کی حسرت تھی بسمل کو
نظر اسکی رخِ قاتل پہ تھی گردن پہ خنجر تھا

وہ بولے آرزو دیکھی نہ دلمین غیر کے کوئی
کہا مینے یہ ویرانہ کسی کمبخت کا گھر تھا

ہوئی تسکین تو میرے اضطرابِ دلکو تھوڑی سی
دروغِ مصلحت آمیز وعدہ تیرا دلبر تھا

کلیجا کانپتا ہے جب شبِ غم یاد آتی ہے
خدا ہی جانتا ہے بس جو صدمہ میرے دل پر تھا

ازل سے یار نسبت عاشق و معشوق مین اک ہے
مری تقدیر مین بل تھا ترے گیسو مین گھونگر تھا

مرے دل سے نکالے وصل کی شب حسرت و ارمان
اُسے اے بت کیا ویران جو اللہ کا گھر تھا

نہ جبتک اے شبِ فرقت درازی تیری دیکھی تھی
مرے دلکو نہ اے ظالم یقینِ طولِ محشر تھا

بھلا کیا منہ لگاتا جام مے کو بزمِ عالم مین
کہ مین مستِ شرابِ اُلفتِ ساقیِ کوثر تھا

مین سمجھا کچھ عداوت مجھسے تھی پر تیری خو ہی تھی
وہ ظلم اورون پہ اب مین دیکھتا ہون جو کہ مجھ پر تھا

شکایت ہائے وہ کرنا مرا وعدہ خلافی کی
اور اُن کا ناز سے کہنا کسی کا کوئی نوکر تھا

غرض تھے عاشق و معشوق دونون ایک حالت مین
اِدھر لوہے کا زیور تھا اُدھر سونے کا زیور تھا

موذن مین تو زندہ ہو گیا صبحِ شبِ فرقت
صدائے عیسوی تھی نعرہ اللہ اکبر تھا

نہین کچھ اور رونق پر فروغ اتنا تو ہوا ہین
کہ محفل مین کسی کی تذکرہ تیرا بھی اکثر تھا

غزل ۵۳ — غزل — اشعار (۱۷)

اے صورت مری جان پہ بیداد نکرنا — ظالم مجھے منت کش جلاد نکرنا

پتھریان بھی ہوان تیری نگاہوں سے بھوسے تو — اوپر بھی کہے جاتے ہو بیداد نکرنا

رہ رہکے اشارے ہین یہی ضبط کرو مجھسے — گھٹ گھٹ ہی کے مرنا کبھی فریاد نکرنا

کیا کیا ہین مجھے خوف تغافل سے تمھارے — مرنے پہ تو مٹی مری برباد نکرنا

ہاتون کو مرے منہ پہ وہ رکھ رکھکے دم نزع — کہتے ہین کہ میری کہین فریاد نکرنا

اس سے تو بہت کچھ ہی سہارا مرے دل کو — بیداد ہی میرے لیئے بیداد نکرنا

ڈرہی نہ کہین حوصلہ بیداد کا پھر ہو — اُجڑے ہوئے دل کو مرے آباد نکرنا

تم شاد اگر ہو تو مین ناشاد نہین ہون — ہین شاد اسی مین ہون مجھے شاد نکرنا

محشر ہی تو کیا ہی تم اسی طرح ہنسے جاؤ — اب کیون یہہ اشارے ہین کہ فریاد نکرنا

کس روز مرے قلب کو پہونچائی ہی راحت — کس منہ سے یہہ کہتے ہو کہ فریاد نکرنا

مجھ زار سے تو رشک کے طعنے نہ اٹھین گے — للہ مرے دلکو بھی تم شاد نکرنا

برباد رہے دل مرا اچھی یہہ صندین ہین — آئینہ کے بھی گھر کو پھر آباد نکرنا

دشوار ہی تاب نگہ یاس غریبان — فریاد کہین تم دم بیداد نکرنا

مجھ زار سے کھتی ہی شب ہجر یہہ تاثیر — بیدل کے سنبھالے ہوئے فریاد نکرنا

چپ رہنے کی کیا جلد مجھے داد ملی ہی — ظالم کو مرے بھا گیا فریاد نکرنا

مجھ زار کو ہچکی کا بھی دشوار ہی صدمہ — للہ دم نزع مجھے یاد نکرنا

ہو خاک شفا خاک فروغ اے مرے مولا
اس ہند مین مٹی کہین برباد نکرنا

غزل ۵۴ — غزل — اشعار (۲۴)

اس کے در مین اس کی نظر و مین ہی جلوہ آپکا — اور کو پوچھا تھا ہی کب نشانہ آپ کا

گر زبان خلق پر ہوتا اجارا آپکا — نام بھی پھر ساتھ کیون آتا ہمارا آ چکا

کوزہ و دریا مین کہین ہی کوزے مین دریا کہین — آپکے جلوے مین دل ہی دل مین جلوا آ چکا

پھیر کر منہ رو رہی ہی مشکل مری آسان ہوئی — موت بھی کیا خوب سمجھی ہی اشارا آ چکا

[illegible] والے قبر مین بھی چین پانیکے نہین — نیچی نظرون نے کیا ظاہر ارادا آ چکا

جذبۂ الفت نے کیا گو شعر یان مین اثر — بنگیا تعویذ ہر نقش کف پا آ چکا

شکوۂ دشمن سے جو دیکھو بھی باطل ہوگیا — ہم سمجھتے تھے دلون پر ہی اجارا آ چکا

باندھکر تیغ آئے ہین کرنے علاج درد دل — نام رکھا ہی بھلا کس نے مسیحا آ چکا

کم نہین بار محبت سے حیا کا بوجھ بھی — اٹھ نہین سکتا اٹھائے سے یہ پردا آ چکا

منہ سے جب نکلے اور آغوش سماعت وا ہون — آپ سے کیا نام بھی کچھ کم ہی پیارا آ چکا

نزع مین ہی سمجھے پوچھے کیون خفا ہوتی ہین آپ — آنکھین جب وہ دیکھنے بھی پھر سے کیا یہ شیدا آ چکا

حضرت موسی ہوئے بیہوش کوہ طور پر — دیکھنے والے نے دیکھا دل مین جلوا آ چکا

اک دگر گون کی سپیدی دلمین بھی آ بیٹھی حضور — دیکھو جیتا ہی وہ دل اٹھنے کو سہارا آ چکا

منہ تک آتی ہی دعا ہوکر شکایت آپکی — لب تک آکر شکر بنتا ہی شکوا آ چکا

سینہ پر شوخی دوپٹہ سے جو کرتی ہی صبا — نیچی نظرین جھک کے کرلیتی ہین پردا آ چکا

جھونکے نے دو ہدو نکلے سہارے پر کوئی کتاب جیسے — حشر ہی مین خیر اب دیکھینگے جلوا آ چکا

جوش الفت مین ہی کسکو دوست دشمن کی تمیز — وصل مین اکثر کیا کرتا ہون شکوا آ چکا

دل دھڑکتا یا ادھر نظرین پڑین در کی طرف — کوئی آہٹ شکوہ دیتی ہی دھوکا آ چکا

آنکھ ملتے ہی نظر نے جھک کر سب کچھ کہدیا — جھوٹ سچ سب کھل گیا آخر ہمارا آ چکا

ہوتی ہی بے قصد بھی ظاہر بگڑنے کی ادا — رہگیا تصویر مین بھی کھنچ کے نقشا آ چکا

دلکی رونق کون ہی زینت زبان کی کون ہی — یاد کس کی آپ کی مذکور کس کا آ چکا

قہر تھا وہ رحم سے منہ پھیر لینا وقت ذبح — مرگیا خنجر بھی پانے ہی اشارا آ چکا

تیوریان کیون چڑھ گئین دل لیجیے — ناتوان ہون اُٹھ نہین سکتا تھا خفا آپکا

غزل ۵۵ — اس فروغِ حسن کا باعث ٹھہرا ہی فروغ / اسکی اُلفت سے ہوا دنیا مین شہرا آپ کا — اشعار (۱۲)

غزل

معشوقونکو مرنے کا مرے غم نہین ہوتا — غم بھی مرا منت کش ماتم نہین ہوتا

کس دل سے لگاتے ہو کلیجے سے مجھے تم — کچھ خاک مرا دردِ جگر کم نہین ہوتا

وہ رنج اُٹھائے ہین کہ غیرون کا تو کیا ذکر — خود اپنی مصیبت کا مجھے غم نہین ہوتا

کرتی ہی صبا آپ کی زُلفونکو پریشان — اس پر بھی مزاج آپکا برہم نہین ہوتا

کب شرم سے چلتا ہی حسینون کا تکبر — کیا صبحِ شبِ وصل بھی سر خم نہین ہوتا

کس شب نہین رہتے تھے یہ ہاتھ اُنکے گلے مین — کس دن اب انھین ہاتھون سے ماتم نہین ہوتا

جب صبح کو دیکھا اسے ہنستا ہوا پایا — گل پر اثر گریہ شبنم نہین ہوتا

عزت وہ گھٹائے تو کبھی بڑھ نہین سکتی — رتبہ وہ بڑھائے تو کبھی کم نہین ہوتا

غصہ بھی محبت کا سبب ہوتا ہی خوش ہون — غیرو سے مزاج اُنکا جو برہم نہین ہوتا

بیساختہ ہنسنے مین نکل پڑتے ہین آنسو — کب مجھپہ خوشی مین اثرِ غم نہین ہوتا

گھیرے سے مجھے رہتے ہین غم و رنج ہمیشہ — یہ مجمع احباب کبھی کم نہین ہوتا

غزل ۵۶ — ہی ایک ترقی پہ فروغ آپ کی وحشت / ایک اُنکا ہی غصہ جو کبھی کم نہین ہوتا — اشعار (۲۲)

غزل

گو اسیرون کو رہا اس ستم ایجاد کیا — قیدِ احسان سے نہ پھر بھی مگر آزاد کیا

رحم جب کچھ نہ بتون نے دمِ بیداد کیا — اپنے اللہ کو ہمنے بھی بہت یاد کیا

واہ اچھا یہ سلوک اے دلِ ناشاد کیا — خود بھی برباد ہوا مجھکو بھی برباد کیا

تو نے خود حشر بپا اے ستم ایجاد کیا — مجھ سے چپ ہو کے مجھے مائل فریاد کیا

یوں سمجھتے ہیں سبب خانہ خرابی مجھ سے — کس کی طاقت جو کہے آپنے برباد کیا

حسرتیں قید ہیں مدت سے ہمارے دل میں — ان اسیروں کو نہ تمنے کبھی آزاد کیا

زور ہی حشر میں بھی انکی حکومت کا یہی — بند ہا تو نے مرا منہ وہ ہم فریاد کیا

قسمت الٹی ہو زمانہ کی ہوا الٹی ہے — وہ مجھے بھول گیا مینے جسے یاد کیا

دل کا مالک ہی بنائے کہ بگاڑے وہ حسین — خود ہی آباد کیا آپ ہی برباد کیا

پھر کبھی عرض تمنا کیلئے بھی نہ کھلا — بند اسطرح سے ہمنے لب فریاد کیا

رحم بھی ظلم کے پہلو کو دبائے نکلا — درد اٹھا کسی بیدرد نے جب یاد کیا

ناز کرتی ہی قضا بھی کوئی جاہے جب اسے — مفت کمبخت نے منت کش جلاد کیا

بیوفا ہیں سہی کیوں چھیڑتے ہیں آپ حضور — پھر تو فرمائے کیا آپ نے ارشاد کیا

آنکھ سفاک نگہ شوخ ادا آفت جان — ہائے کھلتا نہیں کس نے مجھے برباد کیا

خال عارض کی محبت بھی بہت کام آئی — ہجر میں ضبط نے مہر لب فریاد کیا

مسکراتے ہیں وہ گردوں کیطرف دیکھ کے آج — پھر ہوا ظلم نیا پھر کوئی ایجاد کیا

میں بھی تھا خواب پریشاں کہ حسینوں نے مجھے — اسطرح دل سے بھلایا کہ نہ پھر یاد کیا

خوب جی بھر کے سنا ذکر وفائے اغیار — خوش ہو چاہنے والے کو بہت شاد کیا

ہچکیاں لینے لگے نزع میں مرنیوالے — موت نے تم جنھیں بھولے ہوئے تھے انھیں یاد کیا

بیوفا شکوہ اغیار پہ ٹھہرے معشوق — جو میں کہتا تھا وہی آپنے ارشاد کیا

محفل غیر کا ذکر اور یہ اس پر طرہ — ہائے کمبخت بہت ہمنے تجھے یاد کیا

غزل ۵۷	قبر ٹھکرا کے مری ناز سے بولے وہ فروغ خانہ برباد ترا اب یہ گھر آباد کیا	اشعار (۱۴۲)

غزل

غزل ۵۵

ہائے دل پر دوست کے دشمن کا قابو ہو گیا
ہر جگہ پر حسن کا کھل کھل کے قابو ہو گیا
جان عاشق ہوتے ہی جانِ جہان تو ہو گیا
ہجر مین راتین ترے گھائل کی اچھی کٹ گئین
کھول کر آغوش یون لیٹا وہ خود بین وقتِ زیب
وہ نگاہین مجھسے رم کرنے لگین مثلِ غزال
دلمین گھٹ گھٹ کر رہی آہِ شرر افشان مری
ہاتھ پھیلائے ہی لینے کو بلائین حسن کی
بند رکھے گو لبِ فریاد اُنکے سامنے
اپنے دلبر زور ہو تو دوسرے پر بس چلے
اپنے مطلب سے ہی مطلب غمزدونکو ہجر مین
ہر جگہ رنگت جماتا ہی سوادِ حسن بھی
میرا دل لیکر تمھین زیبا نہین اتنا غرور
جب نہ آئے یہ شبِ وعدہ جلا دل اور بھی
سخت جانی بھی مری دشمن کے آڑے آ گئی
اک نیا بھروپ بدلا ہر جگہ اس عشق نے
بات ہم عاشق مزاجون کی یہان بھی جھک گئی
کیا تماشا ہی کہ سحر اعجاز دکھلانے لگا
اب اسی کروٹ ذرا آرام ملتا ہی ہمین
ضبط پھانسی دیگا کیا پھندا اسکے مین ڈالکر

غزل

اشعار (۴۴)

جو نہونا تھا وہ اے چرخ جفا جو ہو گیا
زلف مین بل رخ پہ نور آنکھون مین جادو ہو گیا
ایک دل سکے زور سے دُنیا پہ قابو ہو گیا
دلکے زخمون کی چمک سے گرم پہلو ہو گیا
اُف ری بیدردی کہ نیلا اُن کا بازو ہو گیا
کاجل آنکھون کا سوادِ چشم آہو ہو گیا
ہو بھلا اے ضبط تیرا گرم پہلو ہو گیا
چاند سے عارض پہ دستِ شوق گیسو ہو گیا
صد زبانِ شکوہ پر ایک ایک آنسو ہو گیا
دل پہ جب قابو ہوا دلبر پہ قابو ہو گیا
درد ہی سے ہو مگر آباد پہلو ہو گیا
چاند پر کالی گھٹا عارض پہ گیسو ہو گیا
کیا ہوا گر ایک بے قابو پہ قابو ہو گیا
سرد مہری سے تنکی گرم پہلو ہو گیا
کُند خنجر مضمحل قاتل کا بازو ہو گیا
لب پہ نالہ دل مین درد آنکھون مین آنسو ہو گیا
تکیہ سر قبر مین حورون کا زانو ہو گیا
پھیل کر سرمہ تری آنکھون مین جادو ہو گیا
تکیہ پہلو ہمارا دردِ پہلو ہو گیا
اسقدر آنسو پئے سینے کہ اچھو ہو گیا

سکتے ہین بیمار کی حالت نہ دیکھی جائیگی
طرزِ رحم اُن کا دل آزاری کا پہلو ہوگیا

دستِ قاتل سے لپٹکر رک لیتا ہی یہی
حرز جانِ عاشقان تعویذِ بازو ہوگیا

جب بڑہا درد محبت مل گیا لطف وصال
دل جو ہاتو نسے دبایا گرم پہلو ہوگیا

بارِ اُلفت کے اُٹھانیکی جو عادت تھی فروغ
پھول سینہ پر مرے قاتل کا زانو ہوگیا

ردیف باے موحدہ

غزل ۵

غزل

اشعار (۱۰)

گوشِ گل تک کب پہونچتی ہی صداے عندلیب
آسمان سر پر اُٹھاتی ہی اُٹھاے عندلیب

گر سے غنچہ دہن کو دیکھ پاے عندلیب
پھر تو پھولون کا چمن مین منہ چڑہاے عندلیب

میرے نالون سے ڈرو دیکھو گلِ صد برگ کو
ٹکڑے ٹکڑے دلکو کرتی ہی صداے عندلیب

[illegible]ل کی شب ہو جو خواب ناز مین وہ رشکِ گل
باغبان کھدے نہ آتا غل مچاے عندلیب

دامن کو صبا نے پھولونکی چادر کردیا
جال یہ اچھا بچھایا ہی براے عندلیب

عشق کیسا ہر گلِ تر اُسکی نظرونسے گرے
باغ مین تجھ کو جو اے گل دیکھ پاے عندلیب

مین بغیر اُس گلبدن کے باغ مین جاؤن اگر
شاخ گل پر بیٹھکر مجھکو جلاے عندلیب

باغ مین اے گل اگر تو ہو خرامان ناز سے
فرش گل کیا ہر قدم آنکھین بچھاے عندلیب

مسکراتے ہین گلو نکے ساتھ وہ بھی باغ مین
اُڑ رہے ہین کیا ہنسی مین نالہاے عندلیب

گفتگو سن لی جو اُس غنچہ دہن کی اے فروغ
باغِ عالم مین نہ گل کو منہ لگاے عندلیب

ردیف بائے فارسی

غزل ۵۹ — غزل — اشعار (۱۲)

ہر مرتبہ جو کرتے ہین مجھپر جفائین آپ
اک بار کیون نہ خاک مین مجکو ملائین آپ

تمہید اسکو سمجھین گے اظہار عشق کی
ہم اپنا حالِ دل اُنھین کیونکر سنائین آپ

سینہ سے دل تڑپ کے نکل جائیگا ابھی
پہلو سے میرے اُٹھکے نہ بعد جائین آپ

الزام اپنے عشق کا مجکو نہ دیجئے
دلبر ہو خفیا کسی کا بتائین آپ

غیرون سے اور آپ سے ہوگی نہ رسم و راہ
ہان ہان مجھے یقین ہے قسمین کھائین آپ

تکلیف آپ کی نہین منظور بعد مرگ
[illegible] بار تو نہ بھول بھی میرے اُٹھائین آپ

تاثیر جذب عشق دکھاؤن تو ہے حسین
محفل اُٹھ کے مجکو گلے سے لگائین آپ

بھرتا ہی سرد آہین کوئی سوختہ جگر
چلتی نہین ہوا تو نکو ٹھنڈی ہوائین آپ

قصہ شب فراق کا چھیڑا جو رات کو
بولے بگڑ کے نیند نہ میری اُڑائین آپ

مدت سے انتظار ہی اس بات کا مجھے
آنکھون سے آؤن گر مجھے جھوٹون بلائین آپ

آخر زبان منہ مین ہی کب تک سنے کوئی
مشفق ہنسی ہنسی ہی مین خفا ہو نجائین آپ

غزل ۶۰ — اشعار (۱۲)

کیا کیا نہ رنج اٹھائے محبت مین ای فروغ
کیونکر کسی حسین سے اب دل لگائین آپ

غزل

شرم سی ہوتی ہی نیچی وہ نظر آپ سے آپ
نازکی یہ کہ لچکتی ہی کمر آپ سے آپ

درد کی ہوک اُٹھی دل مین اُدھر آپ سی آپ
آگیا غم سے ادھر منہ کو جگر آپ سے آپ

موت سے کم نہین کچھ اُنکے بگڑنے کی ادا
اک چھری پھیر کے پھرتی ہی نظر آپ سے آپ

دستِ گستاخ کا ہی جرم صبا کا نہ قصور
بل کی لیتی ہی تری زلف و کمر آپ سے آپ

غل ہی رندو نمین کہ گلشن ہین بہار آ پہنچی — مشعلِ بو بھیل رہی ہی خبر آپ سے آپ

آج آئیگا مقرر کوئی خورشید جمال — کچھ نظر آتا ہی روشن مین اُدھر آپ سے آپ

خود بخود کوئی کلیجہ کو ادھر ملتا ہے — اشک بھر آتے ہین آنکھون مین اُدھر آپسے آپ

قاصد اُسنے مرا دکھ درد نہ تو کچھ کھنا — ہوتی ہی دل کی ارے دلکو خبر آپ سے آپ

خاک کیون ڈالتے ہو جذبِ محبت پہ مرے — کبھی اور آئے بھی تھے تم مرے گھر آپسے آپ

گر نہین چاہنے والا کوئی آئینہ تو ہے — کیا لڑاکا ہی کہ لڑتی ہی نظر آپ سے آپ

ناتوانی مین بھی نہ جاری ہی نشست و برخاست — دل جو بیٹھا تو اُٹھا دردِ جگر آپ سے آپ

دل پریشان ہی تو گیسو بھی پریشان ہین فروغ
جب محبت ہو تو ہوتا ہی اثر آپ سے آپ

ردیف تائے فوقانی

غزل نمبر ۶۱ — **غزل** — اشعار (۱۴)

تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات — آیا وہ ماہ رو نہ مرے گھر تمام رات

رویا کیا مین باغ مین شبنم کی طرح سے — آیا نہ جب وہ رشکِ صنوبر تمام رات

افشان کے ذرہ گر کے بچھونے پہ یار کے — چمکا کئے بصورتِ اختر تمام رات

اے دل جو پاس اپنے وہ آرام دل نہو — سوؤن بغیر اُسکے مین کیونکر تمام رات

بوس و کنار کا جو مزا وصل مین ملا — سویا لپٹ لپٹ کے وہ دلبر تمام رات

جانے دیا نہ گھر مین جو دربان نے بے طلب — بیٹھا رہا مین یار کے در پر تمام رات

ساقی بھی تھا شراب بھی تھی پر تری بھی تھا — کیا کیا چلا ہی بزم مین ساغر تمام رات

کمسن تھا خوفِ وصل جو دلمین سما گیا — آئی نہ نیند یار کو دم بھر تمام رات

نکلا نہ شرم سے مہ تابان کہ وصل مین
اٹھا نہ نقاب وہ رخِ انور تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا آیا نہ وہ ستمگر
چمکا نہ میرے بخت کا اختر تمام رات

افشان گری جبین قمر سے جو چھوٹ کر
چمکی چمک کے صورتِ اختر تمام رات

اڑتی ہی نیند اور مری اس خیال مین
سوتا ہی کوئی چین سے کیونکر تمام رات

غصہ ہی سب کو شیفتہ چشم ناز پر
آنکھین دکھایا کرتے ہین اختر تمام رات

آرائش ان کو مد نظر ہی جو اے فروغ
زلفین بنایا کرتی ہین دن بھر تمام رات

ردیف تائے ہندی

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۹)

دلپر پڑی جو مینے بچائی جگر کی چوٹ
کھائی گئی ہی کب تری ترچھی نظر کی چوٹ

زخم بدن بھلے ہین تو اچھی ہی سر کی چوٹ
ظالم بہت بری ہی یہ دل کی جگر کی چوٹ

دلکو قرار ہی نہ جگر کو قرار ہے
دشمن بھی پڑے نہ الٰہی نظر کی چوٹ

تقدیر مین لکھا ہی کہ پتھر سے پھوڑون سر
کس کو نصیب آپکے دیوار و در کی چوٹ

ہم خاک مین ملے بھی تو ملتا نہین ہی چین
اب روکنا پڑی تری نیچی نظر کی چوٹ

داغون کی انتہا ہی نہ ہی آبلون کی حد
کیا کیا ابھر رہی ہی ہمارے جگر کی چوٹ

تیری نگاہ ہی جگر و دل کی تاک مین
کب تک کوئی بچائے ادھر اور ادھر کی چوٹ

کھینچی جو آہ سرد تو درد اور بڑھ گیا
ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے ابھری جگر کی چوٹ

اپنی آنکھ سے مقابلہ ہی دلکا اے فروغ
ہر وقت کی لڑائی ہی شام و سحر کی چوٹ

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیا سبب وہ جو نہ آئے مرے گھر کیا باعث
میرے نالون کا ہوا کیون نہ اثر کیا باعث

اے قمر کون بتائے ہمین کس سے پوچھین
نہین ہوتی شب فرقت کی سحر کیا باعث

ہم اسی فکر مین معدوم ہوے جاتے ہین
تیری ثابت نہین ہوتی ہے کمر کیا باعث

جانِ جان کیون رُخِ روشن ہی نہان از نظرون
آج روپوش ہے بدلی مین قمر کیا باعث

شاید آیا ہی کسی کے دُرِ دندان کا خیال
ہے گہربار جو یہ دیدۂ تر کیا باعث

اے نسیم سحری آئی جو تو گلشن سے
لائی اُس غیرتِ گل کی نہ خبر کیا باعث

شام ہی سے شبِ فرقت مین خیال آتا ہی
ہوتے کیون نہین قربانِ سحر کیا باعث

چمن کوچۂ دلدار مین سُنتے ہین ہم
نہین ہوتا ہی ہوا کا بھی گذر کیا باعث

خیر تو ہی کہو کس نے تمہین بھڑکایا ہی
کس لیے رہتے ہو آمادۂ شر کیا باعث

زاہد اک روز تو درپیش عدم کی ہے سفر
پھر فراہم نہ کیا زادِ سفر کیا باعث

ردیف جیم عربی

غزل ۶۴ — غزل — اشعار (۹)

چھلونی گل کے عشق مین ہر تن کو احتیاج
پھولونکی ہی بہار مین گلشن کو احتیاج

مشعل کی روشنی نہین درکار ماہ کو
کیا شمع کی ترے رُخِ روشن کو احتیاج

ابرو ہین یا کھنچی ہوئی ہین دو سروہیان / شمشیر کی نہین نبتِ پُرفن کو احتیاج
مشاطہ سے ہی حسن کی آرائش اے پری / ہی باغبان کی زینتِ گلشن کو احتیاج
زنجیر بھاری چاہئیے سودائے زلف مین / طوقِ گران کی ہی مری گردن کو احتیاج
مجھ سخت جان کی فکر ہی شمشیرِ یار کو / شاید ہوئی ہی سنگ کی آہن کو احتیاج
جوشِ جنون مین مجکو ہی صحرا کی جستجو / ہی خارِ وحشت کی مرے دامن کو احتیاج
زینت سے فائدہ نہین مٹی کے ڈھیر کو / کیا شامیانے کی مرے مدفن کو احتیاج

غزل ۶۵ — ہی خود بخود روان فرسِ عمر اسے فروغ / مہمیز کی نہین اسی توسن کو احتیاج — اشعار (۱۳)

غزل

آئے اثر تو نالو مین اتنا کہین سے آج / کمبخت آسمان کو ملا دون زمین سے آج
ڈوبین فلک پہ تا یو ہین تارے شبِ وصال / افشان چھڑا رہے ہین وہ اپنی جبین سے آج
آیا ہی کون میری لحد پر پسِ فنا / جاتی ہی خاک چرخ پہ اُٹھکر زمین سے آج
ہین اور خدا نخواستہ دشمن کو دون دعا / مطلب نکالنا ہی تمھاری نہین سے آج
پردہ مین درد کے اُسے دلمین بلائینگے / ہم بھی ملین گے یون کسی پردہ نشین سے آج
جھنک کر کہان پہنچ گئے ٹوٹین یہ دستِ شوق / مجکو بھی رشک ہی نگہِ شرمگین سے آج
لذتِ سوال وصل کی کردے گی منہ کو بند / نکلے گی بات بھی نہ لبِ نازنین سے آج
کاٹون گا اُس کے آگے اسی تیغ سی گلا / نکلے گا کام یار کی چینِ جبین سے آج
لی تھین جنہون کل جگر و دل مین چٹکیان / دُکھ درد کہہ رہے ہین ہم اپنا امین سے آج
منہ ڈھانکتے ہین دوست کفن سے جو بعد مرگ / ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج
دلبر تو جو بنی وہ بنی اُن کی چال سے / گذری ہی جو اُس پہ کیا کوئی پوچھے زمین سے آج
ہنس ہنس کے کوئی کرتا ہی اقرار اس طرح / یہ تیری ہان بھی کم نہین ظالم نہین سے آج

اشعار (۱۳)	شانہ ہلا رہے ہین وہی قبر مین فروغ کمبخت سابقہ ہی یہان بھی انھین سے آج	غزل ۹۶

غزل

سوسن خجل ہی رنگ گل یاسمین سے آج
مستی ٹپکی ہوئی ہی لب نازنین سے آج

نکلے گا اب زبان سے کیا دل کا مدعا
لکھا ہی حال دل کسی پردہ نشین سے آج

محشر مین بھی کسی سے کہین گے نہ حال دل
فریاد ہم تمھاری کرینگے تمھین سے آج

تم نے مجھے گلے نہ لگایا تو کیا ہوا
لپٹی ہین حسرتین دل اندوہگین سے آج

اٹھے فنے سے میری قبر کے ہوا اس کا دل
لون خاک مین ملا انکا بدلا زمین سے آج

وصل ہمارے نکلا ہی ارمان شب وصال
اٹھا ہی اس جہاز کا لنگر یہین سے آج

بڑھتا ہی اور شوق جو میرا شب وصال
محجوب وہ بھی ہین نگہ شرمگین سے آج

ایسی ڈری ہی آپ کی ترچھی نگاہ سے
فریاد جا کے لپٹی ہی چرخ برین سے آج

آنکھین جھپک جھپک کے ستارونکی ڈھلکین
آنچل سرک گیا جو رخ مہ جبین سے آج

پھر بھی کوئی حضور کی ترچھی نظر ہوئی
کیون آپ ڈر گئے نگہ واپسین سے آج

رکھا ہے بات حسن کی آنکھین جھکی ہوا ین
شوخی کی ضد ہی نگہ شرمگین سے آج

الفت مین بے سبب کی ہی خود رفتگی نہین
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

رہ رہ کے دیکھتا ہی فروغ آسمان کو
ملنے کا وعدہ ہو نہ کسی مہ جبین سے آج

ردیف چیم فارسی

غزل ۶۶ — غزل — اشعار (۱۲)

نہ اتنا تو اپنے کو اے یار کھینچ
اگر کھینچنا ہے تو تلوار کھینچ

کہاں روزِ محشر کہاں ہیں ضعیف
نہ اتنا بھی اے شوقِ دیدار کھینچ

ارے یہ تو بیٹھا ہے حسرت کیطرح
مرے دل سے ظالم نہ سوفار کھینچ

لٹکنے دے میری لحد پر ذرا
نہ دامن کو تو وقتِ رفتار کھینچ

مرے ہجر کے دن کو بھی کاٹ دے
صفائی دکھا اپنی تلوار کھینچ

نہ اے دل تو کر یادِ گیسو میں آہ
نہ زنجیر کو اے گنہگار کھینچ

مصور ہے جب لطفِ تصویرِ یار
کچھ اندازِ رفتار و گفتار کھینچ

نہ کر اُنکے مژگان کا اے دل خیال
نہ کانٹون مین تو مجکو ہر بار کھینچ

کہان تک اُٹھائے گا کوئی رنجِ ہجر
یہ مشکل کٹے تو جو تلوار کھینچ

لگا دیگا آگ اور سوزِ درون
نہ اے دل اب آہِ شرربار کھینچ

قرہ پہ نہ رکھ انکو اے ضبطِ عشق
نہ سولی پہ اشکو نکو ہر بار کھینچ

ہے تصویرِ دشمن کے پاس اے فروغ
تصور مین تو صورتِ یار کھینچ

ردیف حائے مہملہ

غزل ۶۷ — غزل — اشعار (۱۳)

توڑ سینکے ای جنون در زندان کسیطرح
چھوڑے گا تو نہ اُلفتِ جانان کسی طرح
ٹلتی نہین ہی آفت ہجران کسی طرح
روٹھا رہا وصال مین بھی یار رات بھر
کھولے ہوئے وہ بالون کو بھیرتی ہین اسلئے
گھٹتا ہی دم نہ وصل کے وعدے پہ چپ رہو
بڑھکر ہلالِ عید سے بھی ہمکو ہو خوشی
محفل مین ہو ترا رُخِ روشن جو بے نقاب
دیتا ہون طولِ روزِ قیامت کا واسطہ
چبھتے ہین خارِ غم مرے دل مین ہزار ہا
کیونکر بھلا وہ جائینگے صبحِ شبِ وصال
برباد کر نہ میری جوانی کو عشق مین

دیکھین گے چلکے سیر بیابان کسی طرح
مانیگا تو نہ ای دلِ نادان کسی طرح
ہوتا نہین ہی دل کا سامان کسی طرح
نکلے ہمارے دلکو نہ ارمان کسی طرح
منظور ہی کہ ہون ہین پشیمان کسی طرح
للہ اب تو مُنہ سے کہو ہان کسی طرح
دیکھین جو تیغِ یار کو عریان کسی طرح
پروانہ ہون نہ شمع پہ قربان کسی طرح
للہ کم ہوا ے شبِ ہجران کسی طرح
جاتی نہین تصورِ مژگان کسی طرح
مین ہاتھ سے نہ چھوڑونگا دامان کسی طرح
اب بھی سمجھ تو ای دلِ نادان کسی طرح

غزل ۶۸ — اشعار (۲۲)

مشکلکشا کا دستے مین بندہ ہون ای فروغ
مشکل مین بھی نہونگا ہراسان کسی طرح

غزل ۶۹ — غزل

ستے بھی ہو جو ہمسے تو جلاد کیطرح
اب مر ہی کے اُٹھینگے تمھاری گلی سے ہم

جھیلتے بھی ہو خنجر فولاد کی طرح
اب بیٹھ ہی گئے دلِ ناشاد کی طرح

بیدادِ دوست سے ہمہ تن شکوہ ہم ہوئے
ہر زخم تن ہی وا لبِ فریاد کی طرح

مایوس زندگی سے بھی ہوں مین شبِ فراق
پھر بھی وفا کرے گی نہ جلاد کی طرح

مدت سے جھلملا ہی رہا تھا چراغِ زیست
آخر کو بجھ گیا دلِ ناشاد کی طرح

سمجھا ہو تجکو رحم کے قابل نہ یار نے
نالے نہ دو گے کہین مری فریاد کی طرح

خنجر نے رحم مین بھی دیا ساتھ وقتِ ذبح
پھر بھی پلٹ گیا رخِ جلاد کی طرح

محفل مین انکو دیکھ کے پہلو مین غیر کے
بیٹھا تو ہین مگر دلِ ناشاد کی طرح

تمنے کیا جو منع تو ضد ہے یہ غیر کو
کمبخت بات کرتا ہے فریاد کی طرح

ہے شاد شوقِ دید مین وہ شوقِ قتل مین
بشاش دل بھی ہے رخِ جلاد کی طرح

دیکھو نہ مجکو دیکھ کے محفل مین سوئے غیر
پھیرو نہ آنکھ خنجرِ بیداد کی طرح

کیا پوچھتے ہو تم شبِ وعدہ کا تجسے حال
آنکھین بھی وا رہین لبِ فریاد کی طرح

آپ ہی نازکی کی طرف کیجئے خیال
کیون عہد توڑیے دلِ ناشاد کی طرح

آسرے ہو وقتِ نزع تو دلکو سنبھال لو
ہر درد ہچکیان بھی ہین فریاد کی طرح

ہے فکر آب و دانہ عنادل کو باغ مین
حاجت کہان ہے خانہ صیاد کی طرح

عشقِ مژہ بدن مین جو دوڑے لہو کیساتھ
کھٹکے رگون مین نشترِ فصاد کی طرح

یہ کون میری قبر پہ محوِ خرام ہے
تجسے صدا جو دیتے ہین فریاد کی طرح

شاکی ہے کس کے جور کا شمشاد باغ مین
یہ کیون بلند ہے مری فریاد کی طرح

دیکھون تو کس طرح نہین سنتا وہ بیوفا
اظہارِ رازِ دل بھی ہو فریاد کی طرح

کیا انکو روکتا کوئی صبحِ شبِ وصال
قابو ہی مین نہ تھے دلِ ناشاد کی طرح

اظہار جو ہے ہے مرا صبر بھی دلیل
ہین طورِ خامشی کے بھی فریاد کی طرح

ایذا ہنوز روز اسیری کی ہے فروغ
کیا تنگ ہے قفس کفِ صیاد کی طرح

ہی عید مین وعدہ جو گلے ملنے کا اُسنے
آتا ہی مجھے اسلیئے ماہِ رمضان یاد

ہو جو نہین ہچکیان آتی ہین چمن مین
بیشک سبھے کرتا ہی کوئی غنچہ دہان یاد

ہی وصل تصور سے مجھے ہجر کہان ہے
آتا ہون وہین یار کو کرتا ہون جہان یاد

ہو جاتے ہو کیون چپ طلب بوسہ لب پر
تمکو نہ نہین یاد ہی اے یار نہ ہان یاد

وہ ابر وہ ساقی وہ چمن وہ مئے خوشرنگ
آتا ہی مجھے فصل بہاری کا سمان یاد

مین عرض جو کرتا ہون کہ وعدہ پہ نہ آئے
کس ناز سے فرماتے ہین ہمتناؤ کہان یاد

جب دیکھتا ہون باغ مین غنچہ کو مین اے گل
آتا ہی ترا پھول سا وہ تنگ دہان یاد

گرتی ہی شبِ ہجر مین بجلی مرے دلبر
ہنسنا ترا آتا ہی جو اے جانِ جہان یاد

کیونکر ہو بھلا ہوش مجھے جان کا اپنی
رہتی ہی محبت مین کوئی بات کہان یاد

کیا ہون مین فرفع اُسنے بھلا وصل کا سائل
اُنکو بجز انکار ہی اقرار کہان یاد

ردیف ذال

غزل

اشعار (۹)

ترے سینے سے لپٹ کر ترا پیارا تعویذ
شوق کو میرے بھی دیتا ہی سہارا تعویذ

تم شبِ وصل اُتارو جو گلے سے اپنے
صدقے ہونیکا کرے مجھے اشارا تعویذ

سر چڑھانا تھا نہ اتنا بھی میری جان اسے
کاکلون سے اب اُلجھتا ہی تمہارا تعویذ

جب ہی رکھتے ہین یہ سینہ پہ کسی کمسن کے
دینگے جوبن کو اُبھرنے کا سہارا تعویذ

تیغ وہ مجھپہ اُٹھاتے ہین بچانیکو مرے
اُنکے بازو سے ہی لپٹا ہوا پیارا تعویذ

نقش جب ہی کسی کافر پہ نہین چلتا ہی
نہ اثر ہجر مین کرتا ہی ہمارا تعویذ

دل بیتاب جو ٹھہرے یہ اثر مجھ مین کہان
مری تربت کا یہ کرتا ہی اشارا تعویذ

فرقت غیر مین تسکین کی حاجت تو نہین
رشک کے تیر لگاتا ہی تمہارا تعویذ

اُن کے سینہ سے لگا رہتا ہی ہر وقت فروغ
ہائے کس چین سے کرتا ہی گزارا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

غزل ۷۳ — غزل — اشعار (۱۱)

رشک اور مار ڈالے گا اتنا خیال کر
اے دردِ ہجر تھم نہ مرا غیر حال کر

آنکھین نہ دشمنون نے بچھائی ہون راہ مین
رکھتے ہین کیون قدم وہ زمین پر سنبھال کر

برباد کر نہ دل کو ٹھکانا ہی یہ ترا
میرا خیال اگر نہین اپنا خیال کر

حسرت یہ ہین جو دل سے نکالو تو لطف ہی
کیا شاد ہوتے ہو مجھے گھر سے نکال کر

پردہ نشین ہین آنکھ نہین کھولتے ہین غمزہ
رہتے ہین سات پردون مین چلمن ڈال کر

دے اس ادا پہ جان نہ کوئی تو کیا کرے
تلوار اُٹھا رہے ہین دوپٹہ سنبھال کر

تو نازنین ہی یار تو نازک چھری بھی ہو
مجھ ناتوان کو بھی نظر سے حلال کر

خنجر پھرا ہی حلق پہ کس بیگناہ کے
نادم ہی اپنے منہ کو گریبان مین ڈال کر

کانٹا ہی پھول مین کہین ہاتھو مین چبھ جائے
دل لیجیے حضور یہ حسرت نکال کر

ظالم جفا شعار ستمگار بے وفا
کہتا ہون سب کچھ انکو زمانے پہ ڈال کر

گھبرا ہی مشکلون سے دلِ مضطرب فروغ
احباب لے چلین مری میت سنبھال کر

غزل

جو علیؑ کا ہی عدو ہی وہ محمدؐ کا عدو
جوہر اس آئینہ مین ہوتے ہین پیدا کیا کیا
اثر افسردہ دلی کا ہی پس مرگ بھی ہے
کشتۂ نیم تبسم ہون ہین تا ثابت ہو
مین جو تھا عاشق قامت تو قیامت پس مرگ

ہوگا دشمن کا یقین دوست کے بھی دشمن پر
بال آتے ہین جو اُتر اُترکے رُخ روشن پر
شمع بجھ جائے جو روشن ہو مرے مدفن پر
رکھتے ہین پھولونکی کلیان وہ مرے مدفن پر
ناز کرتی ہوئی آئی ہی مرے مدفن پہ

طلب بوسہ پہ دل پھیر کے بولے وہ فروغ
ایسے اوچھون کا ہوا احسان مرے دشمن پر

غزل مثلث

غزل

اشعار

فہر ہی جان مین دون جنکے رُخ روشن پر
صاف پیدا وہ دہر شمع سے روشن ہی کہ شمع
صاف دل جو ہین کسی پر نہین کرتے سبقت
حشر مین کھتے ہین تھی خواہش وصل آپ سے
زندگی مین تو نہ اُلفت ہوئی لیکن پس مرگ
بیکسی پر مری رو رو کے بہاتا ہی یہ اشک
وہم آتا ہی نہ ٹھکرا مری تربت ظالم
سرنگون رہتی ہی کیون تیغ تری اے قاتل
مرگیا مین تو مجھے حرز کی حاجت کیا ہی
طالب دید بہت تار نظر کثرت سے
منتظر ہی کہ کوئی فاتحہ آکر پڑھ جائے
ذبح کر شوق سے مجھ زار کو تو اے قاتل
حسرت و رنج ہی یا بیکسی و تنہائی ہی

وہ کبھی شمع جلاتے نہ مرے مدفن پر
بال کھولے ہوئے روتی ہی مرے مدفن پر
تیرتے آب کو دیکھا نہ کبھی روغن پر
خون بھی رکھتے ہین میرا وہ مری گردن پر
پڑھتے ہین سورۂ اخلاص مرے مدفن پر
ابر تھم تھم کے برستا ہی مرے مدفن پر
نام کندہ ہی ترا لوح سر مدفن پر
خون کس بیکس و ناشاد کا ہی گردن پر
کوئی تعویذ بنائے نہ مرے مدفن پر
چلمنین ہین تری دیوار کی ہر روزن پر
شمع اک پاؤن سے استادہ ہی مرے مدفن پر
خون بھی تمہین نہین ہو جو تری گردن پر
انھین دو چار سے رونق ہی مرے مدفن پر

اشعار (۱۹)	اُنکے کھنچنے پہ چلا منزلِ اُلفت مین فروغ ہوا رہبر کا مسافر کو گمان رہزن پہ	غزل ۳۳

غزل

کیون چشم لطف ہی مرے حالِ تباہ پر
دونون جہان نثار تری اک نگاہ پر

غصہ کی ہی نظر جو دلِ خیر خواہ پر
سولی پہ بھی چڑھا کہ چڑھا ہی نگاہ پر

مائل کوئی جفا پہ ہی کوئی وفا پہ ہی
تم اپنی راہ پر ہو تو ہم اپنی راہ پر

دل پر ہی ایک ہاتھ جگر پر ہی ایک ہاتھ
آنکھین لگی ہوئی ہین تمھاری نگاہ پر

دیکھا ہی کس سے جاتا ہی حالِ مریضِ غم
رحم آئے کیا اُنھین مرے حالِ تباہ پر

موقع ہی لطف شرم اُٹھانے کا قہر مین
قربان میری روح ہو پہنچی نگاہ پر

رہتی ہین کاکلین بھی پریشان حضور کی
ہنسئے نہ اسقدر مرے حالِ تباہ پر

کیونکر جھکے نہ وصل مین انصاف شرط ہی
شرم اپنا بوجھ ڈال رہی ہے نگاہ پر

محشر مین رعبِ حسن سے منہ بند ہی مرا
بیداد ہو رہی ہی نئی دادخواہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

کوچہ سے میرے جانے لگے ہین عدو کے گھر
کچھ کچھ وہ مدتون مین اب آئی ہین راہ پر

غصہ سے اُنکے حشر مین بھی کانپتا ہون مین
ڈر ہی برس پڑین نہ کہین دادخواہ پر

چلتی ہین دل پہ رشک کی چھریان شبِ وصال
لاکھون گمان ہین ایک پریشان نگاہ پر

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
بگڑے وہ اور بھی مری فریاد و آہ پر

ظالم ترے ستم کی طرح حشر مین کہین
انصاف بھی نہ ٹوٹ پڑے دادخواہ پر

پڑتی ہی بزمِ دوست مین دشمن کی جب آنکھ
وہ ناتوان ہون کہ چڑھا ہون نگاہ پر

رہتے ہین منہ پھرائے ہوے میری سمت سے
کھاتے ہین یون ترس مرے حالِ تباہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

غزل ۵۸

ڈر تھا جو اسے فروغ کسی بدگمان کا
ڈالی نہ ہمنے آنکھ رخِ مہر و ماہ پر

اشعار (۱۹)

غزل

چھین لیتی ہین دل آنکھین تری جادو ہوکر
شیر کو صید کیا کرتی ہین آ ہو ہوکر

دھیان پھر کیا مجھے رونے مین ہو رسوائی کا
شرم بھی بھگئی جب آنکھ سے آنسو ہوکر

چار پھولون کا ذرا بادِ صبا دھیان رہے
آئے گلشن سے مری قبر پہ جب تو ہوکر

شعلۂ حسن سے شاید کہ دھوان اٹھا ہی
تیرے رخ پر جو نظر آتا ہی گیسو ہوکر

انکساری جنھین دنیا مین پسند آئی ہی
وہی آنکھ نیچی کیے پاتے ہین ابرو ہوکر

تو سدھارا مرے پہلو سے جو بصبح شبِ وصل
رہگیا گھر مرا جنگل کی طرح ہو ہو ہوکر

دیکھکر تجھکو عجب طرح سے تارے ٹوٹے
گر پڑے دیدۂ مشتاق کے آنسو ہوکر

زیر ابرو تری آنکھون نے جگہ پائی ہی
پلتے ہین سایہ مین تلوار کے آہو ہوکر

بزم مین پاسِ ادب سے ہی کھڑی شمع حضور
بیٹھے اک پاؤن سے کسطرح وہ زانو ہوکر

مجھپہ کچھ ہی نہین اسے یار اثر سوز فراق
شمع محفل گل کے بھی باقی ہی آنسو ہوکر

چند قطرے تھے لہو کے جو ہمارے دلمین
بہ گئے حیف وہی آنکھ سے آنسو ہوکر

عیب جو ہی کہ صدا امین نہین ہی ورنہ
ٹوٹتے تارے تری پازیب مین گھنگرو ہوکر

اس سبب سے وہ کیا کرتے ہین مجھ زار کو یاد
ہچکیون ہی مین نکل جائے دم اچھو ہوکر

تارے کب ٹوٹتے ہین مجھکو فلک روتا ہی
دیدۂ چرخ سے گرتے ہین یہ آنسو ہوکر

کیا نزاکت تھی پڑین موج صبا سے شکنین
رہگیا جامۂ گل باغ مین اتو ہوکر

سامنا وصل مین بھی ہی شبِ فرقت کا فروغ
نظر آتی ہی وہی یار کا گیسو ہوکر

غزل

شکوۂ ضعف بھلا لب پہ نہ لائین کیونکر — بات یہ ہے کہ ترے ناز اُٹھائین کیونکر

نشۂ حسن و جوانی سے ہے تو بھی بیہوش — پھر ز خود رفتہ ترے ہوش مین آئین کیونکر

حسرتِ ذبح کو بھی قتل حیا کرتی ہے — آنکھ اُٹھ سکتی نہین تیغ اُٹھائین کیونکر

کر گئے خون امیدونکا وہ دل مین رہکر — ہم اس اُجڑی ہوی بستی کو بسائین کیونکر

روکتا کوئی نہین غیر کے گھر جانے کو — شرم مانع ہے مری لاش پہ آئین کیونکر

تیرے دیوانے ہین کسطرح نہ وہم آئی انھین — یہ بھلا خاک اُڑائین تو اُڑائین کیونکر

غم کے پہلو سے یہ ضد ہے کہ حیا بھی نہ رہی — بزم ماتم مین وہ مُنہ ڈھانک کے آئین کیونکر

نزع مین ہچکیوں سے موت کا دھیان آہی گیا — جو ہمین یاد کرے اُسکو بھلائین کیونکر

قید سے شرم کہین چھوٹ نجائے ڈر ہے — نیچی نظرونکو اُٹھائین تو اُٹھائین کیونکر

یہ حیا بھی ہے نرالی کہ گمان ہے سب کو — فکر ہے وصلِ عدو کی سر اُٹھائین کیونکر

ترچھی نظرین بھی کسی کی نہین خالی جاتین — دل بچے بھی تو کلیجے کو بچائین کیونکر

انتظار آنکھ جھپکنے نہین دیتا اے شوق — نیند بھی بنکے شبِ وعدہ وہ آئین کیونکر

غزل نمبر	کبر و نخوت سے بری ضعف نے رکھا ہے فروغ کہ نظر اُٹھ نہین سکتی سر اُٹھائین کیونکر	اشعار (۱۲)

غزل

تاب رفتار نہین آپ مین آئین کیونکر — ناتوان یون جو نہ ڈھونڈین تجھے پائین کیونکر

جان اپنی سبھی سمجھین نہ اگر اے قاتل — بات یہ ہے کہ عدو جان بچائین کیونکر

سحرِ وصل مزا دینگی یہ اُلٹی باتین — دیکھنا ہے کوئی لیتا ہے بلائین کیونکر

اُنکو باتین ہی بنانے سے کہان مہلت ہے — میری بگڑی ہوی تقدیر بنائین کیونکر

نیند مین ایک فنا سی ہے جھلک موت کی بھی — وہم آتا ہے اُنھین خواب مین آئین کیونکر

چادرِ گردِ یتیمی مین چھپین کیون نہ گہر — آبرو پھر سرِ بازار بچائین کیونکر

کب ہی نرگس کو ہوا سے بھی چمن مین جنبش
فتنۂ حسن و جوانی سے نہین آپ مین وہ
آنے دیتے ہی نہین ترکِ وفا کا پہلو
حسن کو ناز لطافت پہ نزاکت پہ اُنھین
چھیڑ کر تجکو خفا کرنے سے حاصل ورنہ

اور پہر لیتے ہین آنکھون سے بلائین کیونکر
مل بھی جائین ہمین وہ تو اُنھین پائین کیونکر
ہم دعا کیلئے بھی ہاتھ اُٹھائین کیونکر
پھر تصور مین بھی غیرونکے وہ جائین کیونکر
شوق ہی ناز اُٹھانے کا اُٹھائین کیونکر

غزل ۱۶۹ | نازکی غیر حیا روکتے ہین سب مل کر
وہ شبِ وعدہ فروغ آئین تو آئین کیونکر | اشعار (۱۲)

غزل

وعدے پہ مزا دیتی ہی رُک رُک کے نہین اور
ہوتا نہین اس سے مری باتونکا یقین اور
کب وصل کا انکار بھی خالی ہی مزے سے
غصہ مین ہی ماتھے پہ عرق بار شکن سے
ڈرتا ہون کہ خون شہدا رنگ نہ لائے
ہر چوٹ سہی قلب نے مستانہ قدم کی
بدعدو ہی کھتے ہین ہین کچھ نہین کھتا
قبضہ مین وہ دشمن کے ہی جو دوست کا گھر ہی
وہ دیکھتے ہین جسکو گھبرا کے شبِ وصل
یہ شرم بھی کیا نام کو روشن نہین کرتی
مٹ جائیگا قسمت مین لکھا بھی اگر وصل

کچھ بھی نگاہون سے بھی ہوتا ہی یقین اور
دل اور زبان اور جیان اور جبین اور
عدو سے انکی انداز سے پھر کہدو نہین اور
کرتی ہی نزاکت پہ ستم ہین جبین اور
کچھ گل نہ کھلائے ترے کوچے کی زمین اور
پڑتے ہین کہین پاؤن وہ رکھتے ہین کہین اور
پھر کیجیے باتو نپہ رقیبون کی یقین اور
دل اور غمِ ہجر مکان اور مکین اور
آنکھین ہین کہین خود ہین کہین دل ہی کہین اور
پردے مین چھپے بیٹھے رہین پردہ نشین اور
دشمن درِ جانان پہ گھسین اپنی جبین اور

ہو جسکو حیا خواب مین بھی کیون وہ فروغ آئے
پھر اُسپہ یہ طرہ کہ ہین بے شرم ہمین اور

غزل ۸۲ — غزل — اشعار (۱۳)

دم بھر نہین کھٹکے ہوتا ہی یقین اور
یون آئے ہو گویا تمہین جانا ہی کہین اور

کیا آپ وفا کے مری قائل نہین سچ سچ
ہی حسن ظن اے بندہ نواز اور یقین اور

کیا جلد ہوا جذب لہو گرتے ہی میرا
ہی خون کی پیاسی ترے کوچے کی زمین اور

کہتے ہین مری طرح برا غیر کو وہ بھی
یان دشمن نشین اور وہان دشمن نشین اور

تم ہاتھ جہان رکھ کے اٹھا لیتے ہو اپنا
پہلے سے بھی ہوتا ہی سوا درد وہین اور

آفت مین سہی لون ترے غصہ کی دہائی
گردن پہ چھری پھیرتی ہی چین جبین اور

جھوٹون سے زمانے مین کہین ملتا ہی دل بھی
ہی تیری زبان اور مگر میرا یقین اور

کیون روک لیا ہاتھ الگ ہوتی ہی گردن
ہان ہان ترے قربان بس اک وار ہمین اور

پردے کی جھلک کم نہین بجلی کی چمک سے
چھپ چھپ کے ستم کرتے ہین پردہ نشین اور

دل لیکے وہ دیکھتے ہین نہین کام کا میرے
کچھ دیکے بھی الٹے ہوئے محبوب ہمین اور

قسمت شب وعدہ مری چمکی نہ تمہاری
روشن ہوئی قطرون سے پسینے کی جبین اور

خود شوق کی دشمن ہی ز خود رفتگی شوق
وہ پاس ہمارے ہین مگر ہم ہین کہین اور

غزل ۸۳ — اشعار (۲۱)

کچھ کھلتی ہین جھک جھک کے نگاہین بھی کسی کی
کچھ ہوتا ہی مجکو بھی **فروغ** اب تو یقین اور

غزل

کسیکو کب ترا رعب آنے دیتا ہی گھر پر
یہ خوب تو نے بٹھایا ہی پاسبان در پر

عدو کی ضد سے تو آئے ہو تم مرے گھر پر
پھر اٹھے مفت کا احسان بھی ہی مرے سر پر

زہے نصیب کہ تم سا حسین مرا معشوق
بجا ہی رشک تمہارا مرے مقدر پر

[illegible] دیکھا کسی نے قاصد کو
غضب ہوا کہ چھری پھر گئی کبوتر پر

[illegible] آئے آئینہ لیکر
نگاہ شوخ کی بجلی گری سکندر پر

نگاہ اُنکی ہی مجھ سخت جانپہ یا رب خیر
کہ ہو رہی ہی چھُری آج تیز پتھر پر

جواب اُنھین کیطرح اُنکی بات کا بھی نہین
کرین جفائین خود الزام ہی مقدر پر

یہ عادتین نہ بگاڑی ہوئی ہون غیرونکی
کہ وعدہ مجھ سے بھی ہی آج آؤن گا گھر پر

بچاؤ عکس کو تم اپنے قیدِ زینت سے
کچھ اور شک ہی مجھے آئینے کے جوہر پر

مزا دکھا گئی آخر کو بد نصیبی بھی
کہ رحم آگیا اُنکو مرے مقدر پر

وہ روز کھایا کرین کاش جھوٹی ہی قسمین
مین خوش ہون ہاتھ تو رکھدیتے ہین مرے سر پر

سکھا رہی ہی دمِ ذبح تیز یان ابھی
یہ بے سبب نہین پڑتی نگاہ خنجر پر

سنبھالے کیا دلِ بیتاب کو کوئی ای درد
کہ ایک ہاتھ کلیجے پہ ایک ہی سر پر

شبِ وصال بھی کچھ چھیڑ چھاڑ رشک کی ہی
گمان ہی دیدۂ مشتاق کا ہر اختر پر

مین بدگمان ہون یہ باتین خلافِ عادت ہین
کہ اب وہ آنیلگے وعدۂ مقرر پر

نہ کیون قرارِ دلِ مضطرب کو ہو بسِ مرگ
کسی کا نام ہی کندہ لحد کے پتھر پر

رُکاوٹ آپکے وسسے بھی بڑھ کے ہی اسمین
حضورِ ناز کی چالین ہین ختم خنجر پر

بگڑ رہے ہین سمجھ کر وہ سنگِ در اپنا
نظر پڑی ہی جو میری لحد کے پتھر پر

جواب لیکے جو آیا ہمارے نامے کا
نگاہ رشک کی برچھی چلی کبوتر پر

مجھے یہ ڈر ہی کہ بے پردہ آج ہی وہ نگاہ
گرے تڑپ کے یہ بجلی نہ اہلِ محشر پر

غزل ۸۴	وفا کا ابھی جو انصاف چاہتا ہون فروغ وہ کہتے ہین کہ اُٹھا رکھو اُس کو محشر پر	اشعار (۲۱)

غزل

جدھر نکلے یہ چھپین نظرین ہوین پر
بھلا وہ اور قدم رکھین زمین پر

نہ بگڑو اس نگاہ واپسین پر
بڑھی تھی صدقے ہو نیکو کمین پر

ادھر کی آہ اُدھر دلمین اُٹھا درد
ہمارے وار پڑتے ہین ہمین پر

جو پھوٹا آبلہ اے نشترِ غم — فلک ٹوٹا دلِ اندوہگین پر
اٹھایا ہے جہان سے ہاتھ تمنے — ارے پھر درد اٹھا ہے وہین پر
مری تقدیر کا بل کاش ہوتا — شکن بنکر حسینون کی جبین پر
ہنسی بھی آگئی انکار کے ساتھ — تصدق اور کی ہان اس نہین پر
یہ کہتی ہے گلِ عارض کی سرخی — نگاہین سب کی پڑتی ہین تمہین پر
مرے دلکی طرح کیون انکو الٹا — یہ غصہ مجھپہ ہے یا آستین پر
ہین صدقے تجھپہ اے چشمِ تصور — جہان ڈھونڈھا انھین پایا وہین پر
مری میت سے بھی نظرین پھری ہین — یہ غصہ اک نگاہِ واپسین پر
لبون تک آ کے پلٹین آہین اے ضبط — پڑین الٹی یہ آہین بھی ہمین پر
جھکی ہے آنکھ لینے کو بلا ہین — کرو رحم اس نگاہِ شرمگین پر
ملے مٹی مین ہم مٹی مین مل کر — نہ لٹکا ان کا آنچل بھی زمین پر
نہ کیون میت پہ میری نور برسے — کہ جسنے جان دی ہے اک حسین پر
نہ اٹھی آنکھ جب کیا تیغ اٹھیگی — یہ دعوے اس نگاہ شرمگین پر
گذر ہو رنج کا جنت مین کیونکر — نہین ہے آسمان اس سرزمین پر
کہو تو خواب مین کس کے گئے تھے — کہ سوتے ہین پسینہ ہے جبین پر
سمجھ لو پھر مری میت پہ رونا — یہ ظلم اپنی ہی چشمِ سرمگین پر
مجھے ہے اک زمانے سے محبت — زمانہ جان دیتا ہے تمہین پر

غزل ۸۵	مٹے دعوے نزاکت کے فروغ اور چھپا پڑتا ہے جوبن اس حسین پر	اشعار (۱۶)

غزل

اگرین رحم آپ اس شوقِ نہان پر — جو آسکتا نہین دلسے زبان پر

کسی کے نام مین اللہ ری لذت
مزے سنے بھی مزا لوٹا زبان پر

الٰہی خیر سے گذرے شب وصل
نظر اُٹھی جمی ہی آسمان پر

بچھوڑا رشک سے چھلوں مین دل بھی
دل آیا بھی تو ایسے بدگمان پر

نہ شبنم سے بھی کانٹون کی بجھی پیاس
کہ ہر قطرہ ہی اک چھالا زبان پر

کہین اُٹھین تری نیچی نگاہین
کہین ٹوٹے یہ بجلی آسمان پر

قضا بھی آئے یارب نیند کیساتھ
پڑین پردے نہ چشم پاسبان پر

گلا بھی تیرا تجھ سا بیوفا ہے
مرے دل مین ہی دشمن کی زبان پر

مرے نالے کی رکھ لے بات یارب
یہ فریادی چلا ہی آسمان پر

ہوا کرتے ہین دشمن سے اشارے
کہین عاشق نہو یہ پاسبان پر

مین جب جانون حیا اسکو بھی روکے
نہ تیرا نام بھی آئے زبان پر

جفا کرنے کی قدرت ہی تمھین مین
نہ رکھوا اپنا چھلا آسمان پر

نگاہِ ناز سے کیجے اشارے
کہ نازک وار بھی ہون ناتوان پر

گلا بھی غیر کا ہی قابل رشک
مرے منہ سے گیا تیری زبان پر

پھرے یون رات کو تیری گلی مین
ہوا دشمن کا دھوکا پاسبان پر

غزل عـ	مرا شکوہ **فروغ** اچھا ہی مجھ سے کہ یہ ہر وقت ہی اُن کی زبان پر	اشعار (۱۷)

غزل

بھروسا ہی اُسے اُن کی زبان پر
ہنسی آتی ہی قاصد کے بیان پر

ترے شکوے کو مین کیا منہ لگاؤن
کہ رکھتا ہی یہ دشمن کی زبان پر

چڑھی ہی آستین بھی تیوریان بھی
یہ حملے مجھ ضعیف وناتوان پر

چلو عارض پہ تم بھی چھوڑ کر زلف
گھٹا چھائی ہوئی ہی بوستان پر

الٰہی خیر آفت ہی کہ یہ چال
قدم بڑھنے کو ہین اب آسمان پر

سپاہی ملتے ہین سب نیچی نظر سے
خفا ہوتے ہو ناحق رازدان پر

تحمل اسکا بھی ظالم نہو گا
جو آیا رحم بھی مجھ ناتوان پر

تمھارے گھر سے یہ فتنہ بھی نکلا
کہ شکوہ دلسے آیا ہی زبان پر

خطا کسکی ہی اور پائے سزا کون
ستاؤ تم پڑے صبر آسمان پر

حباب بحر ہین اے شور الفت
کہ چھالے ہین یہ موجونکی زبان پر

جو مرتا ہی مرے دشمن کہین اور
یہ موت آئی تمہارے آستان پر

ذرا دیکھو تمہارے روزن در
نگاہین ڈالتے ہین پاسبان پر

مجھے کیون دیکھنے آئی ہین احباب
نظر بھی بار ہی مجھ ناتوان پر

جو ڈالے روزن در پر کوئی آنکھ
نگہ چھریان لگائے پاسبان پر

تمہارے نام پر قربان ہو دل
یہ دل کیطرح آتا ہی زبان پر

کدورت مین چھپا ہی دل کا چھالا
محبت کی زمین ہی آسمان پر

غزل ۸	فروغ اور تیرے دربانسے رکیگا بپا ہی اک قیامت آستان پر	اشعار (۹۱)

غزل

مدد اے ضبط کرون ہجر مین نالے کیونکر
دست نازک سے کوئی دلکو سنبھالے کیونکر

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل ہین ہجر کے نالے کیونکر

بیوفا مجکو کہا کہکے وہ خود جھیپ سے گئے
جس پہ پھبتی نہو اُسپر کوئی ڈھالے کیونکر

نشۂ حسن سے کب آپ مین تو رہتا ہی
تجکو پائین سگے ترے ڈھونڈھنے والے کیونکر

کم سنی کے ہین کیسکی یہ اشارے مجھ سے
حسرتین کوئی ترے دلکی نکالے کیونکر

کر گئی دو نو نگاہونکو نہ چھین تری ایک نگاہ
بنگئی جان پہ دل کوئی سنبھالے کیونکر

حسرت دید مین مر کا ہی کفن بھی تہ قبر
ڈھانک لین منہ کو ترے دیکھنے والے کیونکر

میرا دل لیکے رقیبونکو دیا دل تم نے
دلمین دل اب کوئی ڈالے بھی تو ڈالے کیونکر

اُف نگاہون نے تری کام کیا برچھی کا
تھام لین دلکو نہ دل تھامنے والے کیونکر

ڈر یہی ہی گیسوؤنکا بوجھ کمر پر نہ پڑے
بڑھکے نکہت گل رخ کی نہ سنبھالے کیونکر

تم وہی ہو جو کبھی آئے نہ قابو مین مرے
پھر ہوئے ناز و نزاکت کے حوالے کیونکر

سامنے جسکے خموشی لیے پھرتی ہو گلا
پھر وہان منہ سے کوئی بات نکالے کیونکر

کہین مٹتا ہی مٹائے سے مرا نقش وفا
یاد رکھین نہ مجھے بھولنے والے کیونکر

عاشقو لنے ہی مگر نشو و نمائے معشوق
خون بلبل سے سینچین گل کے نہ تھالے کیونکر

چشم مخمور سے نکلی کہ گری برق نظر
مست کو مست سنبھالے تو سنبھالے کیونکر

غزل ۸۸

ہاتھ رکھ رکھ کے وہ سینہ پہ بٹھاتے ہین **فروغ**
تپکین رہ رہ کے مرے دلمین نہ چھالے کیونکر

اشعار (۱۵)

غزل

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر

لڑکھڑا کر نہ چلین جھومنے والے کیونکر
مدعا یہ ہی کہ دشمن نہ سنبھالے کیونکر

لیجیے غیرون کی اُلفت کا ہی دعوے اُنکو
جنکو معلوم نہین کرتے ہین نالے کیونکر

حسن کو اپنے بچایا ہی نگاہون سے مری
سامنے ہون مرے منہ پھیرنے والے کیونکر

نزع مین فکر یہی ہی جان تو دی تھی اُن کو
ملک الموت کے گردون ہین جو آلے کیونکر

نہ یہ باتین ہین عدو کی نہ صدا نغمہ کی
کان تک آپکے پہنچین مجھے نالے کیونکر

دل بھی قربان کیا جان بھی صدقے کردی
اور چاہین تمھین پھر چاہنے والے کیونکر

ایکدن دور سے لی تھین بلائین اسکی
بل کی مجھسے نہ تری زلف رسا لے کیونکر

کبھی دلمین کبھی نظرون مین کبھی آنکھون مین
یون چھپین جب تو کوئی ڈھونڈ نکالے کیونکر

سلجھتے ہین کیون ترے رخسار پہ گیسو ظالم / بے پیے مست ہوئے جھومنے والے کیونکر

جسکی آنکھین بھی کسی سے نہ کبھی ملتی ہون / اُس سے ملنے کی کوئی راہ نکالے کیونکر

تم کسی دل کے دھڑکنے کی صدا سمجھے ہو / اور کرتا ہی کوئی ضعف مین نالے کیونکر

رحم آتا ہی گلستان مین گلون پر اُن کو / پھول توڑین مرا دل توڑنے والے کیونکر

پھر تو پہنچینگے ترے گھر مین اگر مین نہ گیا / ترے دربانسے رُکینگے مرے نالے کیونکر

غزل ۸۹	اک نظر خواب مین دیکھا ہو اُسے جس نے فروغ آنکھ پر یون یہ نظر حور پہ ڈالے کیونکر	اشعار (۱۸)

غزل

دل میرا ترے پاس گیا مجھسے چھوٹ کر / تیری نگاہ بھی مجھسے ملی تجھسے ٹوٹ کر

سرسبز کب ہوا کوئی اپنوں سے چھوٹ کر / پتوں کی ہی صدا یہ درختون سے ٹوٹ کر

بیتاب دل کے ساتھ ہی پیکان بھی ترا / دُنیا مین کس کو چین ملا تجھ سے چھوٹ کر

صحرا کو سیلِ اشک نے دریا بنا دیا / روئے ہمارے پاؤں کے چھالے جو پھوٹ کر

تیرِ ستم کو دون نہ کلیجے مین کیون جگہ / آیا ہی یہ حضور کی چٹکی سے چھوٹ کر

تھے دل کی طرح آبلۂ پا بھرے ہوئے / خاروںسے ملکے روئینگے پھوٹ پھوٹ کر

اچھی بسر ہوئی ترے پیکان کی ہر جگہ / دلمین مرے رہی تری چٹکی سے چھوٹ کر

کر مجھ پہ رحم اے اثرِ اضطرابِ شوق / خنجر گرے نہ ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر

کوئی کسی سے دل نہ لگائے جہان مین / فرقت مین دی صدا یہ مرے دلنے ٹوٹ کر

ہمدم دلکے آبلون مین جو ہلچل پڑی ہوئی / کچھ تو کئے اشارے حبابون نے پھوٹ کر

نالان تھا تیرِ اثر بھی بیداد سے تری / دلمین مرے چبھا ترے ہاتھوںسے چھوٹ کر

مقصود ہی سزا بھی تڑپنے کی دون اسے / چھالے بھی دل کے پھوڑتا ہون سینہ کوٹ کر

دلبر ہمارے ٹوٹ پڑے ستم کے آسمان / اچھا سلوک کر گئے چھالے بھی پھوٹ کر

بیتاب ہی بہت دلِ نازک سنبھالیے
ڈر ہے نہ گر پڑے مری مٹھی سے چھوٹ کر

تیرِ نظر بھی تیرا نہ تجھ سے جدا ہوا
پہنچا وہین جہان سے یہ آیا تھا چھوٹ کر

یون دی ہی آبِ حسن نے تیغِ نگاہ کو
موتی بھرے ہین چشمِ ستمگر مین کوٹ کر

بلبل سے تجھے خزان مین بھی لطفِ بہار ہی
گلشن قفس کو کر دیا کلیون نے پھوٹ کر

آنکھون مین اشک لب پہ فغان دل پہ ہاتھ ہی
یہ حال اے **فروغ** ہوا کس سے چھوٹ کر

ردیف رائے منقوطہ

غزل

غزل نمبر ۹۰ — اشعار (۱۳)

سوتے ہین اینڈ اینڈ کے مستِ شرابِ ناز
مانند نشہ آنکھون مین رہتا ہی خوابِ ناز

برقِ ادا چمکتی ہی آنکھین جھپکتی ہین
کب چشمِ شوقِ وصل مین لاتی ہی تابِ ناز

مین بوسے مانگتا ہون وہ دیتے ہین گالیان
اچھا سوالِ شوق ہی اچھا جوابِ ناز

رخصت ہوئین حیا کی ادائین جو وصل مین
نکلا حجابِ شرم سے اک آفتابِ ناز

متوالون کی طرح سے ہین آنکھین چڑھی ہوئی
چلتے ہین جھومتے ہوئے مستِ شرابِ ناز

بیداد پر تری سرِ تسلیم ہو گا خم
فرقِ نیاز جھک کے ہی گا جوابِ ناز

کچھ کام وصل مین نہین شرم و حجاب کا
اب آج تو اٹھائیے رخ سے نقابِ ناز

اس ضعف نے تو اور بھی مجبور کر دیا
اٹھین کہان تلک ستمِ بیحسابِ ناز

شوخی بھری نظر مین تڑپ کس غضب کی ہی
بجلی کہین گرائے نہ یہ اضطرابِ ناز

لیٹا ہوا ہی ہائے دوپٹہ کہان کہان
چھریان لگا رہے ہین یہ اندازِ خوابِ ناز

منہ کس طرح کفن سے چھپائے نہ بعدِ مرگ
عاشق ہی تیرا کشتۂ طرزِ حجابِ ناز

اب وہ پکارتے ہین تو ہم بولتے نہین | ہمنے بھی مر کے خوب دیا ہے جواب ناز

ہمکلین تڑپ تڑپ کے اُن آنکھوں سے شوخیان
دیکھا شبِ وصال فروغ اضطراب ناز

ردیف سین مہملہ

غزل ۹۱ — غزل — اشعار (۱۳)

مین کہون حالِ دل ہزار افسوس | نہ کرے کوئی اعتبار افسوس
کچھ تڑپنے کی انتہا بھی ہے | مر گئے تیرے بیقرار افسوس
سینہ تانے ہوئے وہ جاتے ہین | نہو اکوئی بے قرار افسوس
زندگی ہو کہ اُنکا وعدہ ہو | نہین دونون کا اعتبار افسوس
کیون جئے ہم کسی کے وعدے پر | کیون کیا ہمنے اعتبار افسوس
جھوٹے وعدو نسے کیا ملا ظالم | نرہا کچھ بھی اعتبار افسوس
ہمنے مانا کہ زندگی ہو مری | کب اُسی کا ہے اعتبار افسوس
ہائے شکوہ کسی کے وعدے پر | تھا قیامت کا انتظار افسوس
دیکھئے کب وہ بوسہ دیتے ہین | وصل مین بھی ہے انتظار افسوس
کھتے ہین ہمسے کرکے وعدۂ وصل | دو دن مین تکلیفِ انتظار افسوس
ہائے دیکھین وہ راہ غیرون کی | ہم کرین اُن کا انتظار افسوس
وہ ترا جھوٹا وعدہ اسے ظالم | اور وہ میرا انتظار افسوس

آئی پیری گیا شباب فروغ
ہے خزان چل بسی بہار افسوس

غزل ۹۲ | **غزل** | اشعار (۱۵)

ہم تو تڑپا کرین ہزار افسوس
لوٹین جوبن گلونکی بہار افسوس

لاش پر بولے میرے وعدیکا
نہ کیا تو نے اعتبار افسوس

کسی ابرو کے ہم تصور مین
تیغ کو کر رہے ہین پیار افسوس

کیا خبر مرگِ غیر کی پائی
کر رہے ہین وہ بار بار افسوس

تیرا وعدہ ہی کس قیامت کا
اک جہان ہی امیدوار افسوس

حسرتین کشتہ ہو کے دفن ہوئین
میرا دل بھی بنا مزار افسوس

تھا وہ آوارہ بعدِ مردن بھی
منتشر ہی مرا غبار افسوس

پھر کوئی ظلم اُن کو یاد آیا
ڈھونڈھتے ہین مرا مزار افسوس

کیون نہو مرگِ غیر کا مجھے غم
کہ پریشان ہی زلفِ یار افسوس

اپنے ہاتون سے وہ سزا دیتے
نہ ہوا مین قصوروار افسوس

جبر کرنے کا تم کو لطف آتا
نہ ہوا دل پر اختیار افسوس

حشر مین پیشِ حق کھڑا ہی وہ بُت
ہو رہا ہون مین شرمسار افسوس

مر کے بھی ہائے مین تو پچھتایا
کہ ہوا کوئی نہ سوگوار افسوس

بزم سے تیری کیون نکالے جائین
نہین آنکھون پر اختیار افسوس

جتنے ناصح **فروغ** عشق مین ہین
ہوئے اتنے نہ غمگسار افسوس

غزل ۹۲ — غزل — اشعار (۱۵)

کھولے ہوئے وہ بیٹھے ہین بندِ قبا پہ خوش
سمجھے ہین آہِ سرد کو ٹھنڈی ہوا پہ خوش

کیا تیری چاہ ہی کوئی جرم و خطا پہ خوش
اے بیوفا ہمین ہے یہ ظلم و جفا پہ خوش

جیسا مرا سوال تھا ویسا ملا جواب
کہنے لگے وہ سن کے مرا مدعا پہ خوش

اب تک بھی جو نہ آئے وہ پہنچین گے عرش تک
یہ نالۂ بلند یہ آہِ رسا پہ خوش

نام آسمان کا آگیا تھا بر سبیلِ ذکر
درپردہ بھی کرون ہین تمہارا گلا پہ خوش

اُن کی زبان رکی نہ مرے ہاتھ وصل مین
ہر بار دستِ شوق جھٹک کر کہا پہ خوش

شرما کے چشمِ شوق سے لین دلمین چٹکیان
کس کی خطا تھی ملگئی کس کو سزا پہ خوش

بے اعتبار دوست ہی دشمن پر اعتماد
چلتی ہی ملکِ حسن مین اُلٹی ہوا پہ خوش

دنیا مین اور کس پہ بھروسا کرے کوئی
دل بھی مرا اُنھین کی طرف ہوگیا پہ خوش

حسن آپ ہی کا باعثِ افراطِ شوق ہی
اُلٹے حضور ہوتے ہین مجھ پر خفا پہ خوش

شرما کے مجھ سے شرم بھی آتی نہین تمہین
میرے ہی دلمین رہکے مجھی سی حیا پہ خوش

لطفِ سخن ہو فوز الم مین نہین **فروغ**
طرّہ یہ اُس پہ شعرون مین بھی ہو مزا پہ خوش

ردیف صاد

غزل ۹۴ — **غزل** — اشعار (۱۱)

دل کے ہین دیدۂ دلدار حریص	جسطرح ہوتا ہی بیمار حریص
خون پیکر بھی نہین بھرتا پیٹ	کسقدر ہی تری تلوار حریص
عشق ہی دلکو میرے روزافزون	اس مرض کا ہی یہ بیمار حریص
چشمِ میگون پہ جھکے پڑتے ہین	ہین ترے ابروے خمدار حریص
خواہش دل نہین کم بوسہ سے	بڑھکے بندے سے ہیں سرکار حریص
کیون نہ منہ چومنے کو دل چاہے	کرتی ہی شوخیِ گفتار حریص
مجرمون کی تری رحمت کو تلاش	جرم کے تیرے گنہگار حریص
ہمہ تن غم ہون کھا جاتا ہے مجھے	رنج کا ہی یہ دلِ زار حریص
خم کے خم چڑھا جاین پہ نیت نہ بھرے	ساقیا ہین ترے میخوار حریص
چشم و ابرو و مژہ طالبِ جان	ہی یہ دربار کا دربار حریص

حسرتِ دردِ محبت ہی **فروغ**
کرتی ہی لذتِ آزار حریص

ردیف ضاد

غزل ۹۵ — **غزل** — اشعار (۱۰)

مطلب ہی ہمکو عیش سے کیا غم سے کیا غرض	تیری خوشی سے کام ہی عالم سے کیا غرض

ردیف عین

غزل

غزل ۹۶ — اشعار (۱۸)

شب بھر رہا بہار مین کیا رنگ روے شمع
مرجھا گیا سحر کو گل آرزوے شمع

آتے ہین بسکہ لپٹنے جو پروانے سوے شمع
شعلہ لپک لپک کے بچاتا ہی روے شمع

رونے سے بھی حسینون کے نظر پڑنے لگ گئی
آنسو بہے تو ڈوب گئی آبروے شمع

معشوق بھی تو شاد نہین تجھسے اے سحر
کمبخت تو ہی دشمن عاشق عدوے شمع

عاشق کے دل کیطرح ہے صبح شب وصال
کیسا اُداس اُداس ہی اللہ روے شمع

روشن ہوئی یہ مشعل راہ وفا ابھی
پروانون کو نہ کرنی پڑی جستجوے شمع

بعد شب وصال ملین دونون خاک مین
اک آرزوے دل مری اک آرزوے شمع

پروانون ہی کے رنج نے کشتہ کیا اسے
کچھ گل سے پھوٹتی ہی دم صبح بوے شمع

میری طرح سے ہجر مین دشمن بھی ہو ہلاک
پروانے جل کے مرتے ہین پر روبروے شمع

وہ سحر تھی یا کوئی جھونکا خزان کا تھا
کیا خاک مین ملے ہین گل آرزوے شمع

آخر کو روتے روتے پتنگون کی لاش پر
پہنچا ہی آب اشک الم تا گلوے شمع

ثابت لپک سے شعلونکی جلنا زبانکا ہی
آتی نہین سمجھ مین مگر گفتگوے شمع

آنسو بھی بھر رہے ہین دھوان بھی ہی اٹھ رہا
گویا نہانے کیلئے بکھری ہین موے شمع

یاد آتی ہین جو وصل کی کچھ بے حجابیان
نیچی نظر سے دیکھ کے ہنستی ہین موے شمع

عریان تنی پر اپنی جو روتی ہی زار زار
رکھ لیتی ہی یہ چادر اشک آبروے شمع

عاشق کے رخ پہ چھا گیا رونق کی رو مین
جتنا کہ صبح وصل اُڑا رنگ روے شمع

کہتے ہین اسکو شعلہ زبان لوگ کیون فروغ

ہی آجتک کسی نے سنی گفتگوئے شمع

ردیف غین

غزل

فصلِ بہار ہی طرب افزائے حالِ باغ ۔ فرطِ خوشی سے جھوم رہے ہین نہالِ باغ

منہ دیکھتے ہین آئینہ مین جس طرح حسین ۔ آتا ہی آبجو مین نظر یون جمالِ باغ

پھولونکی آرزو ہی جو فصلِ بہار مین ۔ شاخین ہین یا بڑھے ہوئے دستِ سوالِ باغ

بکھرین نہ اسطرح کبھی سنبل کے بال بھی ۔ فصلِ خزان مین جیسے پریشان حالِ باغ

آیا ہی وقتِ صبح جو وہ گلشنِ جمال ۔ شبنم کے قطرے ہین عرقِ انفعالِ باغ

سب کو دلہن بنایا ہی فصلِ بہار نے ۔ پھولون کا گہنا پہنے ہی ہر نو نہالِ باغ

پھولون کی شاخین نگہئین لو ہی کی تیلیان ۔ بلبل کو آگیا جو قفس مین خیالِ باغ

بادِ خزان کے جھوکونسے خاک اسقدر اُڑی ۔ شکوہ کیو چرخ تک گئی گردِ ملالِ باغ

آئے ہین وہ جو سیر کو تو ہر حباب جو ۔ بنتا ہی گنبدِ عرقِ انفعالِ باغ

صیاد نے جو کاٹ دئے پر تو کیا ہوا ۔ بلبل کو لے اُڑی گی ہوائے وصالِ باغ

محفوظ دستِ جورِ خزان سے رہی فروغ
پروردہ بہار ہی ہر نونہال باغ

ردیف فا

غزل

غزل ۱ ۔ اشعار (۲۰)

گو عدل لیچلا ہی ترا ناز کی طرف ۔ رحمت کی پر نظر ہی گنہگار کی طرف

وہ دیکھتے ہین میرے دل زار کی طرف
ہین دیکھتا ہون چشم خونبار کی طرف

اے شوق دید کچھ تو تحفظ بھی ہے ضرور
ہو دیدہ ہاتھ اور نظر یار کی طرف

پوچھیگا کون حشر مین کچھ بے گناہ کو
رحمت تو جھک پڑے گی گنہگار کی طرف

میری لحد پہ بھی وہی انداز انکے ہین
پھیرے ہین منہ کو تربت اغیار کی طرف

تیری گلی مین اٹھ نہین سکتا ہون ناتوان
سایہ کی طرح پڑتا ہون دیوار کی طرف

چشم غضب سہی نہ سہی چشم لطف وہ
ہے دیکھنا تو کوئی گنہگار کی طرف

تعجب کرتے ہین نگہ مین اہل حشر کی
دیکھے نہ کوئی تیرے گنہگار کی طرف

شاید کہ ساتھ دھوپ کے چڑھ جاؤن مین ضعیف
بڑھتا ہون اسلئے تری دیوار کی طرف

نیچی نظر نے اسکی دلایا کچھ انکو یاد
شرمائے دیکھکر وہ گنہگار کی طرف

رک جائے دم الجھ کے نہ تار نگاہ مین
دیکھو نظر اٹھا کے نہ تجھ زار کی طرف

لطف کلام بھی نہ اٹھائینگے بے گناہ
ہوگی توجہ انکی گنہگار کی طرف

محشر مین لطف دیگی یہ حسرت بھری امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

اسکی تڑپ کو اور بڑھائیگی یہ امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

ڈرتی ہے تجھ سے موت بھی ظالم فراق مین
آتی نہین ہے تیرے گنہگار کی طرف

اللہ رے اشتیاق کہ بے قصد وصل مین
بڑھتے ہین ہاتھ گردن دلدار کی طرف

بگڑے ہوئے ہو تم تو سبھی اس سے ہین کھچے
ترچھی نظر بھی کب ہے گنہگار کی طرف

جو کچھ کیا ہے سر شوریدہ نے کیا
کیون دیکھتا کوئی تری دیوار کی طرف

آفت کی ہے کشش کہ مئے ناب ساقیا
ہر روز کھینچ کے آتی ہے میخوار کی طرف

محفل مین کب ہے نیچی نگہ بے سبب فروغ
چھپ چھپ کے دیکھتے ہین وہ اغیار کیطرف

ردیف قاف

غزل

غزل نمبر ۱ — اشعار (۱۳)

جبسے چھوٹا ہی شرمائی نظر کا اشتیاق
وصل کی شب کیوں نہو وقت سحر کا اشتیاق

ہادم لیتے ہی ترا منہ کو تڑپ کر آگئے
دیکھ تو ایجان مرے قلب و جگر کا اشتیاق

حسرتیں نکلیں کہاں کی شرم ہوتی ہی سحر
میرے دلمیں گھٹ رہا ہی رات بھر کا اشتیاق

وہ دوپٹے سے چھپاکر اپنا سینہ ہنس پڑے
کھل گیا کیا میری پرحسرت نظر کا اشتیاق

کس کشاکش میں پڑا ہی آپکا تیر نگاہ
کیا قیامت ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

دیکھکر قبلہ کی جانب منہ ہماری لاش کا
ہنس کے بولے اب ہوا تجھکو ادھر کا اشتیاق

وصل کی شب منہ چھپانیکی ضدیں اچھی نہیں
اور بڑھتا ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

رشک کیسا غیر کا میں ذکر چھیڑونگا ضرور
ہی مرے دلکو تو شرمائی نظر کا اشتیاق

کاش وہ غصہ ہی سے دیکھیں مگر دیکھیں مجھے
شرم کے صدقے نہیں نیچی نظر کا اشتیاق

ہائے اب اے رشک میں ہوں اور کوئی غیر ہی
کیوں ہوا مجھکو کسی کے رہگذر کا اشتیاق

یاد سے اُسکی نہیں کیونکر کلیجہ تھام لوں
خود بھی ظالم ہی کسی بیداد گر کا اشتیاق

دفن ہونگا اُس گلی میں میں شہید ناز اگر
سبکو اِس پردہ میں ہوگا اُنکے گھر کا اشتیاق

جبہ سائی جسکی ہی فخر ملائک اے فروغ
ہی جبین عجز کو اُس سنگ در کا اشتیاق

ردیف کاف

غزل

غزل ۱۰۲ — اشعار (۱۵)

خط لیکے کبوتر جو گیا یار کے گھر تک — ایسا یہہ تھا جرم کہ نوچے گئے پر تک
سوزان شبِ فرقت مین ہی دل چار پہر تک — یہہ شمع سرِ شام سے جلتی ہی سحر تک
سینہ نگہِ یار نے توڑا ہی جگر تک — کیا بیخبری ہی کہ نہین ہمکو خبر تک
گھبرا نہ شبِ ہجر مین تو اے دلِ نادان — یہہ درد یہہ تکلیف یہہ ایذا ہی سحر تک
جز شمع شبِ غم مین نہین ہی کوئی مونس — ہان ساتھ جو دیتی ہی تو یہہ چار پہر تک
آ گے تو شب و روز لڑا کرتی ہتین آنکھین — اے مشفقِ من اب نہین ملتی ہی نظر تک
شاید کہ کوئی بیکس و ناشاد ہوا قتل — غم مین جو سیہ پوش ہی قاتل کی سپر تک
یکسان ہی شب و روز تجلیٔ رُخِ یار — اے شمع تری بزم فروزی ہی سحر تک
اتنا بھی تغافل نہین زیبا نہین زیبا — ہم مر بھی گیے اور نہ ہوئی تمکو خبر تک
اک مین ہون کہ پھُکتا ہون تپِ عشق سے دن رات — اک شمع ہی جو شام سے جلتی ہی سحر تک
الفت مین جو اُس دستِ حنائی کے ہین رویا — ساتھ اشکو نکے آنکھو نسے بہا خون جگر تک
سُونا ہمین پہلو مین جو یاد آیا کسی کا — تڑپا کیئے ہم کروٹین لے لیکے سحر تک
ہان جذبِ محبت یہی موقع ہی مدد کا — وہ شوخ پھرا جاتا ہی آ کر مرے گھر تک
سوزِ تپِ فرقت کا کسی کی یہہ اثر ہی — جلتی بھی ہی روتی بھی ہی جو شمع سحر تک

نالے تو کیا کرتے ہین دن رات فروغ آپ
اُس شوخ کے دلمین نہین ہوتا ہی اثر تک

غزل ۱۰۳ — **غزل** — اشعار ۲۲

رنج پر رنج سہین اے مہ کامل کب تک
داغ پر داغ اٹھائین جگر و دل کب تک

دیکھون مٹتے نہین داغ جگر و دل کب تک
دیکھو رونق پہ رہے عشق کی محفل کب تک

دیکھیے وہ نہین سینہ سے لگاتے تا کے
دیکھیے جاتا ہی درد جگر و دل کب تک

اب اٹھین نالۂ بلبل یہ بھی آتا ہی ترس
ہونگا اے ضعف مین فریاد کی قابل کب تک

کوچہ یار مین پہونچونگا مین آخر اک دن
شوق ہوگا نہ مرا رہبر منزل کب تک

اب یہی ضد ہی کرے کون خوشامد انکی
مین بھی دیکھون کہ تڑپتا ہی مرا دل کب تک

وصل مین شرم نگہہ کو نہین اٹھنے دیتی
نکلین اے تیر نظر آبلۂ دل کب تک

دھیان انکا اب مجھے رہتا ہی مین دیکھون تا کے
اور وہ رہتے ہین مری یاد سے غافل کب تک

بجھ گیا دل ہی تو ہون صورت شمع کشتہ
دیکھیے ہوتا ہون اب لایق محفل کب تک

روح کے ساتھ نہ گھبرا کے نکلتی کیونکر
رہتی گھٹ گھٹ کے بھلا آرزوئے دل کب تک

ناتوان دیکھ کے وہ مجھکو یہ فرماتے ہین
دیکھین ہو لطف اٹھانیکے بھی قابل کب تک

آپ انصاف کرین ہجر کی آخر حد بھی
آپ فرمائین کرے صبر مرا دل کب تک

باغمین ضبط فغان لے دل نالان تا کب
کوئی فرقت مین سنے شور عنادل کب تک

تھین سب مجھے دست تمنا سے امیدین کیا کیا
کوئی فرقت مین دبائے جگر و دل کب تک

چودھوین رات کا وعدہ بھی تو ایفا نہوا
منتظر کوئی رہے اے مہ کامل کب تک

وہ بھی آتے نہین اور موت بھی کھائی ہی قسم
ہوگی آسان الٰہی مری مشکل کب تک

ہوگی مایوس وہ کہنا مرا صبح شب وصل
دیکھیے ہوتا ہی پھر شاد مرا دل کب تک

خود ہی بیچین مرے دل کی تڑپ کردے گی
آپ ہونگے مری یاد سے غافل کب تک

ناز اٹھائینگی تری حد بھی ہی کوئی اے موت
ہو نہ آخر کوئی منت کش قاتل کب تک

آج دیکھی تری بیچین نظر کی شوخی
دیکھون اب رہتا ہی بیتاب مرا دل کب تک

تمنے سینہ سے لگا کر مجھے اندھیر کیا ۔ اب اٹھائے کوئی نازِ جگر و دل کب تک

خیر عادت ہی تو امید ہمیں بھی ہی **فروغ**
پھر رہینگے وہ رقیبوں ہی پہ مائل کب تک

ردیف کاف فارسی

غزل ۱۰۴ — **غزل** — اشعار (۱۳)

داغِ مہ سے ہی عیاں داغِ دلِ بسمل کا ڈھنگ ۔ ماہِ نو سے ہی نمایاں ابروئے قاتل کا ڈھنگ

وصل میں بھی مضطرب خوفِ سحر سے مثلِ ہجر ۔ ہی نرالا اک زمانہ سے ہمارے دل کا ڈھنگ

ہاتھ سینہ پر وہ جب رکھیں تڑپتا ہی نہیں ۔ اُنپہ ظاہر ہو تو کیونکر اضطرابِ دل کا ڈھنگ

حال ہی اب قلبِ مجنوں کا بھی اے لیلیٰ وہی ۔ جو ہوا سے نجد میں تھا پردۂ محمل کا ڈھنگ

دیکھ پردونکو بھی اے لیلیٰ نہیں دم بھر قرار ۔ آہ مجنوں نے بگاڑا ہی ترے محمل کا ڈھنگ

بیوفائی بھی اوہی نازک مزاجی بھی وہی ۔ ایک ہی تیری طبیعت اور میرے دل کا ڈھنگ

تھا طبیعت کا تری جو رنگ ظالم شام کو ۔ ہی وہی صبحِ شبِ وصلت ہمارے دل کا ڈھنگ

کیوں نہ خنجر کو گلے سے میں لگاؤں دوڑ کر ۔ اسکے کھینچنے میں تو ہی بالکل ہی قاتل کا ڈھنگ

زلزلے کہتے ہیں جسکو میری جان دنیا میں لوگ ۔ ہی وہ اک ادنیٰ سا میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

وصل کی شب شام ہی سے اتنی گھبراہٹ حضور ۔ کچھ تو ان بیتابیوں میں بھی ہی میرے دل کا ڈھنگ

مجھکو بھی ظالم تری آنکھوں کی شوخی بھا گئی ۔ کچھ کچھ اسمیں بھی ہی میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

ہائے کیا ان حسرت بھری آنکھوں کی گردش تھی ۔ دیکھ اے قاتل خدارا دیدۂ بسمل کا ڈھنگ

سینہ میں ہر دم پھڑکنے سے یہ ظاہر ہی **فروغ**

میرے دل نے بھی مگر سیکھا کسی بسمل کا ڈھنگ

ردیف لام

غزل ۱۰۵ — غزل — اشعار (۱۰)

چھیڑ کا بھی جو ہو تو نہ برداشت لائے دل
اللہ سخت ہو گئے بتون کی بجائے دل

سنتے ہین گوش دل سے جو وہ ماجرائے دل
لیتے ہین باتون باتون مین وہ انتہائے دل

یارب کسی کا دام بلا مین نہ آئے دل
پھندے سے ہین گیسوؤن کے نہ کوئی چھڑائے دل

الفت کا سلسلہ جو بڑھا جانبین سے
دل آشنائے زلف ہے زلف آشنائے دل

الفت ہمارے دل کی تو آپ آزما چکے
کھلے محبت آپکی اب آزمائے دل

پہلو سے کیا مرے کوئی بیرحم لے گیا
بیساختہ جو منہ سے نکلتا ہے ہائے دل

اے جان جان یہ سچ ہے اگر میرا بس چلے
تجھکو مین اپنے سینہ مین کیون نہ بٹھائے دل

دیکھا جمال یار تو کس بیخودی سے ہین
سینہ پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے دل

وہ دلبر جہان جو نکلتا ہے سیر کو
آتی ہے ہر طرف سے صدا ہائے ہائے دل

غزل ۱۰۶ — اشعار (۱۷)

الفت سے ایک محبت یوسف کی ہی فروغ
کوئی عزیز مجکو نہین اب سوائے دل

غزل

ہو صاف شکل آئینہ دلکو نہ روئے گل
شبنم اگر نہ شب کو کرے شست و شوئے گل

اک عندلیب ہی نہین شیدائے روئے گل
کیا اے نسیم تمکو نہین آرزوئے گل

صیاد سن ہی لینگے نوید بہار کو
اکدن خبر کی طرح سے پھیلیگی بوئے گل

باتین کچھ ابتدائے جوانی کی ہین جو یاد
ہنستے ہین دیکھکر وہ چمن مین نموئے گل

سونگھتے ہین آج غیر نے اُنکے گلے کے ہار
اینٹھا جو مثلِ تیر کے دیتی ہی بوئے گل

شوخی کی ہر حسین مین ہوتی ہی اک ادا
کھتے ہین سب تجھسے دیکھ کے سرخیِ روئے گل

تاثیرِ جذبِ عشق کے قابل نہین حضور
جاتی ہی کیون دماغِ عنادل مین بوئے گل

اتنا تو پہلے سوچ لو معشوق ہی بھی ہے
دیکھو نہ یون نگاہِ حقارت سے سوئے گل

سو پردہ مین چھپائے سے چھپتا نہین ہے حسن
دیوارِ باغ پھاند کے آتی ہی بوئے گل

کس عندلیبِ گم شدہ کی ہی اسے تلاش
کسکو چمن مین ڈھونڈھتی پھرتی ہی بوئے گل

جائین کہان چمن سے عنادل بہار مین
زنجیر پا ہی اُنکے لئے موجِ بوئے گل

وہ کہہ رہی ہین میرے سنانیکو باغ مین
دیکھے نگاہ بھر کے نہ بلبل بھی سوئے گل

اچھا کفن ملا اسے سرکارِ عشق سے
لیٹی ہوئی ہی لاش سے بلبل کی بوئے گل

کملائے پھول دیکھ کے بلبل سے بولے وہ
کمبخت کس نگاہ سے دیکھا تھا سوئے گل

مجھ زار کو اُڑائے نہ کیونکر ہوائے شوق
کب بارِ دوشِ بادِ صبا ہی بوئے گل

کچھ یاد آگیا اُنھین گلشن مین میرے بعد
بلبل نے چشمِ یاس سے دیکھا جو سوئے گل

غزل ۱۰۵

ڈرتا ہون بدگمانیون سے اُنکی اے فروغ
مینے نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ سوئے گل

اشعار (۲۰)

غزل

ہی بلبلون کے پیشِ نظر حسنِ روئے گل
اچھا ہی یہ حسین بھی سیکھین جو خوئے گل

کیون بند ہی بہار مین دروازۂ چمن
روکے سے باغبان کے رُکے گی نہ بوئے گل

آغوشِ نازِ دوست مین عاشق کی ہی جگہ
بلبل کو دستِ شوق ہی ہر موجِ بوئے گل

میری فغان تو شورِ عنادل سے مل گئی
تم ہنس رہی ہو پھر بھی بنین تم مین خوئے گل

اتنا تو حسن و عشق مین ہو ربط و اتحاد
ہی خلط دودِ آہ عنادل مین بوئے گل

بہارون کے پھول وصل مین ہنستے ہین دیکھیے — اچھی گلے لگا کے بگاڑی ہی خوے گل

اتنک کسی نظر مین ہین بے اعتبار ہم — بگڑے وہ ہمنے باغ مین دیکھا جو سوے گل

فصلِ خزان مین بھی اُنھین لطفِ بہار ہی — ایسی بسی دماغِ عنادل مین بوے گل

لیتے ہین بلبلون کی محبت کا امتحان — وہ دیکھتے ہین پیار کی نظرون سے سوے گل

کیا آگیا ہی وقتِ وداعِ بہارِ باغ — ایک ایک کے گلے سے لپٹتی ہی بوے گل

اُنکی نظر نگاہِ عنادل سے کیون ملے — کیون آنکھ اُٹھا کے باغ مین دیکھین وہ سوے گل

حسن اُنکا میری آہون سے مشہور یون ہوا — بادِ سحر سے پھیلتی ہی جیسے بوے گل

پایا ہی گندھ کے ہار مین ظالم کہان جگہ — دیکھون نگاہِ رشک سے کیونکر نہ سوے گل

عاشق کو اُنکی بزم مین حکمِ فغان نہین — نالان ہی عندلیب چمن روبروے گل

مرجائے بحرِ حسن مین بلبل نہ ڈوب کر — ہی موجزن بہار مین دریاے بوے گل

کیون ہنس رہے ہو میری لحد پر چڑھا کے پھول — سمجھا مین اب تمھین نے بگاڑی ہی خوے گل

کہیے تو باغ مین ہو یہ کیا بچھا بیان — نیچی نظر ہی آپ کی کیون روبروے گل

پھیلا دھوان جو آہِ عنادل کا باغ مین — گویا ہوا نقاب پے حسن روے گل

حسنِ لطیف قیدِ علایق سے ہی بری — اُلجھا نہ خار سے کبھی دامان بوے گل

غزل ۱۰۸	تقصیر وار عشق نہین اک ہمین فروغ سنتے ہین بلبلونکو بھی ہی آرزوے گل	اشعار (۱۸)

غزل

کیا عشق مین نظر سے گرا ہی وقارِ دل — تم کیا کہو گے مجھی کو نہین اعتبارِ دل

جور و وفا مین اور بڑھا اعتبارِ دل — تیرے ستم ہوے سببِ افتخارِ دل

اتنا شبِ وصال نہ بڑھوائے وفورِ شوق — ڈر ہی چھلک نہ جائے مےِ خوشگوارِ دل

بادِ خزان کا دیتی ہی دھوکا ہواے آہ — پہنچا قریب وقتِ وداعِ بہارِ دل

آجائے کاش موت ہی مجھکو بشبِ وصال
کچھ تو کسی نظر مین بڑھے اعتبارِ دل

اُلفت مین دلکو دسیے نہ ملنے دیا کبھی
دیوار بن کے ہو گیا حائل غبارِ دل

اے شوق اُنکے عہد کا شکوہ کرین اگر کیا
تو نے بھی تو مٹا دیا سب اعتبارِ دل

طوفان اشک و آہ سے دل ہی بجھا ہوا
آب و ہوا یہ ایسی ہی ناسازگارِ دل

پھر بھی اُنھین بلانا ہے اے بیخودی ٹھہر
اتنا بھی خاک مین نہ ملا اعتبارِ دل

خوش ہون مین یاد غیر تو مٹی مین مل گئی
ضایع ہوا نہ خیر کسی کا غبارِ دل

لے آہ منتشر کیا گردِ ملال کو
تو نے بنا بنایا بگاڑا مزارِ دل

مانگون دعا رقیب کے مرنے کی خاک مین
مٹی کہین نہ دے سکے نکالین غبارِ دل

اے رازِ عشق پھر سب مجھے رکھے کہان کوئی
مین کیا کرون نہین ہے مجھے اعتبارِ دل

کچھ اسکی چھیڑ چھاڑ سے جی تو بہل گیا
تیرا خدنگ آ کے ہوا غمگسارِ دل

اے شوق [illegible] روئے شاہد مقصد نہ چھپ سکے
ہو صاف اسقدر تو ہمارا غبارِ دل

کچھ داغ گرچہ غم مین پڑے ہین چھپائی منہ
ویران کر گئین وہ نگاہین دیارِ دل

برباد کی اڑا کے مرے غم مین میری خاک
تمنے نئی طرح سے نکالا غبارِ دل

غزل ۱۰۱	پہلو تو اسکا ہے سخنِ غیر سے الگ وہ شوق سے کرین نہ **فروغ** اعتبارِ دل	اشعار (۱۸)

غزل

ہے درد ہو نے یہ بھی بڑا اعتبارِ دل
تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل

سوتے ہین بے حجاب وہ گو اسے نگاہِ شوق
جائے نہ عمر بھر کو مگر اعتبارِ دل

آئے ہین اوڑھ کر وہ دوپٹہ جو ململ کا
پردے مین اُسکے کرتے ہین ظاہر غبارِ دل

تھا کل کہین اُلٹی باتین کسی کی سمجھ مین آئین
دل اُنکے بس مین اُنپہ نہین اختیارِ دل

سچ ہے یہی تھا شرم محبت کا اقتضا
ہوتا غبارِ رنج نہ کیون پردہ دارِ دل

اب انتہا کو میری نقاہت پہنچ گئی — چلتا نہیں کسی پہ ذرا اختیار دل
میری زبان ہی ہے شب غم زبان شمع — منہ سے نکل رہے ہیں جو پیہم شرار دل
پیاسے سبھی ہیں خون کے غم ہو کہ انکا تیر — مونس نہ ہجر میں نہ کوئی غمگسار دل
رکھیں وہ فاتحہ کیلیے اور لحد پہ ہاتھ — اے اضطراب اب بھی نہیں اعتبار دل
کچھ داغ عشق کے ہیں کچھ ارمان و ولولے — خالی فراق میں بھی نہیں ہے کنار دل
گھونگٹ میں قہر کرتی ہے شوخی نگاہ کی — ٹٹی کی آڑ میں تو نہ کھیلو شکار دل
موباف میں زر سیکے جو باندھا ہے حسن نے — اب یہ کھلا کہ زلف ہے تقصیروار دل
جبتک ہمارے پاس تھا ہم اُسکے لیے تھے — اب اُنکے تو ذرا بھی نہیں اختیار دل
کچھ روک تو ہوئی ترے تیر نگاہ کی — بیکار تو گیا نہ ہمارا غبار دل
ہوتا ہے ہمنشین یہ اثر کچھ نہ کچھ ضرور — ہے وہم اُنکی یاد ہے کیون غمگسار دل
اچھا وہ مجھسے خوش جو نہیں ہیں خفا تو ہیں — میں شاد ہون کہ ہے تو انھیں اعتبار دل

غزل ۱۱	برباد کی صبا نے مری خاک اے فروغ لیکن اُڑا سکی نہ کسی کا غبار دل	اشعار (۲۵)

غزل

نہیں اب اُنکی جفائیں شمار کے قابل — مری وفائیں ہوئیں اعتبار کے قابل
اُٹھاؤ تیغ دوپٹہ سنبھال کر مجھ پر — یہ دشمنی کی ادا بھی ہے پیار کے قابل
ملو نہ خاک مرے غم میں چاند سے منہ پر — یہ آئینہ نہیں گرد و غبار کے قابل
شب فراق میں گنتا ہون اسلیے تارے — کہ دل کے داغ نہیں ہیں شمار کے قابل
بسا ہے اُنکے دل اُنکی نگاہ میں کوئی — کسی کے چاہنے والے ہیں پیار کے قابل
میں یہ سمجھ کے ہون خوش اُنکی جھوٹے وعدہ نے — کہ جانتے تو ہیں وہ انتظار کے قابل
لکھون کلیجے سے پھر آئینہ لگائے رہے — کہ تیرا عکس بھی ظالم ہے پیار کے قابل

ہنسین حضور نہ غیرونکے ساتھ تربت پر
نہین یہ پھول ہمارے مزار کے قابل

ملے حساب سے کیا جلد حشر مین مہلت
مرے گناہ نہ ٹھہرے شمار کے قابل

تری جفا کے تغافل نے قہر ہی ڈھایا
ہم اور اس ستم روزگار کے قابل

گرے ہین ٹوٹ کے تیرے گلے کے ہار و نسیے
وہ پھول تھے جو ہمارے مزار کے قابل

نکیون کلیجے مین رکھون نظر کے تیرونکو
ترے ستم بھی ہین بیدر دیار کے قابل

نگاہین ملتی بھی ہین لڑتی بھی ہین وصل کی شب
یہ صلح و جنگ نہین اعتبار کے قابل

عدو کی سمت سے دلبر غبار ہے اُن کا
یہی جگہ ہے ہمارے مزار کے قابل

نہ تیغ اُٹھائیے اُسپر کہ بیگناہ ہے غیر
سزا یہ ہے کسی تقصیروار کے قابل

وہ پیاری پیاری ادائین سبھی قیامت کی
وہ بھولی بھولی سبھی باتین پیار کے قابل

وہی زبان ہے جو تمنے رقیب کو دی تھی
پھر اب اُسکا سخن اعتبار کے قابل

جلے ہین دل مرے احباب کے مرے غم مین
یہی چراغ ہین میرے مزار کے قابل

چمن مین بلبلون نے منہ انھین یہ رکھا تھا
ارے یہ پھول نہین تیرے ہار کے قابل

وہ ناز حسن وہ آئینہ دیکھ کر کہنا
تری نگاہ بھی ہے اعتبار کے قابل

اٹھی نہ تیغ نزاکت سے لڑتے ہین مجھسے
یہ بچپنے کی ادائین ہین پیار کے قابل

پس فنا جو منون خاک ڈالدی مجھ پر
یہ بوجھ کب ہے مرے جسم زار کے قابل

سنو اب آج سے غیرونکی تم صفت مجھسے
جو میری بات نہین اعتبار کے قابل

لحد نے کس لیئے چادر سے منہ کو ڈھانک لیا
کہ یہ ادا تھی کسی سوگوار کے قابل

فروغ وصل مین بیچین ہو بلا اُن کی
ادا ہی یہ تو دل بے قرار کے قابل

غزل

بیشک کہین سے آتے ہو تم جانتے ہین ہم
چھپتی ہوی نگاہون کو پہچانتے ہین ہم

اظہار درد دل جو مین کرتا ہون وصل مین
کہتے ہین ہنسکے خوب تجھے جانتے ہین ہم

کچھ آسرا دیا جو نہ امید وصل نے
اب اپنے دل مین اور ہی کچھ ٹھانتے ہین ہم

پھیلا ہوا ہی سرمہ بھی بکھرے ہین بال بھی
اور پھر کہین گئے بھی نہین مانتے ہین ہم

سنتے جو عرض کی مرے گھر پر کبھی نہ آئے
ہنسکر کہا ارے تجھے پہچانتے ہین ہم

سر مین ترا خیال ہی دل مین ہی تیری یاد
تیرے سوا کسی کو نہین جانتے ہین ہم

آنکھ اپنی ہو تصور عارض مین کیون نہ بند
قران کو غلاف مین گردانتے ہین ہم

دیدار کی ضدون پہ غضب ہی وہ کھا اٹھے
ہو جائے حشر بھی تو نہین مانتے ہین ہم

وہ بدگمان ہین لاش پہ بھی میری کہتے ہین
بیٹھے بھی ہی کوئی گھات تری جانتے ہین ہم

دم توڑنے پہ میرے اشارے پہ انگلی ہین
چالین رہے سبھی تری پہچانتے ہین ہم

اٹھتا ہی بے سبب کہین دل مین جگر مین درد
بیٹھے ہتکنڈے انھین کر ہی سب جانتے ہین ہم

اشعار (۱۳)	واقف **فروغ** سے ہو کوئی پوچھتا ہی جب آنکھین جھکا کے کہتے ہین ہان جانتے ہین ہم	غزل ۱۱۲

غزل

اٹھین گے اب نہ کوئے بت نازنین سے ہم
فردوس کو سلام کرینگے یہین سے ہم

مانا کہ بزم عیش ہی صحبت آپ کی
پر دل پہ چوٹ کھا کے اٹھے ہین یہین سے ہم

نیچی نظر نے قبر مین روزن تو کر دئے
مر کر بھی خوش ہین اُس نگہ شرمگین سے ہم

وہ راہ کوئی غیر ہی پھر راہ کوئے دوست
آتے ہو تم کہین سے مر جاین کہین سے ہم

اسکی صلاح نے تو ہمین خاک کر دیا
اچھے وہ آسمان سے ملے اور زمین سے ہم

کیا کام ہم سے رندون کا زاہد کی بزم مین
حضرت کو دے رہے ہین دعائین یہین سے ہم

حسرت بھری نظر مین بھی آفت کا توڑ ہی
دل بھی وہی دکھاتے ہین لے لیکے چٹکیان
یہ ایڑیان رگڑتے نہین ہین فراق مین
کیون آرزوئے حسرت آنکھ [illegible] کیا
اس ضعف کا برا ہو کہ سب [illegible] سے
غصہ کی اس ادا نے کیا کام تیغ کا
سمجھے نہ اپنی تیر نظر کا کوئی جواب
پنہان نہین ہے چشم [illegible] سے کوئی شے
اچھا یہان نہین نہ سہی حشر مین سہی
معلوم ہو پتہ دل گم گشتہ کا اسے
پلٹا دیا جو آئینہ روئے یار نے
تیر نظر سے ہوگا مشبک مزار بھی
اس چاہ کا برا ہو تمہین ظلم بھی کرو
ہر اس لیے مزار پہ چادر پڑی ہوئی
جو بت کی آنکھ لی ہین بلائین جھکے ہین جب
قاتل ہو تم تمہارا ہے دامن ہمارے ہاتھ
رخ سے نقاب اب تو خدا کیلئے ہٹاؤ
نازک ہو تو کسی کے تصور مین جاؤ کیون
ہو ہو کے خاک سرمہ بنین آنکھ مین سمائین
جھک جھک کے ناتوانی پیری مین اے شباب
روز وصال تک جو سلامت ہین دست شوق

اسوقت کیون ڈرین نگہ شرمگین سے ہم
کہتے ہین درد دل بھی شب وصل انھین سے ہم
لیتے ہین آسمان کا بدلا زمین سے ہم
سیکھے ہین سب یہ طرز مروت تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق ایک بت نازنین سے ہم
بسمل ہوئے حضور کی چین جبین سے ہم
مجبور آپ ہین نگہ واپسین سے ہم
دیکھینگے انکے حسن کے جلوے یہین سے ہم
لیکن کہینگے راز دل اپنا تمہین سے ہم
کہئے تو پوچھ لین نگہ شرمگین سے ہم
مجروح خود ہوئے نگہ واپسین سے ہم
چھپکر کسی کو دیکھ ہی لینگے یہین سے ہم
اور داد بھی جفاؤن کی چاہین تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق اک بت پردہ نشین سے ہم
اے رشک خوش ہو لیکیا نگہ شرمگین سے ہم
محشر کے دن بھی لپٹے رہین گے تمہین سے ہم
کیونکر بلائین لین نگہ واپسین سے ہم
پوچھین پسینہ واہ تمہاری جبین سے ہم
چھپ چھپکے یون ملین کسی پردہ نشین سے ہم
کرتے ہین آسمان کی شکایت زمین سے ہم
لین گے عوض تری نگہ شرمگین سے ہم

باتون مین ہی چھپی ہوئی تاثیر دردِ دل — یون حال کہتے ہین کسی پردہ نشین کو ہم

جھک جھک کے دستِ شوق کو روکا شبِ وصال — مجبور ہو گئے نگہِ شرمگین سے ہم

مر کر کفن سے منہ کو چھپا لینگے اے فروغ — لینے کو ہین عوض کسی پردہ نشین سے ہم

ردیف نون

غزل

غزل ۱۱۳ — اشعار (۱۵)

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اے حسین نہین — آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین

محوِ خرام کب وہ مرا مہ جبین نہین — کس روز آسمان پہ دماغِ زمین نہین

انکا سنورنا اور مرا دور سے پوچھنا — جانے کا تو حضور ارادہ کہین نہین

تیرِ نگہ کی اپنی رسائی تو دیکھئے — کس بات کی طرح یہ مرے دلنشین نہین

کچھ کہہ رہی ہے نیچی نگہ بھی حضور کی — دل بھی ہے بدگمان یہ ہمین تو یقین نہین

زانو سے تو خدا کیلئے آئینہ ہٹاؤ — اچھا یہی سہی کوئی تم سا حسین نہین

روندا تھا عمر بھر جسے ہمنے بجائے فشار — بدلا تو لے رہی ہے کہین یہ زمین نہین

آئے ہین وہ جنازے پہ بھی کوستے ہوئے — اب تک ہمارے مرنیکا اُنکو یقین نہین

نالہ بھی کر رہا ہون اُڑاتا ہون خاک بھی — یا آج آسمان نہین یا زمین نہین

دلمین جگر مین آگ لگی ہے شب فراق — بیوجہ یہ مری نفسِ آتشین نہین

جسپر نہ داغِ عشق ہو تیرا نہین وہ دل — جسپر نہ تیرا نام کھُدے وہ نگین نہین

اللہ کی پناہ یہ ناز اور یہ غرور — معشوق اک جہان مین نرالے تمہین نہین

امید بھی نہ غیر کی ٹوٹی غضب ہوا — تم سا زمانہ بھر مین کوئی نازنین نہین
کس سے ہوئی ہین رات کو گستاخیان جنون — ہے وجہ فرش خواب پہ چین بر جبین نہین

غزل ۱۱۴

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اے نازنین نہین

اشعار (۱۵)

غزل

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اسے حسین نہین — آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین
اچھا مین بیقرار سہی تم نہین ہو شوخ — سکی خبر ہے اپنی خبر اے حسین نہین
تو یہ ہمارے عہد تمہارا اچھا نکا رنگ — انمین ثبات ایک کو اے نازنین نہین
اب سے کیا کرونگا مین تعریف غیر کی — اچھا ہے میری بات کا تمکو یقین نہین
غیرون کی دشمنی نے یہ اچھا کیا سلوک — میری جگہہ بھی دلمین ترے اے حسین نہین
مجھ سخت جان کے حلق پہ کیونکر چھری چلے — کچھ آپکی نگاہ یہ اے نازنین نہین
بیکار دشمنی سے بھی تھا اپنی مجکو رشک — وہ بھی تو ہائے دلمین ترے اے حسین نہین
کسطرح آئے آپکے وعدہ کا اعتبار — مجکو تو زندگی کا بھی اپنی یقین نہین
ہے کچھ دل عدو کی طرح میرے دلمین بھی — حسرت مری ہے تو اگر اے نازنین نہین
صاحب ذرا سنبھل کے چلو میری قبر پر — کیا جانتے ہو تم کوئی زیر زمین نہین
رہتی ہے یہ بھی دل مین کسی ناتوان کے — ظاہر جب ہی کمر تری اے نازنین نہین
اچھی لڑائیان ہین کہ تیرا تو ذکر کیا — ملتی تری نگاہ بھی اے مہ جبین نہین
داغ جگر ہین جنکو سمجھتا ہون ہجر مین — ہے اُنکی ہچکیون کے نشان تو کہین نہین
سمٹی ہوئی کسی نہ کسی کی نگاہ ہے — عارض پہ تیرے خال لیے جبین نہین

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اے نازنین نہین

غزل ۱۱۵ — غزل — اشعار (۱۷)

حسن کی کوئی صفت اے بیوفا چھوٹے نہین
میرے دل کے آبلے کس رات کو پھوٹے نہین

وعدے ایفا ہو گئے عہد وفا ٹوٹے نہین
کیون رسیلی ہین تری آنکھین یہ آئینہ سے پوچھ

جسقدر توڑے ہین دل سنگ جفا سے آپنے
اب زبان کاٹو اگر ہم ذکر وعدے کا کرین

کون بلائین دور سے کرتا نہین سکتا ہے جب
حشر مین بھی نازکی سے ناتوانی دب نجائے

دیکھ زاہد کیسی اودی اودی اٹھی ہی گھٹا
پاؤن مین زنجیر احسان ڈالدی صیاد نے

حسرتون کا خون اُن نیچی نگاہون نے کیا
تان کر سلینہ کلیجے مین جبھو دو برچھیان

چھپ کے جاتے ہو کہان کیون تجھکے نجلی لپٹین
روز روشن شکل آئینہ کہان اُسکو نصیب

دل کسی کمبخت کا ٹوٹے بلا سے ٹوٹ جائے
آپ کیا سمجھے کہا کیا مینے یہ غصہ ہی کیون

ناز کی ایسی تو ہو عہد وفا ٹوٹے نہین
کب شب فرقت ستارے جرخ پر ٹوٹے نہین

آپ ہی سچے حضور اغیار بھی جھوٹے نہین
ہائے کس نے تیرے جوبن کے مزے لوٹے نہین

باغمین گلچین سے اتنے پھول بھی ٹوٹے نہین
خیر جانے دو نہین جھوٹے ہین تم جھوٹے نہین

پا شکستہ ضعف سے ہون ہاتھ تو ٹوٹے نہین
دامن قاتل ہمارے ہاتھ سے چھوٹے نہین

بیحیا ہی توبہ گر اسوقت بھی ٹوٹے نہین
چھوٹکر زندان سے بھی ہم قید سے چھوٹے نہین

رہزنون نے کب دلونکے قافلے لوٹے نہین
ہان ستمگر کوئی پہلو ظلم کا چھوٹے نہین

پاؤن بھی ٹوٹے نہین ہین ہاتھ بھی ٹوٹے نہین
حسن جانا نکے مزے جس آنکھ نے لوٹے نہین

ہو نئی ضد مہر خاموشی مگر ٹوٹے نہین
آپکے وعدے ہین جھوٹے آپ کچھ جھوٹے نہین

غزل ۱۱۶ — اشعار (۱۵)

مین تو قائل ہون جب اُنکی نازکی کا ای فروغ
اُٹھ نسے جب دل بھی کسی مظلوم کا ٹوٹے نہین

غزل

کاش مین ڈھنگ آرزوئے نیجر کا پیدا کرون
تیرے دلمین تو کسی صورت سے جا پیدا کرون

کھتی ہے وہ آنکھ شوخی یا حیا پیدا کرون
یہ ادا پیدا کرون یا وہ ادا پیدا کرون

شکوہ گھبرائے ہوئے گھر سے نکل آئینگے وہ
فکر ہی مین غیر کی طرزِ صدا پیدا کرون

کھتا ہی غنچہ چٹک کر جاتی ہی فصلِ بہار
قافلہ کا کوچ ہی صوت درا پیدا کرون

خاک مین ملجاؤن مثلِ راہ کوئی دوست مین
چاہتا ہون مین کہ شکلِ نقشِ پا پیدا کرون

دل یہ کہتا ہی نہین غم دوست سمجھا بھی کوئی
داغ اک مٹ جائے تو مین دوسرا پیدا کرون

شوق کی خواہش ہی شوخی و شرارت انمین ہو
چاہتا ہی حسن مین شرم و حیا پیدا کرون

سیتن کرنا کسیکی دیکھین یہ کمبخت بھی
ڈھونڈھکر غیرونکو مین روز جزا پیدا کرون

چونک اُٹھین خواب سے وہ بھی جگر کو تھام کر
دلکش ایسی اپنے نالون مین صدا پیدا کرون

جتنا ہی صبحِ شبِ وصل اُنکی منت مین اثر
اُتنی تو تاثیر تجھ مین اے دعا پیدا کرون

فکر ہی مجھکو جو موت آئے تو اُنکے ہاتھ سے
زندگی سے بڑھکے ہو ایسی قضا پیدا کرون

تیر ثانی عکس بھی تیرا نہین یون ہی سہی
اک ستمگر تو ہی مین کیون دوسرا پیدا کرون

سر جھکائے شرم سے خاموش تم بیٹھے نہین
سوچتے ہوگے نئی کوئی جفا پیدا کرون

مدعا وصلکے تڑپنے کا مین سمجھا ہجر مین
جانتا ہی تیری شوخی کی ادا پیدا کرون

غزل ۱۱۷ — اشعار (۱۶)

چاہتی ہی میری مضمون آفرینی اے **فروغ**
بات جو پیدا کرون سب سے جدا پیدا کرون

غزل

[illegible] کدھر آپ چلے جاتے ہین
دیکھیے شانونسے آنچل بھی ڈھلے جاتے ہین

[illegible] کو اُٹھے تھے مری میت پر
اب بھی اُنکے وہی الزام چلے جاتے ہین

[illegible] طالب دیدار کی آنکھین ہوتین
پھول نرگس کے جو تلوونسے ملے جاتے ہین

تیغ چلتی ہی تو رک رک کے مری گردن پر
اسکے بھی ناز تری طرح چلے جاتے ہین

جلکر وہ دل کوئی اسطرح مسلتا ہی حضور
پھول بھی یون نہین چٹکی سے ملے جاتے ہین

بے ادب مرکے ہوئے دھیان ہین ساتھ ہی کون
اور ہم چار کی کاندھون پہ چلے جاتے ہین

ناز اٹھاتی ہی گنہگارون کی رحمت جو ادھر
بیگناہون مین ادھر ہاتھ ملے جاتے ہین

مے دنیا کی بھی ہوتی ہی مذمت واعظ
بادۂ خلد کے چھینٹے بھی چلے جاتے ہین

تا لبش جہر قیامت پئے مجرم ہی نہین
بیگنہ بھی مرے اللہ چلے جاتے ہین

ناز سے مین بھی زمین پر نہین رکھتا ہون قدم
لاش کیساتھ جو میری وہ چلے جاتے ہین

ضبط پروانون کا ای شمع خدا کیلئے دیکھ
منہ سے اُف بھی نہین کرتے ہین جلے جاتے ہین

ہنس پڑے پھیر کے منہ لاش اُٹھا کر میری
ابتک اُنکے وہی انداز چلے جاتے ہین

لطف بھی اُسکا اک آفت ہوا تھی تو یہ
آپ اپنے سے ہم از رشک جلے جاتے ہین

چھڑ گیا حشر کے دن قصۂ غم ہیدکس کا
کہ اِدھر اور اُدھر لوگ ٹلے جاتے ہین

انھین ہاتونسے تو کل ذبح کیا تھا مجکو
اور بھی آج مرے غم مین ملے جاتے ہین

غزل ۱۱۸

امتحان ہین کہین ٹھیرے ہین بھلا غیر فروغ
اُنکے وعدے کیطرح بھی ٹلے جاتے ہین

اشعار (۱۶)

غزل

توڑ کچھ ناوکِ نظر مین نہین
کہ تڑپ غیر کے جگر مین نہین

نیچی آنکھون مین شوخیان کیسی
کچھ حیا بھی تری نظر مین نہین

کعبۂ دل مین ہی خیالِ بتان
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

دیکھ غیرون کو شوق سے دیکھا
کہ محبت تری نظر مین نہین

تم جو بیٹھے اُدھر سے اور اِدھر
ورد اب دل مین ہی جگر مین نہین

منحصر مجھ پہ کچھ نہ غیرون پر
خاک ہی جو تری نظر مین نہین

لیجے قتل کرنے آئے ہین
کوئی تلوار بھی کمر مین نہین

پیکے دل آنکھ پھیرنی کیسی
اب لگاوٹ ذرا نظر مین نہین

سر اُٹھایا ہی شوخیون نے بت
وصل کی شرم کیا نظر مین نہین

تو نے مجبور کر دیا اے ضعف
اب تڑپ بھی دل و جگر مین نہین

دیکھتے تو ہین غصہ ہی سے سہی
کون کہتا ہی ہم نظر مین نہین

وصل کی رات وہ تو ہم شب ہجر
کون اندیشۂ سحر مین نہین

غیر مرتا ہی تجھ پہ شاد ہون مین
کہ ترحم تری نظر مین نہین

کچھ کہے شرم نیچی آنکھون کی
بدگمانی مری نظر مین نہین

دم زینت قد از شوخی سے
عکس گو آئینہ کے گھر مین نہین

غزل ۱۱۹ — ہائے تاریکئ مزار فروغ / شمع بھی جس اندھیرے گھر مین نہین — اشعار (۷)

غزل

شب غم درد کے ہمراہ اُٹھ اُٹھکر ٹہلتے ہین
تڑپ کیساتھ وہ کئے ناتوان کروٹ بدلتے ہین

نہین ہلتی ہین باد تند سے یہ ٹہنیان باہم
شجر بھی حال پر میرے کف افسوس ملتے ہین

وہان خوش ہو کے مہندی سے ملتی ہین وہ اپنے ہاتھو نمین
یہان ہم رنج فرقت مین کف افسوس ملتے ہین

خبر دیتے ہین ہمکو طائر دل کے تڑپنے کی
فراق یار مین آنکھو نسے جب آنسو نکلتے ہین

تماشا کرتے ہین گھونگر بنا کے اپنے بالو نمین
تھپکتے ہین جو زلفو نکو سر موذی پھلتے ہین

اُنھین محفل مین میرا بیٹھنا جو بار خاطر ہے
مین جس پہلو مین بیٹھا ہون وہی پہلو بدلتے ہین

غزل نمبر ۱۲۰ — فروغ اُس شعلہ رو سے آجکل جو گرم صحبت ہی / اُسے ہم روز بیٹھ کاتے ہین جلنے والے جلتے ہین — اشعار (۱۲)

غزل

غیر کمبخت تری بزم سے ٹلتا ہی نہین
حوصلہ ہی مرے دلکا کہ نکلتا ہی نہین

کیا ملے وہ کف افسوس مرے ماتم مین
ہائے اس وہم سے مہندی بھی چھوٹتا ہی نہین

مالکے ویسے مرے مارا ہی حسینون نے مجھے
کام بے چال کے سچ ہی کبھی چلتا ہی نہین

کیا سنبھالے لینگے کسیکا دلِ بیتاب حضور
آپ سے اپنا دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین

حسرتین کیا مرے دل کی دمِ گریہ نکلین
ایسی بارش مین کوئی گھر سے نکلتا ہی نہین

صحبت و حسرت و ارمان نے دکھایا ہی اثر
دم بھی کمبخت مرے تن سے نکلتا ہی نہین

نہ شبِ ہجر تری یاد کو صدمہ پہونچے
مین تو اس خوف سے کروٹ بھی بدلتا ہی نہین

تھی یہ امید دمِ نزع وہ آئین گے نہ آئے
دم نکلتا ہی پر ارمان نکلتا ہی نہین

مہربان یہ بھی ہی غیرون پہ تمہاری صورت
اب زمانہ بھی کوئی رنگ بدلتا ہی نہین

جوڑنا ہاتھ مرا اُنکا یہ کہنا شبِ وصل
منتون سے تری کچھ بس مرا چلتا ہی نہین

کیا اس اُبھرے ہوئے جوبن نے کیا ہی بے چین
تیرے سینہ پہ دوپٹہ جو سنبھلتا ہی نہین

غزل ۱۲۱ — اشعار (۱۵)

ہی فروغ آپکا مداح مدد یا مولا
سر سے اب کوہِ غم و رنج کا ٹلتا ہی نہین

غزل

جو ضبطِ نالہ کرتے ہین تو آنسو نکلے آتے ہین
نہین چھپتا ہی رازِ عشق لاکھ اسکو چھپاتے ہین

وہ مجنون ہون جو بھولا راہ کو صحرا نوردی مین
تو خضر اُنگلی اُٹھا کر راستہ مجھکو بتاتے ہین

دکھون کیا وصل کی امید اللہ رے حجاب اُنکا
وہ اپنے عکس سے آئینہ مین شرمائے جاتے ہین

یہ کس بیکس کا جاتا ہی جنازہ آؤ دیکھو تو
کہ دشمن تک مری جان ساتھ جسکے روتے جاتے ہین

مرا دل ہی وہ بُت ہی عجیب ہی چرخ جفا جو ہی
ستم ہی ایک مجھ بیکس کو سب ملکر ستاتے ہین

پلاکر مے چمکایا خوب ساقی بادہ نوشون کو
رہی آباد میخانہ دعائین دیتے جاتے ہین

وہ خنجر دیکھنے مین محو ہین پھر کون اِدھر دیکھے
دل مضطر یہ ہم زخمِ جگر کسکو دکھاتے ہین

ہماری لاش پر آکر وہ بولے یہ وفا کیسی
مین سمجھا دل لگانے آپ جب رونے جاتے ہین

غمِ تازہ کوئی مہمان آتا ہی جو سینہ مین
تو اُسکو دردِ دل دردِ جگر اُٹھکر بٹھاتے ہین

وہ آئی پاؤنکی آہٹ وہ آواز آئی چھاگل کی
دل مضطر ٹہر نزدیک آپہونچے وہ آتے ہین

فلک کی طرح دیتے ہین زیادہ رنج رحمت سے
اگر دم بھر مین ہنستا ہون تو وہ پہرون رلاتے ہین

پھیکسی نرگسی آنکھونکا یارب تھا مین دیوانہ
غزال دشت تربت پر مری کیون خاک اڑاتے ہین

غرض ہے انکو آرائش سے مرجائے کوئی تو کیا
یہان ہے دم لبون پر وہ وہان زلفین بناتے ہین

خدا کیواسطے اے جذب الفت کچھ اثر دکھلا
کہ دروازے تلک آکر مرے وہ پلٹے جاتے ہین

غزل ۱۲۲	**فرد** بے ادب نے دیکھتے ہی لیا بوسہ بھلا گستاخ جو ایسا ہو اسکو منہ لگاتے ہین	اشعار (۱۸)

غزل

فرقت مین منہ کو قلب جگر آئے جاتے ہین
تڑپین نہ کیون غریب کہ تڑپائے جاتے ہین

ہین ملکے رہنے والے بھی ہیہات دلکے ساتھ
وہ خود تڑپ رہے ہین جو تڑپائے جاتے ہین

تلوار اٹھی نگاہ جھکی مسکرا اٹھے
آنچل سنبھالتے ہوئے شرمائے جاتے ہین

غصہ سے دیکھتے ہین فلک کو شب وصال
آثار ابتو اور ہی کچھ پائے جاتے ہین

چھوڑا ہون اپنے دل سے کہانتک تمہاری ساتھ
کب تک کہون ٹہر وہ ابھی آئے جاتے ہین

شمع لحد بجھا کے جو بیٹھے ہین قبر پہ
کچھ اب بھی یاد کرکے وہ شرمائے جاتے ہین

ہین نازکی سے حسن پہ دوہری مصیبتین
گیسو کمر کے ساتھ ہی بل کھائے جاتے ہین

مرنے پہ بھی گئی نہ دل افسردگی مری
رکھتے ہی پھول قبر پہ مرجھائے جاتے ہین

جتنی ادھر سے ہوتی ہے افزونی عطا
ہم دامن سوال کو پھیلائے جاتے ہین

پھلونیا ملا ہے یہ تسکین قلب کا
اتنا تو دھیان ہے انھین تڑپائے جاتے ہین

پورا شب وصال ہے خلوت کا بندوبست
شرم آسکے یا نہ آئے وہ شرمائے جاتے ہین

طرز عمل خود انکا مٹایا ہے اعتبار
ہر ایک بات پر وہ قسم کھائے جاتے ہین

نور سحر کا ڈر ہے ہمکو شب وصال
قسمت کے بھی چمکنے سے گھبرائے جاتے ہین

سینہ پہ دوھرے دوھرے ہین آنچل پٹے ہوئے | حسرت بھری نگاہ سے شرمائے جاتے ہین
گر سینۂ شوق ہین جو گلے سے لگا لیا | پھولونکے ہار سینہ پہ مُرجھائے جاتے ہین
مرقع ہے اب اسیکا کرین مدح نعیر ہم | آخر ہر ایک بات پہ جھٹلائے جاتے ہین
طالب ہین تیرے رحم و کرم کے گنہگار | مر کر بھی دونو ہاتو نکو پھیلائے جاتے ہین

غزل ۱۲۳ | دل کیا نوید وصل سے ٹھنڈا ہوا ہے فروغ
تحریر آتش فراق کو بھڑکائے جاتے ہین | اشعار (۱۸)

غزل

پھر کر رسا اپنے نالے ہوئے ہین | بڑے بے حسین سونیوالے ہوئے ہین
بلند اسقدر میرے نالے ہوئے ہین | فرشتے فلک کو سنبھالے ہوئے ہین
یہ طرز تبسم کہان تھا گلون ہین | یہ انداز اُنھین کے نکالے ہوئے ہین
سنبھلتا نہین تم سے اپنا دوپٹہ | ہم اپنے جگر کو سنبھالے ہوئے ہین
وہ خاکِ لحد سے بھی ہین میرے بدظن | کہ دامن کو اپنے سنبھالے ہوئے ہین
مری زندگی بھی ہی کیا اُنکا وعدہ | اجل کو بھی کیا میری نالے ہوئے ہین
ارے کون جاتا ہی یہ سینہ تا سنے | کہ سب اپنے دل کو سنبھالے ہوئے ہین
گرون وقتِ رفتار ہین زار کیونکر | کہ جھو کے ہوالے سنبھالے ہوئے ہین
بڑھا دی تڑپ اور ہاتون کو رکھ کر | مرے دلکو اچھا سنبھالے ہوئے ہین
وہ ابتو محشر مین جھنجلا کے بولے | کہ اب جمع پھر مرنیوالے ہوئے ہین
تمنا ہی یہان جتاوین یہ ہم سے | بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین
[illegible] | [illegible]
یہ طرزِ تبسم لب فلک جاتا ہے | پھیچولا [illegible] ہین [illegible]
پہونچتا تھا جنسے کبھی عیش و راحت | وہی رنج و غم دینوالے ہوئے ہین

نہ ہم مجرمون کو ہو کیون ناز زاہد
کہ آغوشِ رحمت کے پالے ہوئے ہین

شبِ وصل ہی یا کوئی خواب یارب
وہ باہو نکو گردنمین ڈالے ہوئے ہین

نہ بچتاؤن مین کس طرح سے بلا کر
کہ اغیار اُن کو سنبھالے ہوئے ہین

غزل ۱۲۴	فرد مطلع آسرا کیون نہ احمد کا رکھون وہ میری مصیبت کو ٹالے ہوئے ہین	اشعار ۲۵

غزل

روندا جگر کو دل تھا مرا اضطراب مین
کسکی خطا تھی کون نہ آیا عتاب مین

دیر اتنی روزِ حشر ہوئی ہی حساب مین
ہی میرے ساتھ ایک زمانہ عذاب مین

آنکھین ہماری کھل گئین حسن اُنکا دیکھکر
اے شوق دیدہ وہ اگر آئے بھی خواب مین

ہی فرقِ شوق دید و تمنائے وصل مین
لکھنے کو کچھ تھا لکھدیا کچھ اضطراب مین

سینہ سے کیون لگاؤن نہ دلکی تڑپ کے مین
شوخی تری نظر کی ہی اس اضطراب مین

جب سے سنا ہی ہجر مین آتی نہین ہی نیند
وعدہ بھی ہی تو یہ کہ ہم آئینگے خواب مین

اچھا ملا فراق کا بدلا شبِ فراق
میری طرح سے آج ہین وہ اضطراب مین

اے شوقِ دید طعن کا پہلو بھی اسمین ہی
کیا خوش ہون ہنسکے کہتے ہین آؤنگا خواب مین

کیونکر نہ اپنی نیند سے بھی مجکو رشک ہو
یون تو نہ آئین اور جو آئین تو خواب مین

اتنا سمجھ لو شوق سے ہنسنا کسیکو کیا
تم دل مین اور دل ہی مرا اضطراب مین

پھر سامنا ہی قہر کا تسکینِ دل کے بعد
رکھو نہ ہاتھ سینہ پہ تم اضطراب مین

کمبخت نیند موت سی کچھ ملتی جلتی ہی
آتا ہی مجکو وہم نہ آئین وہ خواب مین

ان بدگمانیون کی بھلا انتہا ہی کچھ
آئے بھی تو رقیب کو لیکر وہ خواب مین

آیا تھا کوئی میری نقاہت پہ کھاکے رحم
کھوئے ہین ہاتھ پاؤن مرے اضطراب مین

اے مرنیوالو آنکھ جو تم کھولتے نہین
کیا جاگنے سے بڑھکے ہی کچھ لطف خواب مین

جی چاہتا ہی بند ہی رکھون مین اپنی آنکھ
کچھ پوچھئے نہ مجھ سے جو دیکھا ہی خواب مین

شبکا وعدہ کر تو گئے ہین وہ صبح و قبل
کیا اعتبار بات کا ہو اضطراب مین

یہان بھی ہی اُسی ظالم کا سامنا
سُنتے ہین سبکو ملتا ہی آرام خواب مین

رباتین کرتی ہین فرہاد و قیس سے
کچھ پوچھتا ہی مہر و محبت کے باب مین

مین انکو کوئی حیلہ ثواب کا
سنتے ہین ہم کہ ہوتی ہی ایذا عذاب مین

مین اور کوئی غیر بھی کیا اسے تلاش یار
پہونچا دیا کہان سے کہان اضطراب مین

گویا فراق ہی مین مری زندگی کٹی
راتین وصال کی ہین بھلا کس حساب مین

کچھ تو کسیکے سامنے ہو دیر روزِ حشر
پڑ جائے فرق بھی کچھ اگر کہی حساب مین

جی چاہتا ہی چھیڑ کے اُنکو خفا کرون
دیکھون وہ رنگِ حسن جو بدلے عتاب مین

غزل ۱۲۵ — کیون رنگِ رُخ نقاب سے بھوٹے نہ ای فروغ / خورشید کی ضیا بھی چھپی ہی سحاب مین — اشعار (۳۰)

غزل

ہو جس سے کوئی شاد تمہارا وہ دم نہین
گھر مین عدو کے شوق سے تم جاؤ غم نہین

خنجر اگر وہ تیرِ نظر ہی تو غم نہین
حسرت بھری نگاہ بھی برچھی سے کم نہین

مجھ پر نہ کچھ کھلا ترے موئے کمر کا پیچ
محتاج جادہ سُنتا ہون راہِ عدم نہین

نیچی نظر کلیجہ مین لیتی ہین چٹکیان
شوخی سے تیری شرم بھی اے یار کم نہین

حسرت دل عدو مین ہی ناخواندہ میہمان
آنیکی کچھ خوشی نہین جانے کا غم نہین

کہتا ہے ... سے کہ تجھے خاک مین ملاؤن
اُنکی صفائیان بھی کدورت سے کم نہین

[illegible]

اے دل ترے تڑپنے کا مطلب سمجھ لئے
ظالم ترے فریب مین آ نیلے ہم نہین

دل تھامنے کی ہمکو ادائین دکھا تو دین
اتنا اثر بھی ضعف سے نالون مین کم نہین

سوراخ کب کوئی دلِ آئینہ مین پڑا
اب آپ کی نگاہ سے ڈرنیکے ہم نہین

تھامی عنان توسنِ عمرِ رواں کی ہے
کٹتی کسی طرح شبِ تاریک غم نہین

مٹی وہ مجکو دیتے ہین ہنس ہنسکے بعد مرگ
انکی عداوتین بھی محبت سے کم نہین

تم آپ مہربان ہو وہ کمبخت کیا کرے
تقدیر ہی مین غیر کی لطفِ ستم نہین

دلسنگ اسکے نالہائے عدو سے الگ تو ہین
ہین بے اثر اگر مری آہین تو غم نہین

زانو سے میرے سر کو اُٹھانے پہ ہر کوئی
اے عشق ہٹا دے آکے تو ہی در دِلم نہین

رفتار مین بھی اُنکی نزاکت کا ہے اثر
چلتے ہین اور زمین پہ نقشِ قدم نہین

کیا کم جفائین کی ہین جو تم بدگمان بھی ہو
دلکو جواب کسی سے لگائین وہ ہم نہین

وہ میرا حال پوچھتے ہین چھیڑ چھیڑ کر
ہین چپ ہون اسلیئے کہ وہ شکوہ ہی کم نہین

مجبور کر دیا اثرِ ضعف نے مجھے
کیا خط اُنھین لکھونگا مین چلتا قلم نہین

غزل ۱۲۶	کیونکر **فروغ** اٹھائے گا تیری طرفسے دل ظالم یہ تیرا ناز ہے تیرا ستم نہین	اشعار (۱۶)

غزل

دی سینے تم پہ جان یہ کچھ فخر کم نہین
مجکو بھی غم نہین ہی اگر تمکو غم نہین

تمکو ہماری آہ سے بیکار ہی گلا
ہمکو تو کچھ شکایتِ تیرِ ستم نہین

اے یار کیا شبک ہین یہ تیری نگاہین
کچھ ناتوان بڑھکے رقیبونسے ہم نہین

جانے کو تو ذرا بھی نہین اس سے ارتباط
آنا حضور کا تو قیامت سے کم نہین

مجھ سخت جان کا ساتھ نہ خنجر بھی دیسکا
کچھ دم ابھی ہے مجھ مین مگر اسمین دم نہین

ہے شیوہ حسن و عشق مین اک رابطِ باطنی
کچھ میرا ضعف اُنکی نزاکت سے کم نہین

پر دیمین کیون فشار کے ملتی ہی تو گلے
اے قبر تیرے ناز اُٹھانیکے ہم نہین

اچھا ہی تیر سے نے سوراخ کر دئیے
خیراب گھٹے گا تو مرے سینہ مین دم نہین

دم بھر کو آکے کر گئے وہ اور بے قرار
کچھ دشمنی سے اُنکی محبت بھی کم نہین

صبر آگیا ہی سُنکے تری نازکی کا حال
گو لاغر و ناتوان ہین پر ایسے بھی ہم نہین

مٹی مین ہائے ملگئین امیدین سب مری
سُنتا ہون اُنکو غیر کے مرنیکا غم نہین

محتاج کب کسی کی جفائین ہین آپ کی
خنجر سے تو حضور کی باتین بھی کم نہین

سُنتا ہون خوب گرم ہی بازار حسُن کا
پھر کیا ہی گرم اثرِ سوزِ غم نہین

پھر میرا بخت چین سے سوئے نہ کسطرح
ٹھنڈی ہوا سے کچھ نفسِ سرد کم نہین

تجھپر پڑینگے وار نہ تیری نگاہ کے
چوٹ آئینہ کی طرح بچلینگے ہم نہین

غزل ۱۲۷ — تجھکو جفائین سہنے کا ہی اک مزا فروغ / تیرے لیئے ستم بھی تغافل سے کم نہین — اشعار (۲۰)

غزل

تم غم مین غیر کے مین تمہارے خیال مین
تم اپنے حال مین ہو تو ہم اپنے حال مین

تھم تھم کے میرے دلکو وہ کرتے ہین پائمال
تاثیر کچھ تو کی ہی تغافل نے چال مین

سوچا کیئے وہ لفظِ تمنّا کو دیر تک
اتنی سی بات آئی نہ اُنکے خیال مین

مشتاق دید ہو مین نکیرین بعد مرگ
ضائع کرو نہ وقت جواب سوال مین

مضمون تری کمر کا بھی ظالم ہی بے وفا
آیا نہ وقت فکر ہمارے خیال مین

اب قدر میرے رنج کی شاید کچھ انکو ہو
رہتے ہین وہ عدو کے دل پر ملال مین

اے دستِ شوق پاس نزاکت ضرور ہی
بل پڑنے دے اُنکو نازک نازکِ خیال مین

دیتے ہو تم بھی اور یہ کرتے ہو عذر بھی
کسکو غرض رہے جو دل پر ملال مین

اے شوخ قبر غیر پہ تو اسطرح نہ چل
کچھ طور حشر کے نظر آتے ہین چال مین

رہتے نہین جو تم مرے دلمین نہین سہی
رہتا ہی دل تو میرا تمہارے خیال مین

تھا قہر خنجرِ شکن ابروِ بخیل
امیدین لوٹتی لگین دستِ سوال مین

کیا اب بھی تمکو اپنی نزاکت پہ ناز ہے
سنتا ہون مین گئے تھے عدو کے خیال مین

ہستی پر اپنی خود ہوئے نادم حباب بحر
ڈوبا اُبھر کے سب عرق انفعال مین

اُترا ہوا ہی چہرہ پسینہ جبین پہ ہے
ڈر ہی گئے نہون وہ کسیکے خیال مین

تیرے سوا جو اور کسی کا رہے خیال
گنجایش اتنی کب ہی دل پرملال مین

راحت طلب ہی وعدہ بھی انکا وفا ہو کیا
غفلت سُلائے رکھتی ہی عہد خیال مین

نیچی نگاہین ہین دم رفتار اس لیے
کچھ شوخیان نظر کی بھی آجائین چال مین

سب بے بھرے عدو کی شکایت ہی کیا ضرور
جس غم مین تم ہو ہم بھی تو ہین اُس ملال مین

کب ایسی جام جم مین سُنہ ہٹی ساقیا
مین کیا کہون جو لطف ہی جام سفال مین

غزل ۱۲۸	روشن ہی مثل مہر ترا نام اے فروغ کچھ شک نہین ہی تیرے فروغ کمال مین	اشعار (۱۸)

غزل

کب چھوڑدی ہی شوق سے ہون اپنے حال مین
چھلونیا فراق کا نکلا وصال مین

بیچین اُسنے بڑھ کے تو دل بھی نہین مرا
دم بھر نہین ٹھہرتے ہین چشم خیال مین

شانے سے انکا بال نہ ٹوٹا ہو وقت پیچ
تھے وردکیون اُٹھا ہی دل پرملال مین

کام آئی اتنی ہی مری کاہیدگی جسم
پہونچون وہانتک اُڑکے ہوائے وصال مین

ارمان بھی تیرا ہوگیا پامال ہی غضب
تھا وہ غریب بھی تو دل پرملال مین

پاکر سزا بھی باز نہین آتا ہون حضور
کچھ ایسے ہی مزے ہین سوال وصال مین

اب سوچ ہی کہ بچ گیا تیر نظر سے دل
تمنے تو خود چھپا یا تھا گرد ملال مین

کسکو خیال ہو کہ رقیبون کا دھیان ہی
رہتے ہین وہ تو ظلم و ستم کے خیال مین

اے رشک انتو غیر کے مرنیکا غم ہوا
سُنتا ہون جان دی ہی ہوائے وصال مین

پہلو مری خوشی کا نکالا غضب کیا
کیون خوش ہوئے وہ دیکھ کے مجکو ملال مین

جز رنج کیا ملا مرے مرنے سے غیر کو
اسکی خوشی ضرور تھی اس انتقال مین

ڈرتا ہون خون ہو نہ تمنائے دید کا
کچھ سوجھتا نہین مجھے شوق وصال مین

آتا ہے ہم او ر گھڑی بھر کو ہٹ جا
اے موت کوئی آیا ہے میرے خیال مین

لٹھ جائے گا نہ قبر رقیب پہ
کمبخت مرگیا ہے ہوائے وصال مین

او چلنے والے قبر پہ سینہ ابھار کر
کچھ زخم بھی ہین میرے دل پر ملال مین

مجھ اپنا حال بھی تو دم احتضار ہے
کوئی نہین کسیکا ہمارے خیال مین

عشق عدو سے مٹ گیا جھگڑا فراق کا
ہم اور آپ دونون ہین اب یکحال مین

غزل ۱۲۹	پھر ہم نہ کیون اُڑ فروغ کو حاصل وصال ہو یہ تو ہے عین شعلۂ حسن و جمال مین	(اشعار ۱۴)

غزل

تیرے ہاتھ سے سزا کا وہ سزاوار نہین
بس گنہگار وہی ہے جو گنہگار نہین

کچھ چمک درد مین آ رہا ہے دل بیمار نہین
اثر شوخی ہر نقش کف پا بھی نہین

اُنکے آنیکو نزاکت نے چھپایا مرے گھر
خاک پر نقش کف پا دم رفتار نہین

نیند آتی ہے کسے خواب مین سونا کیسا
جاؤ بھی یہ کوئی اقرار مین اقرار نہین

کبھی ہنستا بھی ہون تو اشک نکل آتے ہین
مجھکو کمبخت مسرت بھی سزاوار نہین

مجھسے خود پوچھ نہ لو میری سزا کا پہلو
تو خطا میری ہی ہے کہ خطاوار نہین

خاک اُڑ اُڑ کے پڑی رہتی ہے مرے ماتم مین
مین تو ہون گر کوئی بیکس کا عزادار نہین

جیسے سمجھے کوئی وعدے پہ چلے ہی آئے
نام بھی منہ پہ ہنسی کا دم اقرار نہین

وصل مین شرم سے اُٹھتی نہین کافر نظرین
آج سب چلتے ہوئے شوخی تلوار نہین

کسکے گھر آج دبے پاؤن وہ اے رشک گئے
نقش پا مین اثر شوخی رفتار نہین

ٹالدیتے ہین جو آتا بھی ہے غصہ مجھ پر
لطف کیسا مین غضب کا بھی سزاوار نہین

آج کیون میری طرف ہین کہین چہرہ یار تو نہین | کس لیئے انکی نگاہین سوئے اغیار نہین

لیجئے اب تو اٹھا دیجئے چہرہ سے نقاب | گر یہی ضد ہی تو ہم طالب دیدار نہین

کیف عرض ہی کہ نگاہین بھی کسی سے نہ ملین | کہین شوخی سے ٹھہرتی نظر یار نہین

گھر کی زینت کا سبب ہی مری شوریدہ سری | جس طرف دیکھئے در ہی کوئی دیوار نہین

خیر اس جرم پہ مین قتل ہوا خوب ہوا | اب تو اس ڈر سے کوئی طالب دیدار نہین

وعدہ وصل کے اقرار کا پہلو نکلا | جب کہا اسنے کہ مر دم انکار نہین

آب آئینہ سے سیراب ہوئے کیون دم زیب | خود اگر تیری نظر تشنہ دیدار نہین

دل مین آتا ہی کرون اب مین تمنائے فراق | انکو عادت ہی وہ کچھ اٹھتے ہین بیمار نہین

عشق نے جب سے دیا جان جہان تمکو خطاب | اب زمانہ مین کوئی جان سے بیزار نہین

حسرتین قتل کی اسے پردہ نشین لیتے ہین | میان سے کھینچکے بھی عریان تری تلوار نہین

کیا کہون رشک نے کیا دی ہے تسلی مجکو | جب سے دیکھا ہی سنا ہی وہ وفادار نہین

غزل نمبر ۱۴۱ — ہائے کیون شرم نے آنکھون کو جھکایا ہی فروغ / آج وہ جلوہ برق نظر یار نہین — اشعار (۱۱)

غزل

جیا جاتے ہو مرض غم سے نہ اچھا ہونین | کیون اسی منہ پہ بھی کہتے ہو مسیحا ہونین

حلق پر ہو کے روان خنجر خونخوار ترا | مجھ سے کہتا ہی ترے خون کا پیاسا ہونین

تیرا دشمن ہون شب وصل مین لائے مرغ سحر | جب جھری پاتا ہون تجکو نہین پاتا ہونین

عشق اسکا ہی مجھے اسکو ہی مجھ سے الفت | یار پیارا ہی مجھے یار کو پیارا ہونین

میر پہچان در دلگر اٹھ کے بٹھا دیتا ہے | قصد اٹھنے کا ترے در سے جو کرتا ہونین

مجھ سے کہتی ہے شب ہجر یہی امید وصال | زیست کا تیری فقط ایک سہارا ہونین

قیس کہتا تھا کہ مجبور اسکا بھی دھیان رہے | پیچھے پیچھے ترے اے ناقہ لیلا ہونین

کیا عجب ہی کہ ترے دست حنائی مین ہے — چور مہدی کا چراغ ید بیضا ہو نمین
آسمان پر مہ کامل کو بھی اے رشک قمر — آرزو ہی کہ ترا نقش کف پا ہو نمین
باغ عالم مین وہ خندان ہی تو مین نالان ہون — گل ہی وہ غنچہ دہن بلبل شیدا ہو نمین

غزل ۱۳۱	صورت کوہکن و قیس زمانے مین فروغ رہ نورد جبل و بادیہ پیما ہون مین	اشعار (۱۹)

غزل

سجدہ قدم قدم پہ کرون تیری راہ مین — آؤن تو سر کے بل مین تری بارگاہ مین
اے یار قسمت دل عاشق ہی چشم لطف — تم بھی کھونچے جو تمھاری نگاہ مین
تمنے تو قہقہون مین گذاری تمام شب — یان رات بھر بسر ہوئی فریاد و آہ مین
جلتے ہین ہم اگر کف افسوس ہجر مین — پھرتی ہی شکل وصل ہماری نگاہ مین
پچتاؤگے ستاؤ نہ دل مجھ غریب کا — اے یار تھام لوگے جگر ایک آہ مین
خانہ خراب قہر ہی مجکو وہی کہین — گھر بار مین تباہ کرون جسکی چاہ مین
بعد فنا بھی قدمو نسے تیری جدا نہون — اسواسطے مین خاک ہوا تیری راہ مین
بیدار ہون وہ خواب سے تھامے ہوئے جگر — اے اضطراب ہو اثر اتنا تو آہ مین
لایا نہ تاب جور فلک کی بس فنا — اے خاک قبر آیا ہون تیری پناہ مین
پھیر آنکھ ذبح کرکے نہ مجھ بے گناہ کو — قاتل نہ بل پڑے کہین تیغ نگاہ مین
بتلا رہا ہی راہرو ون کو رہ نجات — یارب ہی جو نشان قدم کسکا راہ مین
اپنا دل شکستہ سمجھ کر اٹھا لیا — دیکھا جو ٹکڑے ٹکڑے کوئی شیشہ راہ مین
پیش نظر جو گوہر دندان یار ہین — موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
چھینا بتون نے منزل الفت مین نقد دل — غارتگرون نے لوٹ لیا ہمکو راہ مین
کب دیکھنے سے انکے الجھتا ہی دم مرا — پڑتی ہین گتھیان کہین تار نگاہ مین

اللہ رے وقار ترے خاکسار کا
تعظیم کو غبار بھی اُٹھتا ہے راہ مین

ڈر ہے کہ نقدِ دل کوئی راہزن نہ چھین لے
سینہ پہ ہاتھ رکھ کے نکلتا ہون راہ مین

اسکو سدا زوال ہمیشہ تجھے کمال
ہے فرق آسمان و زمین تجھ مین ماہ مین

غزل ۱۲۳ | اے شاہِ طوس ہے یہ تمنا فروغ کی / مین بھی ہون باریاب تری بارگاہ مین | اشعار (۲۳۶)

غزل

یون سوزِ غیر کے دلِ بے تاب مین نہین
جسطرح ربطِ آتش و سیماب مین نہین

کوئی کسی کے ساتھ پڑے کیون عذاب مین
اب اُنکی یاد بھی دلِ بیتاب مین نہین

یہ کون میری لاش پر آیا غضب ہوا
آنسو کا نام دیدۂ احباب مین نہین

بے فیضی فلک کی یہ روشن دلیل ہے
جز داغ کچھ بھی کاسۂ مہتاب مین نہین

آیا ہے کوئی خواب مین بیدار ہین نصیب
کیا خوب خواب مین بھی ہین اُن خواب مین نہین

حالِ حباب دیکھ کے بھی کی نہ بند آنکھ
اتنا بھی رحم دیدۂ گرداب مین نہین

اک پردہ چاندنی کا ہے اک پردہ در اُنکا
حاجت نقاب کی شبِ مہتاب مین نہین

نیند اور موت مین نہین کچھ فرق ہے یہ وہم
آتے اسی سبب سے مرے خواب مین نہین

دنیا کے تھلکو سے بری سربلند ہین
طوفان و موجِ چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا موجِ بحر بھی کوئی دستِ بخیل ہے
دیکھا تو خاک کاسۂ گرداب مین نہین

حسن اُنکا بھی سمایا ہوا نیند آئے کیا
اتنی جگہ بھی دیدۂ بیخواب مین نہین

تم ہاتھ رکھ کے دیکھو بہت سا سنبھال کیا
اتنی ہے بات تو دلِ بیتاب مین نہین

وہ بے حجاب ہین لبِ دریا تو بے شک کیا
نورِ نگاہ دیدۂ گرداب مین نہین

آیا جو اسطرح سے بھی کوئی کسیکے گھر
جز خانۂ خمیر کے دامن سیلاب مین نہین

[illegible] حضور
سب کچھ [illegible] دلِ بیتاب مین نہین

شب بھر رہے ہین روزن در کسکے منتظر — فرق النمین اور دیدۂ بیخواب مین نہین

صبح شب وصال ہین شمشیر خونفشان — یہ سرخ ڈورے دیدۂ بیخواب مین نہین

کہتے ہو میرے قتل پہ تو یون کسو کر — جو لطف دست شوق ہین ہجڈاب مین نہین

آکر یہان فلک سے فرشتون نے کیا کیا — چارا کسیکو عالم اسباب مین نہین

طوفان اشک ہجر کی شب کیون نہو بلند — پانی ذرا بھی چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا دل کے آبلے بھی نہ پھوٹین شب وصال — آنسو جو دیدۂ پُر آب مین نہین

کھٹکے ہو ہجر غیر مین آتی نہین ہے نیند — شاید حیا ہی دیدۂ بیخواب مین نہین

غزل ۱۳۳

ہین اے فروغ صبر کو رکھون نہ کیون عزیز — یہ تو رقیب کے دل بیتاب مین نہین

اشعار (۳۸)

غزل

چیا جھنے والونکی تربت پر گذر ہوتا نہین — بندہ پرور التفات اب بھی ادھر ہوتا نہین

بند و بست ایسا ہی آہونکا اثر ہوتا نہین — اُنکے کوچہ مین ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کون کہتا ہے حضر مین بھی سفر ہوتا نہین — گھر مین بیٹھا ہون تو کیا دوران سر ہوتا نہین

مین جو کہتا ہون محبت مین اثر ہوتا نہین — کہتے ہین وہ تھام کر دل تیرا سر ہوتا نہین

کھینچتی ہے کسکے جلوونکی کشش اپنی طرف — کب تڑپکر دل کے پہلو مین جگر ہوتا نہین

میکدہ آباد خم کی خیر ساقی کا بھلا — روز پھیرا ہم فقیرونکا ادھر ہوتا نہین

آنکھ اٹھا کر دیکھئے گور غریبان کیطرف — کیون نصیب عاشقان کو گر نظر ہوتا نہین

درد دونا ہو گیا جب ہجر مین نالے کئے — کچھ بھی ہو پر غلط ٹھیرا اثر ہوتا نہین

صبح پیری کی خبر دیتا ہے مجھکو داغ دل — گل چراغ ماہ کب وقت سحر ہوتا نہین

کاش پیکان نظر سوراخ دلمین ڈالدے — تیر سے ارمان تو نکلا میرے دلمین گھر ہوتا نہین

موت بھی آتی نہین ہے ناتوانونکو ترے — دار فانی کا بھی طے لیٹے سفر ہوتا نہین

کیون نہ چھائے اُن غریبونکی لحد پر بیکسی ۔۔ شامیانہ کوئی جنکی قبر پر ہوتا نہین

کس قیامت کا الٰہی حسن مین بھی جذب ہے ۔۔ ہاتھ اُدھر رکھتے ہین دلبر درد ادھر ہوتا نہین

دل بھٹا جاتا ہی نالونسے مرا ہنستے ہین وہ ۔۔ کس پہ ہوتا ہی اثر کس پر اثر ہوتا نہین

وصل کی شب تخلیہ مین شرم آئی کسطرح ۔۔ مین تو سمجھا تھا ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کوچہ دشمن ہی روشن نقش پائے دوست سے ۔۔ ان چراغونسے منور میرا گھر ہوتا نہین

وصل کی شب صبح ہو نیکو ہی وہ جانیکو ہین ۔۔ دود دل بھی پردۂ روئے سحر ہوتا نہین

آدمی کو ہر مصیبت مین بھنسا تا ہی یہ دل ۔۔ درد ہی کیون دلمین ہوتا دل اگر ہوتا نہین

داب کر دانتو نمین ہونٹھونکو ہنسی روکی ہی ضبط ۔۔ گدگدی کا بھی حیا پر کچھ اثر ہوتا نہین

کشمکش حسن وفا کی کوئی دیکھے صبح وصل ۔۔ ہاتھ کب دامن پہ اور قدمونپہ سر ہوتا نہین

وہ عدو سے شاد ہون جھوٹ افترا تہمت غلط ۔۔ دوست کے دلمین کبھی دشمن کا گھر ہوتا نہین

رحم کھا کر خود نکل آیا تو ظالم ورنہ آج ۔۔ میرا سر ہوتا نہین یا تیر ادھر ہوتا نہین

وہ مرے رونے پہ گر روتے نہین ہنستے تو ہین ۔۔ کون کہتا ہی محبت مین اثر ہوتا نہین

ضعف سی ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہی مجھے ۔۔ اُسپہ بھی ملے کوئی جانا نکا سفر ہوتا نہین

گیسو و دست حنائی تیری آتے ہین جو یاد ۔۔ کب شب غم خون امید سحر ہوتا نہین

دل اسیر زلف آنکھین طالب دیدار ہین ۔۔ ایک دنیا ہی اُدھر کوئی ادھر ہوتا نہین

دیکھتا ہی کون ادھر چشم خریداری کجا ۔۔ پس کے دل بھی سرمۂ مفت نظر ہوتا نہین

اشعار (۱۱)	شعر مین بندھتا ہی جو مضمون پُرانا ہی فروغ وہ پسند خاطر اہل نظر ہوتا نہین	غزل ۱۳۴

غزل

صبا کی طرح ہمنے کی ہی تیری جستجو برسون ۔۔ پھرے ہین خاک اُڑاتے ای پریرو کوبکو برسون

رہا غم ایک مدت تک مرے مرنیکا کس کس کو ۔۔ اُڑائے خاک حسرت نے تو روئے آرزو برسون

عدو پر تیغ اٹھائی ہو نہ مانونگا نہ مانونگا
بھلا یہ طاقت کہان اتنی تری نازک کلائی مین

ادھر جدا ہوے سے وصلکی شب شوق کا بڑھنا
ادھر وہ مسکرا کر منہ چھپا لینا ڈلائی مین

جدا ہو موت کا جس سے کہ یہ سننا پڑا ہمکو
وہ کہتے ہین نہین کچھ شک تمہاری بیوفائی مین

ترا وعدہ کبھی شرمندہ ایفا نہین ہوتا
نہین سمجھا ابھی جھوٹا سچ ہی کا خدائی مین

تسلسل آنسوؤنکا ہے جو یاد دست جانان مین
پڑی ہین موتیونکی سمرنین گویا کلائی مین

حسین یوسف بھی ہوتے پیغمبری پر بس قناعت کی
لگایا ہائے جھگڑا ان بتون نے تو خدائی مین

چھڑی پھولونکی لو ہاتو نسے پھینکو بھی ادھر دیکھو
نہین کم لطف اس سے میری گل خوردہ کلائی مین

نہین ہین ہم نہون دل تو ہمارا پاس ہے انکے
ہماری نارسائی بھی تو داخل ہے رسائی مین

[illegible] پڑے رہین سو ہین حسین سے انکی بلا جانے
کسی کی زندگی کیونکر گذرتی ہے جدائی مین

اشعار (۲۷)	فروع احوال دل اس دشمن جان سے نہ کہنا تھا ارے نادان نہین کچھ شک ترے دلکی صفائی مین	غزل ۱۳۷

غزل

زمین کو جن فرشتے آسمانونکو سنبھالے ہین
الٰہی خیر ہو بیتاب کروٹ لینے والے ہین

مگر انداز کچھ حسن و محبت کے نرالے ہین
دوپٹہ وہ سنبھالے ہین کلیجہ ہم سنبھالے ہین

الٰہی خیر الٰہی خیر کچھ تیور نرالے ہین
لگاوٹ کی نگاہین کہتی ہین دل لینے والے ہین

نئے پھندے یہ عشق و حسن نے دونون نے ڈالے ہین
مری آنکھو مین جلتے ہین تری کانون مین بالے ہین

نئی ضد ہے نئی ہٹ ہے دکھادو ہین انھین کیونکر
جگر مین آبلے کتنے ہین دلمین کتنے چھالے ہین

بلا ہین قہر ہین آفت ہین شرمائی ہوئی نظرین
انھین کافر نگاہون نے کلیجے چھید ڈالے ہین

حسینو تم پہ دل آیا کہ پیغام اجل آیا
تمہارے چاہنے والے نہین ہین مرنے والے ہین

ادھر حسرت بھری نظرین ادھر جادو بھری آنکھین
وہ اپنا دل سنبھالے ہین ہم اپنا دل سنبھالے ہین

خدا رکھے قیامت کی ہے ضد انکی طبیعت مین
انھین ہر چند سمجھاؤ وہ کسکی سننے والے ہین

نگاہ ناز اٹھتی ہے نہ گھونگھٹ منہ سے اٹھتا ہے
حیا کی آڑ مین گھر سے قدم باہر نکالے ہین

کہانسے آگیا یارب بھر نور اک قطرۂ خون ہین
سنبھلتا دل نہین گو دونوں ہاتونے سنبھالے ہین

نہین وہ جانتے دینا جو آتا ہے تو دل لینا
جواب صاف ہی ہین اور کیا وہ دینے والے ہین

ہوائے سرد سے غنچے بھی چٹکے تو وہ ڈر جائین
بھلا کیسی بے اثر آہین ہین بے تاثیر نالے ہین

ترا غم ہے مرے دلمین سر شک غم ہین مژگان پر
کہین چھالے ہین کانٹا ہے کہین کانٹونپہ چھالے ہین

سر لئے دھر ہین کچھ چھاؤنی چھائی نہین ہمکو
کہین سے آرہے ہین اور کہین پھر جانیوالے ہین

وہ کترائے ہوئے جاتے ہین میخانہ کی جانب سے
ذرا لینا جناب شیخ عمامہ سنبھالے ہین

سر مژگان لہو کی بوندین ہین یا گل ہین شاخ خون ہین
ہمارے دیدۂ تر ہین کہ نخل غم کے بھالے ہین

متاع حسن بھی ہے جان لینے کی ہے قدرت بھی
[illegible]

ہمین ہین ہی پھر گرم آ [illegible]
زبانین منہ سے باہر اپنے فوارے نکالے ہین

[illegible] سے کچھ بچائے گا
ادھر دل لینے والے ہین ادھر دل دینے والے ہین

اثر اٹھتا ہی دنیا اٹھی ہے تقدیر اٹھی ہے
ہمین نالے بھی کرتے ہین ہمین دل بھی سنبھالے ہین

جناب شیخ کو محفل مین یا تون ہاتھ لو رندو
پرانے آشنا ہین مدتونکے ملنے والے ہین

قدم اے رہرو آہستہ رکھو میری تربت پر
کہ دل کے گھاؤ تازے ہین جگر کے زخم آلے ہین

ترے سائل کو اظہار تمنا کی نہین حاجت
کہ بے مانگے دیا کرتے ہین وہ جو دینے والے ہین

کبھی بڑھتے ہین گھبرا کر کبھی تھمتے ہین شرما کر
خدا رکھے ابھی گھر سے قدم باہر نکالے ہین

نگاہونکو شب غم دھوکا ہی تارونکا
دل گردون مین آہون نے مری سوراخ ڈالے ہین

غزل ۱۳۸	سمجھتے ہین سخندان ای فروغ اہل زبان ہمکو خدا کے فضل سے ہم لکھنؤ کے رہنے والے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

دلمین پوشیدہ ترا عشق کمر رکھتے ہین
راز کی طرح ہم اے رشک قمر رکھتے ہین

آگیا رحم انھین تیرا بھلا ہو اے عشق | لے وہ زانو پہ اُٹھا کر ترا سر رکھتے ہین
قطع امید نہین ہو یہ سُنا ہے جب سے | کہ وہ غیرونپہ محبت کی نظر رکھتے ہین
دل مرا دیکھئے بے آپ کے ویران ہے حضور | اپنے گھر کی بھی نہین آپ خبر رکھتے ہین
جانتے ہین وہ ضرر مہر سے ہے شبنم کا | اسلیئے مجھپہ محبت کی نظر رکھتے ہین
رُخِ روشن کے تصور کا بھلا ہو شبِ ہجر | کسکو ہے یاس ہم امید سحر رکھتے ہین
ظلمت یاس کبھی ہے کبھی نور امید | تیرے عاشق بھی نئی شام و سحر رکھتے ہین
آ کے دلمین مرے رونق سے وہ اپنی بولے | یہ تو کہتے تھے ہم اُجڑا ہوا گھر رکھتے ہین
لاش پر غیر کی وہ روتے ہین ہین ہنستا ہون | کہتے ہین آپ بھی پتھر کا جگر رکھتے ہین
دیکھئے دیکھئے اب وصل پہ بیجا ہین ضدین | لیجئے لیجئے ہم قدمونپہ سر رکھتے ہین
غیر کی یاد سہی چین بھی نہین ہے تم کو | اب نہ کہنا ترے نالے کچھ اثر رکھتے ہین
کہتے ہین کل ہی غم مین ترے نیلے ہونگے | آج جن زانوؤنپر ہم ترا سر رکھتے ہین
کون ہے ہم سے ضعیفون کا اُٹھانیوالا | اک سہارا ترا اے درد جگر رکھتے ہین
کسی زانو کا مین خوگر ہون یہ کچھ دھیان رہے | پتھر احباب لحد مین تہ سر رکھتے ہین
خیر عادت تو ہے گو ہم نہ سہی غیر سہی | وہ کسی پر تو عنایت کی نظر رکھتے ہین

غزل ۱۳۹	سنتے ہین شوق زیارت مین مدینہ کی طرف اے فروغ آپ بھی اب قصد سفر رکھتے ہین	اشعار (۱۷)

غزل

تیری رحمت سے وہی دُور نظر آتے ہین | اپنی طاقت پہ جو مغرور نظر آتے ہین
غیر بیٹھے رہین پہلو مین اگر بیٹھتے ہین | کہ ترے دل سے بہت دُور نظر آتے ہین
تن گئے دی جو مثال اُنکے قد بالا سے | لیجئے سرو بھی مغرور نظر آتے ہین
ڈر ہے اے رشک سنبھالے نہ کہین انکو رقیب | آج وہ بزم مین مخمور نظر آتے ہین

جلوۂ حُسن سے جو آپکے روشن تھے کبھی
اب وہی دیدۂ بے نور نظر آتے ہین

سبکو دیکھو وہ جفا دوست وفا دشمن ہے
اب جسنیونکے یہ دستور نظر آتے ہین

کیا مزا ہو جو سنبھالے نہ حیا وصل کی شب
نشۂ حسن مین وہ چور نظر آتے ہین

اُنکے دلمین ہین رقیب اور وہ میرے گھر مین
وہی نزدیک ہین جو دور نظر آتے ہین

پردۂ شرم سے چھن چھن کے نکلتا ہی جو حُسن
صاف وہ عارض پر نور نظر آتے ہین

جسکا جی چاہے وہ دیکھے مری بیتابیٔ دل
اسلیٔے سینہ مین ناسور نظر آتے ہین

گردش چرخ کا قایل ہو نہین کیا فرقت مین
کہ سب احوال بدستور نظر آتے ہین

ورنہ پھر کیون ہی اُنھین مہر و وفا سے نفرت
ظلم اور جور ہی منظور نظر آتے ہین

نظر لطف نگاہونکی فقط دلپسند نہین
کچھ کلیجے مین بھی ناسور نظر آتے ہین

وہی آہین وہی نالے وہی بیتابی ہے
طور عاشق کے بدستور نظر آتے ہین

فردوا اے ناخن وحشت کہ بھرے زخم جنون
آج کچھ سینہ مین انگور نظر آتے ہین

غزل نمبر ۱۴۳	شب تاریکیٔ غم مین ہے وہ ظلمت کہ فروغ چرخ پر نجم بھی بے نور نظر آتے ہین	اشعار (۱۹)

غزل

کیا ہی اُس کے دلِ مکدر مین
خاک راحت ہی نجیر کے گھر مین

جمع ہونگے حسین محشر مین
سیر کر لینگے خوب دن بھر مین

بحر غم کا وہ جوش ہجر کی شب
شکن نہین ہین کہ موج ہین بستر مین

کون محشر خرام آتا ہے
منہ لپیٹے ہین قرص خاور مین

دلمین ہی چین سے ترا فرگان
ملتی ہی راحت اپنے ہی گھر مین

آگ بھر دی ہی سوزِ فرقت نے
اشک خون کب ہین دیدۂ تر مین

پھیلی ہی دل کی چوٹ اُبھر کے یہان
داغ سودا نہین مرے سر مین

نکلی خنجر سے بھی نہ حسرتِ قتل | رہ گئی پھنس کے دام جوہر مین
تم مرے سامنے تو آؤ گے | کچھ تو انصاف ہوگا محشر مین
اے خوشی تجھ سے رنج ہی بہتر | کہ نہین غیر کے مقدر مین
کھینچکر لائی سبکو حسرتِ دید | ورنہ رکھا ہی کیا تھا محشر مین
آئی صبحِ الم گئی شبِ ہجر | کیا سے کیا ہوگیا گھڑی بھر مین
مرتے بھی ہین نہین بھی مرتے ہین | ہی عجب بات ہجرِ دلبر مین
ہوگیا اندمال زخمون کا | دل بھر آیا جو ہجرِ دلبر مین
ہجرِ ساقی مین کب ہی بادہ سرخ | خون اترا ہی چشمِ ساغر مین
قبضہ اپنا بڑھائے جاتا ہی | پھیل کر سرمہ چشمِ دلبر مین
گھر ہزارون بنا چکی ہی سوزن | اور رہتی نہین کسی گھر مین
چرخ سے مہر دیکھنے کو ترے | اتر آئیگا روزنِ در مین

غزل ۱۴۱	غیر کی کیا بدی کرون مین فروغ کہ بد اتنا ہی مقدر مین	اشعار (۱۵)

غزل

شکلِ ابرو گردن و سرو صلیبین خم کیون نہون | شرم کیونکر بڑھ چلی ہے شوخیان کم کیون نہون
اس تصور کی بدولت غیر کا گھر ہی سہی | بات تو پھر ہی جہان تم ہو وہان ہم کیون نہون
سو کے اٹھکر غیر کے گھر سے جب آئین صبح کو | انکی زلفین پھر ہماری طرح برہم کیون نہون
لیجیے اب خون پر عاشق کے پردہ پڑ گیا | کھولکر گیسو شریکِ بزمِ ماتم کیون نہون
دم لبون پر ہی عزیز اسوقت کرتا ہی کوئی | میری جان بوسے لبونکے جانِ آدم کیون نہون
قتل ہی کرنا نہین اب کیا کسیکو میرے بعد | دل بڑھانیکو شریکِ بزمِ ماتم کیون نہون
ارتباطِ ظاہری ہی کچھ ہو حسن و عشق مین | واہ نازک تم تو ہو پھر ناتوان ہم کیون نہون

تجکو ظلم و جور کی عادت جو اسے بیدرد ہو
خیر کے لب آشنائے نالۂ غم کیون نہون

آپ جب آئین کھلے سر یون ہماری لاش پر
منصفی ہر شرط ہجھو داہل ماتم کیون نہون

راہ کب کوئی نکلنے کی ہجوم غم سے ہے
حسرت و ارمان مرے دلمین بہم کیون نہون

نام کو تیرے نکالا شرم نے گھر سے ترے
یہ حیا کی شوخیان مشہور عالم کیون نہون

اُنکے آنیکی خبر اور وہ بھی کس انداز سے
پھر مرے دشمن شریک بزم ماتم کیون نہون

چاندسی صورت کو اپنی آئینہ مین دیکھکر
تو ہی خود انصاف کر عاشق ترے ہم کیون نہون

بزم عشرت مین بھی گریان ہین غم پروانہ مین
گلشن محفل مین شمعین نخل ماتم کیون نہون

اشعار (۲۰)	اے **فروغ** اک تجھپہ کیا اُنکا ستم محدود تھا لوگ دُنیا بھر کے محشر مین فراہم کیون نہون	غزل ۱۴۲

غزل

شمار بوسہ پہ ہم بھر جواب دیتے ہین
جو دینے والے ہین وہ بیحساب دیتے ہین

دعائین دیتا ہون مین اور وہ کوستے ہین مجھے
ہر ایک بات کا اُلٹا جواب دیتے ہین

یہ آج کیا ہے کہ آنکھین جھکی ہی جاتی ہین
پتے کچھ اور ہی طرز حجاب دیتے ہین

کبھی تو کہتے ہین دیوانہ اور کبھی مجنون
مجھے وہ روز نیا اک خطاب دیتے ہین

پڑا ہون در پہ تو سُنتا ہون باتین دربانکی
اُٹھون تو ضعف مین اعضا جواب دیتے ہین

بہت فراق مین کام آئے جھوٹے وعدے بھی
تسلیان تو دم اضطراب دیتے ہین

سوال بوسۂ ابرو پہ وہ رقیبون کو
زبانِ تیغ سے اچھا جواب دیتے ہین

لگا لیا جو گلے سینے سے اُنھین کی خطا
سہارا شوق کو انداز خواب دیتے ہین

حیا سے کوئی دمِ عرضِ مدعا چپ ہے
بگڑ بگڑ کے وہ تیور جواب دیتے ہین

وہ خود بھی کانپ اُٹھے مُنہ بھی تمتما اُٹھا
سزا وہ کسکو یہ وقتِ عتاب دیتے ہین

مری وفا سے ہے انکار روزِ محشر بھی
خدا کے سامنے مجکو جواب دیتے ہین

شبِ وصال نکالین سے گیا وہ حسرتِ دل
نظر کو بوسہ جو زیرِ نقاب دیتے ہین

مری شکایتِ قسمت پہ کوئی ہے خاموش
بگڑ بگڑ کے وہ گیسو جواب دیتے ہین

یہ شعلہ ہائے رخِ آتشین بھی کام آئے
کسیکے گیسوؤنکو پیچ و تاب دیتے ہین

عیان ہے ترچھی نگاہون سے وصلکا انکار
سوال سے بھی وہ پہلے جواب دیتے ہین

بکھر گئین تری زلفین کسیکے بازو پر
خبر یہ شب کے پریشان خواب دیتے ہین

پڑا جو وقت تو آنکھین بھی پھر گئین دمِ نزع
پلٹ پلٹ کے سب اعضا جواب دیتے ہین

انھین کی طرح نکر بیوفائیون مین کمی
قسم انھین کی یہ سمجھے ای شباب دیتے ہین

زبان سے کچھ تو کہو سائلِ وصال ہون مین
ارے جو کچھ نہین دیتے جواب دیتے ہین

غزل ۱۴۳	فروغ آنکھ کے بدلے بدل گئی نیت شکست توبہ کا مژدہ سحاب دیتے ہین	اشعار (۲۱)

غزل

کدھر جائین تمہارے عشق کے مجرم قیامت مین
کوئی جاتا ہے دوزخ مین کوئی جاتا ہے جنت مین

یہ حورین انکے مقدر مین ہین وہ زاہد کی قسمت مین
ہمین کیا گر حسین دنیا مین ہین حورین ہین جنت مین

کسیکا یار شاطر ہے کہین پر بار خاطر ہے
وہی بل تیری زلفون مین ہی بل میری قسمت مین

جفا کی فکر ہے تمکو وفا کی فکر ہے ہمکو
ادھر تم ہو مصیبت مین ادھر ہم ہین مصیبت مین

ترا کوچہ لو مسکن ہے رقیبانِ سیہ رو کا
تماشا کرتے ہین ہم حورین ہا کرتی ہین جنت مین

گنہگارونکی رکھ لے شرم آج ای شافعِ محشر
چھپائے منہ کھڑے ہین ہم یہ دامانِ شفاعت مین

فدا تھے زیست مین تم پہ ہمین پر مر گئے ہین صدقے
تمہین آ کر اتارو بھی ہماری لاش تربت مین

نہ انکے گھر مین جاتا ہون نہ وہ مجھکو بلاتے ہین
ادھر بات آ پڑی ہے اور ادھر ضد ہے طبیعت مین

مری بیتابئ دل بھی تمہارے کام آتی ہے
تمہاری یاد کو جھولا جھلاتا ہون مین فرقت مین

سنبھالو تم سنبھلنے دی نہ یہ ابھرا ہوا جوبن
دوپٹہ بھی تمہارا اڑ گیا دوھری مصیبت مین

دل عاشق کے لینے کو لگائے تاک بیٹھی ہین
حیا آنکھون مین نظرون مین ادا شوخی طبیعت مین

غضب کی دلفریبی دلربائی ہے قیامت کی
کسی کافر کی پیاری پیاری بھولی بھولی صورتمین

ادھر آنکھین جھکین اور لے لیا مینے ادھر بوسہ
پڑی ہے وصل کی شب شرم بھی انکی مصیبت مین

اسی انداز کا کشتہ ہون مین اے داور محشر
نہ جھکنے پائین آنکھین ہے قاتل کی قیامت مین

حیا بھی آئے تو آنے نپائے کھدو شوخی سے
سوا میرے تمہارے اور کوئی ہو نہ خلوتمین

پھر اُسنے وعدۂ دیدار کو رکھا ہے محشر پر
قیامت کی ہے ضد اُس بیمروت کی طبیعت مین

تری نیچی نگاہین اسپہ بھی چھریان لگاتی ہین
حیا نے تیری شوخی کو بھی ڈالا ہے مصیبت مین

بدل جاتی ہے صورت نزع مین پھر جاتی ہین آنکھین
کسیکا ساتھ دیتا ہے کہان کوئی مصیبت مین

غزل ۱۴۴	فروغ اشعار سُنکر میرے وہ دل تھام کر بولے قیامت کا بھرا ہے درد ظالم کی طبیعت مین	اشعار (۱۹)

غزل

پاؤن تربت پہ سنبھلکر جو دھرے جاتے ہین
دلِ احباب سے اب تک وہ ڈرے جاتے ہین

بوسے لیتا ہون مین اغیار مرے جاتے ہین
کون کرتا ہے خطا کون مرے جاتے ہین

کوئی خنجر کوئی تلوار کوئی تیر نہین
نگہ شوق سے کیون آپ ڈرے جاتے ہین

عید کا دن ہے گلے سے وہ لگاتے ہین مجھے
زخم سب میرے کلیجے کے بھرے جاتے ہین

الٹی الٹی ہین عجب لطف کی باتین شب وصل
وہ محبت کے بھی بڑھنے سے ڈرے جاتے ہین

جسطرح روندتے ہو تم جگر و دل میرے
نہین پھولون پہ بھی یون پاؤن دھرے جاتے ہین

ہم فقیرون کو ٹھہرنے نہین دیتا دربان
ناامید اس درِ دولت سے ارے جاتے ہین

نا موافق کہ موافق ہو زمانے کی ہوا
ہمتو فرقت مین دمِ سرد بھرے جاتے ہین

یون نہ چلیئے دل پر آبلہ بھی قبر مین ہے
کچھ سمجھئے تو کہان پاؤن دھرے جاتے ہین

دستِ گستاخ سے میرے ہین کچھ ایسے بدظن
مین بلائین بھی جو لیتا ہون ڈرے جاتے ہین

کچھ ترے چاہنے والونکے ہین اللہ از نئے
جان دینے کیلئے تجھپہ مرے جاتے ہین

فاتحہ قبر پہ جس طرح کوئی پڑھتا ہے
دل بیتاب پہ یون ہاتھ دھرے جاتے ہین

ابھی کمسن ہین تو ڈر بھی ہے نرالا اُن کا
میری حسرت مرے ارمان سنے ڈرے جاتے ہین

میرے مرنیکی ہے اللہ کے گھر مین بھی خوشی
آرزو پوری ہوئی طاق بھرے جاتے ہین

پڑ رہی ہین متواتر جو نگاہین اُنکی
دل کے ناسور عجب طرح بھرے جاتے ہین

یا مجھی سے وہ کبھی ڈر کے لپٹ جاتی تھے
یا وہی اب مری میت سے ڈرے جاتے ہین

کم نہین تجھسے تری چاہنے والونکی ضدین
موت آئے کہ نہ آئے یہ مرے جاتے ہین

کثرتِ دردِ خود آخر کو دوا ہوتی ہے
دل بھر آتا ہے تو ناسور بھرے جاتے ہین

غزل ۱۴۵

خاک مین گردِ کدورت نے ملایا ہے فروغ
زخمِ دل سب مرے مٹی مین بھرے جاتے ہین

اشعار (۱۴)

غزل

ہم نگاہون مین سدا اپنی تجھے رکھتے ہین
نظرِ بد سے رقیبون کی بچا رکھتے ہین

دل بھر آتا ہے جو وہ ہاتھ زرا رکھتے ہین
کیا مسیحا ہین عجب دستِ شفا رکھتے ہین

شوخیان نظرون مین آنکھون مین حیا رکھتے ہین
جو ادا رکھتے ہین اک تیر قضا رکھتے ہین

نالہ کرنا کبھی رونا کبھی آہین بھرنا
شبِ غم چاہنے والی کچھ اُٹھا رکھتے ہین

جس سے امید نہین اُس سے شکایت کیا ہے
بیوفاؤن پہ ہم الزامِ وفا رکھتے ہین

صورتِ آئینہ کہدیتے ہین منہ پر سب کچھ
صاف دل جو ہین کہین دلمین بھلا رکھتے ہین

ہاتھ رکھنا تو کجا فاتحہ پڑھنے کے لیئے
پاؤن بھی کب مری تربت پہ بھلا رکھتے ہین

خون گو تن مین نہین ہے مگر اے ناوکِ ناز
دلمین تیر کیلیئے دو بوند لگا رکھتے ہین

جان دیدیتے ہین تنگ آ کے جفا سے تیری
بیوفائی کا عدو نامِ وفا رکھتے ہین

ہائے یون دستِ تسلی مری تقدیر مین تھا
ہاتھ تربت پہ مری بعد فنا رکھتے ہین

پھرتے ہین سب کی نگاہون مین جو اینٹھی ہی
اب زمین پر وہ کہان پاون پھیلاے رکھتے ہین

حشر مین رکھتے ہین تھا جان سے بیزار ھے آپ
خون ناحق مری گردن پہ روا رکھتے ہین

یاد مژگان مدد دے خار مغیلان مدد دے
دشت وحشت مین قدم آبلہ پا رکھتے ہین

غزل ۱۴۶

جو فروغ اُنسے محبت مین ملے ہی وہ عزیز
اُنکے غم کو بھی کلیجے سے لگا رکھتے ہین

اشعار (۱۹)

غزل

دیکھئے تو آئیگا آپ ادھر کونسے دن
کون سی رات کو اے رشک قمر کونسے دن

ہوگا روشن ترے جلوے سے یہ گھر کونسے دن
دن پھرینگے مرے اے رشک قمر کونسے دن

منہ کو آنچل سے چھپائے ہی کوئی حشر مین بھی
ہوگا پھر آہ کے جھونکونکا اثر کونسے دن

آج وعدہ تھا کسی سے کہ رقیب آ پہونچا
ہوئی نازل یہ بلا بھی مرے گھر کونسے دن

ہمہ تن داغ جگر ہی ہمہ تن درد ہی دل
چٹکیان لیتی نہین نیچی نظر کونسے دن

کان تک اُنکے نہ پہونچے مرے نالے ورنہ
نہ ملی عالم بالا کی خبر کونسے دن

زندگی اپنی تو قیامت کے سہارے پر ہی
دیکھئے ہو شب فرقت کی سحر کونسے دن

دل لگی دل ہی مین ہین آرزوئین روز وصال
موت آنیکو تو آئی ہی مگر کونسے دن

مستعد آج تھے بالکل مرے گھر آنے کو
آئی ہی غیر کے مرنیکی خبر کونسے دن

ہجر مین چلتا ہی رک رک کے مرا توسن عمر
دیکھئے ختم ہو یارب یہ سفر کونسے دن

نالہ و آہ کی بھی دیتا ہی فرصت ہمکو
درد دل کونسی شب درد جگر کونسے دن

آج پھر روک لیا غیر کے فقرے نے اُنھین
میرے مرنیکی اُڑائی ہی خبر کونسے دن

چاہ کے نام سے چونک اُٹھتا ہی ابتک وہ حسین
یہ جھجک دیکھئے کب جائے یہ ڈر کونسے دن

انقلاب ایک زمانیکو ہو وہ غیر سے خوش
پھرتی ہی آنکھ پلٹتی ہی نظر کونسے دن

کانپ اُٹھتے ہین اِدھر وہ مین تڑپتا ہون اُدھر
دل لگی دلکو نہین ہوتی ہی خبر کونسے دن

دیکھئے ہجر میں کب لیگا زمانہ کروٹ
تڑپ پاس دلکی دکھائیگی اثر کونسے دن

گھر شوق سے کیا کچھ نہ چھپایا اس نے
نہ ہٹی پردہ تری نیچی نظر کونسے دن

عید کے روز بھی ظالم نے لگایا نہ گلے
دیکھئے گھٹتا ہے اب دردِ جگر کونسے دن

غزل ۱۴۷ | غیر کے ساتھ وہ ٹھہرے مری تربت پہ **فروغ**
جذبِ الفت نے دکھایا ہے اثر کونسے دن | اشعار (۲۰)

غزل

چلی بادِ خزان گل ہین نہ اب بلبل چہکتے ہین
نہالانِ چمن گلشن میں دیدے کے ٹپکتے ہین

نظر جھپکے گی سورج کیطرح عارض چمکتے ہین
اٹھائین رخ سے پردہ بھی تو کب ہم دیکھ سکتے ہین

الٰہی کانپتی ہے کیون زمین گورِ غریبان کی
کسیکے چاہنے والونکے شاید دل دھڑکتے ہین

بھلا ہو اس نزاکت کا کبھی کام آہی جاتی ہے
حسین کب میری جانب بھی نگاہین پھیر سکتے ہین

کہین ہمسایہ ہوتے ہوئے قلبِ دشمن سے آتی ہون
خدنگِ ناز کانٹے کی طرح دلمین کھٹکتے ہین

سنبھل جاتے ہین فوراً نام لیکر ساقیِ کوثر
کبھی نشہ مین گر رندِ سبوحی کش بہکتے ہین

دعائین لیتے جاتے ہو سزائین دیتے جاتے ہو
تھکے گی کیا زبان میری تمہارے ہاتھ تھکتے ہین

پھنکے قلب و جگر اُف گرمیِ سوزِ تپِ فرقت
یہ داغِ آتشِ غم ہین کہ انگارے دہکتے ہین

شکستہ دل نکر اپنو نکالا تا اندا نہ کھینچا ہین
اگر موئے مژہ ٹوٹے تو آنکھوں مین کھٹکتے ہین

قیامت ہے گنہگار اب قریبِ دوزخ آ پہنچے
خدا را دوڑ اے رحمت کہ وہ شعلے لپکتے ہین

کبھی ٹوٹتے ہین بھول یا دل ان عجیبوں کے
عنادل یاس کی نظروں سے منہ گلچین کا تکتے ہین

ہو کے وصل مین شوخی بہت کچھ دیتی ہے لیکن
حجاب آہی ہے شرماتی دلہن بھی ہین جھجکتے ہین

بہار آئی خزان مین باغ کی دیوارین ہین رنگین
اُگی ہین خنجرِ نلی جھنپیں عنادل سر پٹکتے ہین

جہانمین حاسدونکو یہ سزا بھی ملتی ہے
کہ جلنے سے رشک ہوتا ہے وہ آنکھوں مین کھٹکتے ہین

تمہارے گھر کو چشمِ منتظر سے کیا تعلق ہے
تمہاری روزنِ دیوار کی راہ سے تکتے ہین

یہ سب جذبِ محبت کی ہی رنگینی گلستان مین
لہو بلبل کا لیکر باغبان گل پر چھڑکتے ہین

نئی شوخی ہی یہ بھی روندکر دشمن کے مرقد کو
زرا تھم کر مری تربت پہ وہ دامن جھٹکتے ہین

وفا کا خاتمہ ہی نازکی و ناتوانی پر
وہ آنکھین پھیر سکتے ہین نہ ہم دل پھیر سکتے ہین

بھری ہی کان مین میرے جو آوازِ شکستِ دل
کلیجہ تھام لیتا ہون مین جب غنچے چٹکتے ہین

غزل ۱۴۸	**فروغ** انداز پیری مین وہی ہی دل کے داغون کا ستارے جھلملا کر صبح کو جیسے چمکتے ہین	اشعار ۱۵

غزل

ساقیا انکار کی خصلت تو یارون مین نہین
کچھ فروغِ بادہ کش پرہیزگارون مین نہین

آبلون کو دیکھکر جنبش بھی خارون مین نہین
آج کچھ سرگوشیان امیدوارون مین نہین

شوق کی کوئی سُنے یا نازکی کی وصل مین
ہان۔ وہ کہتا ہی یہ کہتی ہی اشارون مین نہین

اک زرا گورِ غریبان مین بھی جھک جائے نظر
بات اتنی ہی کوئی روزن مزارون مین نہین

مسکراتا ہون مین تھم تھم کر تڑپتی ہی جو برق
یہ وہ عادت ہی جو تیرے بیقرارون مین نہین

ظلم معشوقون پہ بھی معشوق رکھتے ہین روا
بھول کب جاتے ہین ہم ہان گندہ گنہگارون مین نہین

انتظارِ وعدۂ دیدار محشر تک کیا
ضبط کی پر اب سکت امیدوارون مین نہین

گر قبول افتد زہے عز و شرف حاضر ہی دل
ہی تمھین مین عادت انکار یارون مین نہین

کسلئے پھر دیدۂ جوہر سے روتی ہی لہو
گر تمھاری تیغ میرے سوگوارون مین نہین

کیون لیا تھا دل اسی وعدے اسی اقرار پر
اس پہ یہ طرہ کہ ہم بے اعتبارون مین نہین

یاس کہتی ہی سوالِ بوسہ سے کیا فائدہ
شوق کہتا ہی مزا دے کی شمارون مین نہین

پھر بھی تو گورِ غریبان مین نہین اُٹھتی نقاب
گو سمجھتے ہین کوئی روزن مزارون مین نہین

مضطرب بستِ تسلی سی ہوئے قلب و جگر
ضعف سی تابِ سکون ہی بیقرارون مین نہین

کسکے دستِ شوق کی گرمی نے دکھلایا اثر
تازگی کچھ آج اُن پھولون کے ہارون مین نہین

غزل نمبر ۱۴۹	عندلیبونکو خزاں ہے اے **فروغ** ایسی بہار گل کوئی قرب نشیمن شاخساروں میں نہیں	اشعار (۱۶)

غزل

اک جگہ رہنی کی عادت بیقراروں میں نہیں
شوخی انداز کے کشتے قراروں میں نہیں

پھر تمہیں بتلاؤ چھچھ جاتی ہے دل میں کون شے
برچھیاں کیونکر کہوں پنہاں اشاروں میں نہیں

ہاں بھری محفلمیں جام بادۂ لبریز لا
ساقیا بندہ کوئی پرہیزگاروں میں نہیں

کیوں ہمیں کو یاد ہے دل سیکے آنکھیں پھیرنا
کیوں ہمیں جھوٹے ہیں تم بے اعتباروں میں نہیں

سب تو سب بیتاب وہ بھی پردۂ شوخی میں ہیں
لیجئے اب کون اُنکے بیقراروں میں نہیں

شوخیاں آنکھوں کی کھوئے دل کا دیتی ہیں پتہ
بے سبب سرگوشیاں ان رازداروں میں نہیں

شرم نے ڈھارس دلائی یوں دم اقرار وصل
ہاں کا پہلو لیکے نکلی ہے اشاروں میں نہیں

رنگ کچھ اُلفت کا بھی ہے کچھ وفا کی بو بھی ہے
گندہ گیا دل بھی تو اُن پھولوں کے ہاروں میں نہیں

چال چلتے ہیں کہ لڑتے ہیں نہ میں سے بھی حسین
چین سے کمبخت مرکے بھی مزاروں میں نہیں

عشق میں تسکین ہے اک نام مجبوری کا ہے
ضعف سے ہلنے کی طاقت بیقراروں میں نہیں

نیچی نظریں کہہ رہی ہیں کچھ زباں پر ہے کچھ اور
کیوں نہ حال افشا ہو انکا رازداروں میں نہیں

لا دل او آنکھیں چرانیوالے چوری کھل گئی
اب نہ چھپ کہنا کہ ہم بے اعتباروں میں نہیں

قبر عاشق پر کہاں چڑھتے ہیں باسی کر بھی
رشتۂ مہر و وفا پھولوں کے ہاروں میں نہیں

وصل کا انکار بھی کرنے نہیں دیتی حیا
قید ہے نیچی نگاہوں کے اشاروں میں نہیں

کاش پھیرے ہی ترے کوچے کے ہوتے رات دن
ضعف سے گردش بھی قسمت کے ستاروں میں نہیں

غزل نمبر ۱۵۰	کیلی کی بو نہیں احباب میں کچھ اے **فروغ** کچھ ہم مل بیٹھنے کا لطف یاروں میں نہیں	اشعار (۱۲)

غزل

غزل

اب یہ ہے کون کسکے قابو مین | دمین تم دل ہمارے پہلو مین
نہین غمزہ تک دیکھو چلبلی شب | میری قسمت کا بل ہے ابرو مین
وہ ادا ہین جفا کی زہر اثر | وہ نگاہین حیا کی قابو مین
کوئی مشکل پڑے پرا ہے بہت | فرق آئے نہ چشم و ابرو مین
درد گھر ہی بنائے لیتا ہے | اجتو آ بیٹھو میرے پہلو مین
کاش اٹھتی تمہاری نیچی نظر | تیر ہنسی کمان ابرو مین
توبہ کالی گھٹاؤن سے ٹوٹی | پھر طبیعت رہی نہ قابو مین
بانکپن تیغ مین غضب کا ہے | کیون نہ لب ہائے زخم منہ چو مین
دل کی بے اختیاریون پہ ہنسو | گو نہو خود زبان قابو مین
درد کیا تمہین ہو جو سمجھے ہو | چٹکیان لے رہی ہو پہلو مین
بدلی ہے کچھ نظر بھی چتون بھی | چل گئی ہو نہ چشم و ابرو مین

غزل ۱۵۱

اب جہان مین فروغ اوج و لقا
مستند ہین زبان اردو مین

اشعار (۱۵)

غزل

زور ہے انکے دست و بازو مین | دل جو رکھتے ہین اپنے قابو مین
شوق مین یون بلائین کیا پڑھکر | پاؤن بس مین نہ ہاتھ قابو مین
دل ہو یا درد آپ ہون یا تیر | دشمن جان سبھی ہین پہلو مین
ہاتھ اب کوسنے کو اٹھتے ہین | زور آنے لگا ہے بازو مین
رحم آنے لگا ہے دشمن کو | درد رہنے لگا ہے پہلو مین
ان حسینونکی پھر شکایت کیا | دل ہی کمبخت کب ہے قابو مین

پیچ پیچ تقدیر ہین کسیکی پڑین / آپ گھونگر بنا ہین گیسو مین

خواب ہین سب کے جاتے ہوئے قصد / نہین تم بھی تو اپنے قابو مین

ظلم سے ہاتھ اُٹھا نہین سکتے / سکت اتنی کہان ہی بازو مین

نکلے پڑتی ہی میان سے تلوار / نہین قبضہ بھی اُسکے قابو مین

کل تلک تم تھے زینت آغوش / آج ہی درد میرے پہلو مین

ہم سے تمکو غرض ہی کیا ہم کون / دلمین تم دل تمہارے قابو مین

یون ہی گردش مین چشم خواب آلود / مست پی پیکے جسطرح جھومین

ایک دل پہ نہین ہمارا زور / ایک دنیا تمہارے قابو مین

غزل ۱۵۲ | زندگی کا مزا فروغ ہی یون
ہاتھ مین جام یار پہلو مین | اشعار (۱۵)

غزل

کیا حفظ مراتب ہی محبت کے اثر مین / دلمین ہی مرے درد و ہمک آپکے سر مین

پردہ پڑا دنیا ہی کہ ٹہرے نہین گھر مین / ہر وقت چبا کرتے ہو دشمن کی نظر مین

نیرنگی دنیا کا تماشا نہ دکھاؤ / پھر کیا کہ چھپا آنکھ مین شوخی ہی نظر مین

ظالم ترے خنجر کے یہی دو ہین ٹھکانے / رہتا ہی مرے حلق پہ یا تری کمر مین

ہوتی ہو کہین درد سے رخصت نہ تری یاد / اک ہوک سی اُٹھتی ہی مرے قلب و جگر مین

کچھ ربط تو ہی حسن و محبت مین بہر حال / یان داغ جگر مین ہین وہان پھول ہین سر مین

کیونکر کوئی اُس دل کے بھلا ناز اُٹھائے / رہتا ہو جو کمبخت حسینون کی نظر مین

تھم کر نہ چلی حلق پہ تلوار تمہاری / وہ کب کہین ٹھہرے گی جو رہتی ہی کمر مین

رو کے کوئی کس کس بھلا صبح شب وصل / اُٹھتے ہین ادھر آپ ادھر درد جگر مین

تڑپے کوئی مرجائے کوئی در پہ تمہارے / تم چین سے آرام سے بیٹھے رہو گھر مین

یہ سر جو سلامت ہی تو قاتل بھی ہزارون — بیٹھے رہین باندھے ہوئے وہ تیغ کمر مین

انداز ہین سب درد محبت مین تمھارے — ہی آج مرے دلمین تو کل میرے جگر مین

ملتے ہی نگہہ ہنس دئے آنکھو نکو جھکا کر — شوخی بھی چھپی بیٹھی تھی شرمائی نظر مین

تم کون ہو مین تو ہون گنھگار محبت — کیون جذب محبت تمھین لایا مرے گھر مین

غزل ۱۵۳

ڈرتا ہون **فروغ** آنکھو مین سینہ سے لگا کر
سوزش ہی قیامت کی مرے قلب و جگر مین

اشعار ۱۶

غزل

رشک اسکو ذرا بھی نہین صحبت کے اثر مین — تلوار لچکنے لگی رہ رہ کے کمر مین

حسن انکا نظر سے نہین کچھ کم ہی اثر مین — کھبتا ہی یہ آنکھون مین وہ گڑتی ہی جگر مین

گردش مری قسمت مین ہی چکر مرے سیر مین — ملتا ہی مجھے لطف سفر بیٹھ کے گھر مین

خنجر مین یہ انداز ہی مطلب کا تمھارے — ڈالے گا کسی روز جدائی تن و سر مین

ظالم یہ نگاہین ہین تری رشک کی چھریان — ہون دوست کہ دشمن سبھی رہتے ہین نظر مین

عشاق سمجھتے ہین جنھین داغ محبت — ان چشمکیو نکے نیل نہون قلب و جگر مین

بیتابیون نے اپنی اثر خوب دکھایا — ہم کچھ بھی نہ ٹھرے کسی کافر کی نظر مین

جو جس کے مناسب تھا وہی اسکو ملا ہی — سودا مرے سر مین ہی غرور آپکے سر مین

جلوے ہین تری برق تبسم کے نرالے — ہی آج قیامت کی چمک درد جگر مین

کچھ میری نگہہ مین ترا انداز ہی اے دوست — آنکھو نسے نہان رہکے بھی بسکے ہی نظر مین

عشاق سے جب ملتی ہین جھک جاتی ہین آنکھین — آجاتے ہین ظالم بھی محبت کے اثر مین

اچھی یہ محبت کی نکلنے لگین راہین — پڑنے لگے ناسور مرے قلب و جگر مین

گردش سے غرض حسن و محبت نہین خالی — عاشق کی ہی قسمت مین حسینو نکی نظر مین

انکا نکا اٹھا بوجھ نہ اللہ ری نزاکت — منقوط کوئی حرف نہین لفظ کمر مین

غزل

مجھسے ملجائین وہ ایسی کوئی تدبیر نہین
خوبیٔ بخت سے لڑتی مری تقدیر نہین

شوخ آنکھین تری کیا جلد پلٹ جاتی ہین
اسطرح ہائے پلٹتی مری تقدیر نہین

کب ترا وعدہ ترا قول بھی سچا نکلا
گر مری آہ مین فریاد مین تاثیر نہین

قیدئے عشق یہ سمجھتے ہین تھے پابند حیا
جسطرح پاؤن مین انکے کوئی زنجیر نہین

عرش تک منہ سے نکلتی ہے مری آہ گئی
آپکے تیر سے کم پلہ مین بھی تیر نہین

عشق کے ساتھ کہین حسن پہ بھی حرف نہ آئے
بھید نہ کھلے کہ کسی چیز مین تاثیر نہین

تیغ کو آنکھ کو دنیا کو پلٹتے دیکھا
ایک کمبخت پلٹتی مری تقدیر نہین

آتے ہین پھر کے بھی ظالم کہین جانیوالے
بیوفا میری جوانی سے سوا تیر نہین

کٹتے ہی وصل کی شب صبح فراق آئی نظر
کہین الٹی تو مرے خواب کی تعبیر نہین

یہی ہوتا کہ ترے گرد پھرا کرتا مین
کام آتی مری کچھ گردش تقدیر نہین

ایک ہلکی سی نقاب آئنہ پر ڈالے ہوئے
بیحجاب آپ تو کیا آپ کی تصویر نہین

دلمین ہے درد مگر درد کی کیا انکو خبر
لب پہ ہے آہ مگر آہ مین تاثیر نہین

نظرین ملتی ہین مگر وہ نہین ملتے مجھسے
آنکھین لڑتی ہین یہ لڑتی مری تقدیر نہین

غزل ۱۵۶	ٹھیک ہے غالب و ناسخ کا یہ ارشاد فروغ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین	اشعار (۴۰)

غزل

آپ سنتے ہین کسکی غیر ہین کس دھیان مین
بھر گئی ہین میرے نالونکی صدائین کان مین

خنجر و ابرو ہین میرے قتل کے سامان مین
جھک رہے ہین کچھ نہ کچھ کھلنے کو انکے کان مین

یاد گیسو کی قلب مین ہے قلب انکے دھیان مین
جان میری دلمین ہے اور دل ہے مرے جان مین

[illegible] مین بھی ہے مرحبا اے شوق وصل
دم نکل جائے اسی حسرت اسی ارمان مین

مرنے دے اسے ناامیدی مجھکو عوضِ مدعا
کچھ نہ کچھ آخر مروت ہوتی ہے انسان مین

جان بھی دل بھی جگر بھی سر بھی صدقے آپ پر
لیجیے حاضر ہے جو کچھ ہے مرے امکان مین

کوستے ہو تم مجھے مین جان سے بیزار ہون
جو مجھے حسرت ہے تیغ کی ہو اسی ارمان مین

ظالمون مین ہو رہے ہین مشورے بیداد کے
آسمان جھک جھک کے کچھ کہتا ہے انکے کان مین

تم سدھارو گھر عدم کی راہ لین ہم صبحِ وصل
تم کسی سامان مین ہو ہم کسی سامان مین

کوس کر مجکو کہو شوخی سے پھر دشمن ترے
اسطرح تا یہ صدا پہنچے عدو کے کان مین

سُرخیِ لب ہائے نازک نے کیا دل کو لہو
حسن نے رنگِ ستم اچھا لگایا پان مین

غیر کی حسرت تمہین مجکو تمہاری آرزو
پھر میری طرح تم بھی ہو کسی ارمان مین

تیری چشمِ شوخ مین نیرنگئ عالم نہان
ہے شباہتِ جہان مخفی ترے پیمان مین

وصل مین گر عذر ہے تو ایک بوسہ ہی سہی
پھیر دے سائل کو جو کچھ ہے ترے امکان مین

یون کسیلئے وصل کی حسرت نہو دشمن کو بھی
دل لپٹ کر رہگیا ظالم ترے پیکان مین

ناامیدی مین بھی پہلو ہے نیا تسکین کا
وصل سے بڑھکر ہے لذت وصل کے ارمان مین

سینے رو کا لاکھ پھر بھی چھن کے نکلا نورِ حسن
جھک کے تکتے ہین نقابِ رخ کے گوشے کان مین

ذبح کرنے پر بھی جب غصہ کا عالم ہے وہی
کیون اٹھا رکھو جو ہو کچھ اور بھی امکان مین

آپ جب باندھین بندھے جب آپ ہی ٹوٹ جائے
نازکی ہے آپ مین یا آپ کے پیمان مین

غزل ۱۵۸	وصفِ حیدر اور کوئی کرسکے کیا اے فروغ کی ہے انکی مدح خود اللہ نے قرآن مین	اشعار (۱۵)

غزل

یوہین سکتے دلِ عشاق پہ جوبن کے بیٹھے ہین
پھر اسیر وہ قیامت کر رہے ہین تن کے بیٹھے ہین

سرہانے ڈھانک کر منہ وہ مرے مدفن کے بیٹھے ہین
کوئی جانے بڑا صدمہ ہوا یون بنکے بیٹھے ہین

بسے ہین وہ مری آنکھون مین ہین انکی نظر و من مین
وہ گویا بے تکلف سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

کبھی سے شرم آتی تھی مجھی سے منہ چھپاتا تھا / پھر اُس پر اور طرّہ سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

کوئی یہ سمجھے کہ جلسے قتل ہی کرنا یہ کیا جانین / مری بزم عزا مین یون وہ بھولے بنکے بیٹھے ہین

کبھی کو قتل کرتے کاش یہ دیکھا نہین جاتا / عجب انداز سے سینہ پہ وہ دشمن کے بیٹھے ہین

کوئی اتنا تو پوچھے تیغ کیونکر کل اُٹھائی تھی / جو میرے پھول اُٹھانے آج نازک بنکے بیٹھے ہین

بھلا کیونکر نہ وہ اپنے سخن کی اد بھیریا ہین / گلا لیکر مرا آگے مرے دشمن کے بیٹھے ہین

سوال وصل تو کیا بات کوئی کر نہین سکتا / چڑھا کر تیوریان غصّہ سی وہ یون بنکے بیٹھے ہین

یہی تو کل تھے جو کیسے ہمارے دوست بنتے تھے / وہی تو آج ہین پہلو مین جو دشمن کے بیٹھے ہین

یہی حضرت تو کل میخانہ سے نکلے تھے منہ ڈھلکے / وہی تو آج یہ منبر پہ واعظ بنکے بیٹھے ہین

ادائین سادگی کی سوگ نے اچھی نکالی ہین / وہ گویا بزم ماتم مین مری بن ٹھنکے بیٹھے ہین

قصور ہے جو ڈھونڈے بھی تو کوئی کسطرح دیکھے / کہ جب پایا اُنھین پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

[illegible] ناز کی خاطر نہ درد اُٹھا نہ دل اُٹھا / یہ اچھے میزبان ہین میہمان بنکے بیٹھے ہین

غزل ۱۵۱ — **فروغ** — اشعار (۱۸)

اچھا نہین اسوقت انکی بزم مین جانا / یہ ہم دیکھ آئے ہین پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

غزل

منہ چھپائے ہوئے کیون مجھ سے حسین رہتے ہین / کیا مرے دل مری آنکھو مین نہین رہتے ہین

دل عشاق مین کعبہ کے مکین رہتے ہین / جس جگہ رہتے تھے اب بھی وہین رہتے ہین

ڈھونڈ کیا ہین تو مرے دل سے یہ آئی آواز / کہ جسے ڈھونڈتا ہے تو وہ یہین رہتے ہین

میری جان ہر شکن فرش ہے غصّہ کی دلیل / وصل مین ہم سے سبھی چین بجبین رہتے ہین

[illegible] اپنا نہین جسکو وہ خبر لین کس کی / بھولنے والونکو ہم یاد کہین رہتے ہین

ہاتھ [illegible] دلبر وہ کسی کا کھٹنا / میری حسرت مری ارمان یہین رہتے ہین

ہر جگہ تو رگ گردن سے زیادہ ہے قریب / بے ترے چاہنے والے بھی کہین رہتے ہین

دونون دشمن ہین تری چال ہو یا نیچی نظر
خاک آرام سے ہم زیر زمین رہتے ہین

تیری فرقت مین سنبھالے سے نہ سنبھلے کیونکر
دل کہین اور ہی ہاتھ اور کہین رہتے ہین

پھیر مری دستِ تمنا کی خطا کو سنی تھی
دستِ گلچین سے بھی پھولون کے جو ہین رہتے ہین

لوحِ تربت ہی ترا نقشِ کفِ پا اے دوست
وہی اچھے ہین کہ جو زیر زمین رہتے ہین

کوستے ہین وہ مجھے چھیڑتا ہون ہین اُنکو
کہ زبان اُنکی مرے ہاتھ کہین رہتے ہین

شوقِ دیدار مبارک ہو تجھی کو اے غیر
چاہنے والو کی نظرون مین حسین رہتے ہین

اُنپہ الزام لگاتی ہے نزاکت تیری
ہوش ہی ہین جو شبِ وصل نہین رہتے ہین

لیجئے آ گئے محشر مین بھی یہ دنیا سے
اک جگہہ آپکے بیتاب کہین رہتے ہین

اے فلک سنگِ حوادث سے نہ اس دل کو کچل
ناز پر وہ وہ امید یہین رہتے ہین

پھر ہوا حسن کے دریا مین تموج پیدا
آجکل ہم سے وہ پھر چین جبین رہتے ہین

کیا **فروغ** ایک زمانہ ہے ہمین کو کہتا
شعلہ حسن مین کیا تیرے ہمین رہتے ہین

ردیف واو

غزل ۱۵۹ — غزل — اشعار (۱۲)

مجکو یہ ڈر حشر کے ملتے مین رسوائی نہو
اُنکا یہ کہنا کہ جو کچھ ہو پہ تنہائی نہو

اچھی صورت تم پہ بھی آفت کوئی لائی نہو
جسکو تم شہرت سمجھتے ہو وہ رسوائی نہو

خود بخود فرطِ مسرت سے کھلے جاتے ہین زخم
تیغ اٹھاتے وقت قاتل کو ہنسی آئی نہو

سامنے ہی پر کسیکو تو نظر آتا نہین
حسن خود ہی پردہ چشم تماشائی نہو

مدعائے مجمع محشر غلط سمجھا ہون کاش
دل دھڑکتا ہے کہ دنیا تیری شیدائی نہو

لاش پر بھی آ کے منہ ڈھانکیگا وہ پردہ نشین
جان دینے پر بھی صورت اُسنے دکھلائی نہو

قدر ہوتی ہی نکلتا ہی جو کچھہ دن چھپکے چاند
خوبیہ اُس پردہ نشین کو بھی پسند آئی نہو

بیوفا مجکو کہے وہ اعتبار آتا نہین
طرز سے اُسنے عدو کی بات دوہرائی نہو

ور دل مین میرے اُٹھتی ہی جو رہ رہکر چمک
چٹکیان لیتی ترے جلوے کی رعنائی نہو

چرخ بھی جھک جھک کے اب ہمپر ستم کرنیلگا
اُن نگاہون نے اسے یہہ چال سکھلائی نہو

وائے نادانی یہہ کس سے ہی مجھے چشمِ وفا
آنکھ بھی وہ آنکھ جو دل لیکے شرمائی نہو

ناز کی لائی کہانسے اسقدر ہلکی نقاب
گر مسیر پردہ چشمِ تماشا ئی نہو

لو بس اب ہنسدو کہ یہہ فقرہ نہین چلتا ہوا
وصل کی شب نیند شوقِ وصل مین آئی نہو

ہین وفورِ رنج سے چپ وہ متانت سے خموش
حسن نے انکو ادائے عشق سکھلائی نہو

نیچی نظرِ نگاہ زبان خلق پہ مذکور ہی
یہہ حیا کیسی کہ جسکو شرم رسوائی نہو

غزل ۱۶۷	اپنے دامن شوق کی نظرین ہین پھیلائے فروغ حسن کے سائل کہین چشمِ تماشائی نہو	اشعار (۱۶)

غزل

دولتِ دیدار سائل نے کہین پائی نہو
روزنِ در آپ کا اور آنکھ دکھلائی نہو

دیکھے الزامِ وفا پھر ہنسکے یہہ بھی کہہ دیا
ڈالدو چادر لحد پر روح شرمائی نہو

اسقدر لبریز حیرت ہی کہ ہوتا ہی گمان
وقتِ زیب آئینہ چشمِ تماشائی نہو

بیقراری اور شوخی کی تو لفظی بحث ہی
اُن نگاہونکو ادا دلکی پسند آئی نہو

مرنیوالے مر کے نامِ عشق زندہ کر گئے
منہ نہ کھلواؤ یہہ کچھ نازِ مسیحائی نہو

کون چار آنسو بہائے گا ہماری قبر پر
جسکو سب سمجھے ہو گھٹا وہ بیکسی چھائی نہو

وصل کی شب کب یہہ غصہ مین ہین ماتھے پر شکن
حسن کے دریائے بے پایان مین لہر آئی نہو

سنتے ہین اک موج سے ہاتون بڑھا دریائے حسن
اُٹھکے خوابِ ناز سے لی تمنے انگڑائی نہو

وہ سخن میرا ہی جس پر ہوتے ہین سو اعتراض
ضبط کرنے مین بھہ مشکل ہی گھٹا جاتا ہی دم
یاس کھتی ہی کہ سُنینگے وہ بھلا اقرارِ وصل
اک نفس آئینہ آہن مین ہو جس کا اثر
اُنکا یہہ دعوےٰ حیا ہی رونقِ بازارِ حسن
دل کے رہنے مین بھی عدو ہمکو تو ہی خلوت ناپسند
وہ بھی کہتے ہین مری فریاد کرنا حشر مین

بات وہ دشمن کی ہی جو تمنے جھٹلائی نہو
نالے کرنے مین بھی ڈر ہی اُنکی رسوائی نہو
شرم کھتی ہی کہین لب پر نہین آئی نہو
ایک نالہ ان بتون مین جسکی شنوائی نہو
میرا یہہ کہنا کہ اس پردے مین رسوائی نہو
اور یون ملنے مین ہی یہہ شرط تنہائی نہو
مین یہہ کہتا ہون بھری محفل مین رسوائی نہو

غزل ۱۶۱

آپکا طرزِ سخن سب سے الگ ہی اے **فروغ**
یہہ زبان اور یہہ طبیعت اور نے پائی نہو

اشعار (۲۰)

غزل

خفا ہون آپ ذکرِ وصل پر بھی جب تو پھر کیا ہو
زیادہ گر نہو تو اعتبارِ عشق اتنا ہو
ہمارا ساقیِ بے گلرو ہو ہم ہون دورِ صہبا ہو
مین کہتا ہون کوئی مر جائے قسمتین تو پھر کیا ہو
محبت مین خطا کچھ میرے دل کی ہی نہ آنکھون کی
وہان اک دل لگی ہی وعدہ کرنا اور مکر جانا
گلا سفاک سے کیا ہی پڑے تلوار اگر اوچھی
شبِ وصلِ عدو سے سونیوالے چونک چونک اُٹھین
دمِ آخر وہ بیٹھے ہین سرہانے مین یہہ کہتا ہون
اثر ہی پستی و رفعت مین یکسان داغِ اُلفت کا
یہہ مانا تو نہ آفت کا ہی تیری نیچی نظر لیکن

مری قسمت خوشی کی بات مین بھی رنج پیدا ہو
تمہین مجھپر بھروسا ہو مجھے دلبر بھروسا ہو
زمین پر سبزہ پھیلا ہو فلک پر ابر چھایا ہو
وہ کہتے ہین مجھے مطلب بلا سے میری اچھا ہو
تری کافر جوانی خود یہہ کہتی ہی مجھے چاہو
یہان یہہ شرم کب تک اپنے دل سے کوئی چھپتا ہو
مری قسمت ہی مین کب تھا کوئی ارمان پورا ہو
مرے نالو زمانہ مین تمہارا بول بالا ہو
خدا رکھے تمہین دنیا مین تم ہو اور دنیا ہو
اگر ڈوبے تو یہہ ناسور ہو ابھرے تو چھالا ہو
نہ روکون مین نگاہِ یاس کو اپنی تو پھر کیا ہو

اُٹھا رکھا تو ہے دیدار کے وعدے کو محشر پہ
مزا جب ہے خدا کے سامنے بھی کوئی جھوٹا ہو

غرور حسن اجازت آنکھ اُٹھانیکی نہیں دیتا
سویرے اُٹھکے اُسنے آج آئینہ نہ دیکھا ہو

کرو عہدِ وفا یا دل ہمارا پھیر دو ہم کو
خدا کیواسطے کیون ہو گئے چپ پچھتے کیا ہو

یہ سر حاضر ہے کھینچو میان سے تلوار ادھر آؤ
کسی کی جان جائے پر تمہارا دل نہ میلا ہو

دم آخر چلے آؤ تو چھیدا بھی اُتر جائے
مرا وعدہ برابر ہو تمہارا قول پورا ہو

ارے بیدرد اُٹھکر تیرے در سے وہ کہان جائین
نہ دُنیا مین کہین جن بے ٹھکانون کا ٹھکانا ہو

انھین غیرونسے ملنے کا بہانا ہو گیا اچھا
کسی دن مین یہ کہہ بیٹھا تھا تم ہو اور دُنیا ہو

غزل ۱۶۴	بُری ہو یا غزل اچھی فروغ اس سے نہین مطلب نہ فرصت ہو مگر تعمیل ارشادِ احبا ہو	اشعار (۱۸)

غزل

کان پھونچا دین جسے دل تک سخن ایسا تو ہو
چومنے کو جسکے جی چاہے دہن ایسا تو ہو

وصل کے انکار نے برچھی چبھو دی قلب مین
بیٹھ جائے دلمین عاشق کے سخن ایسا تو ہو

انگلی عارض پہ سُرخی پڑگئی جس کی نظر سے
نازنین ایسا تو ہو نازکبدن ایسا تو ہو

تیر سینے سے کلیجہ بھی کھینچ آئے دلکے ساتھ
ہان اشارہ اسنے نگاہِ سحر فن ایسا تو ہو

رشک سے کرنے لگین گل چاک چاک اپنی قبا
خونچکان تیرے شہیدون کا کفن ایسا تو ہو

ایک وعدے پر نہ آکر مجکو دھرا غم دیا
توڑ ڈالا دلکو بھی پیمان شکن ایسا تو ہو

ہو رہا ہے شک جو کچھ نیچی نگاہون پر مجھے
لُٹ رہے ہین مسکرا کر حسن ظن ایسا تو ہو

سُنکے میرا قصۂ غم وہ اُٹھے دل تھام کر
کچھ نہ کہہ ہو درد بھی جسمین سخن ایسا تو ہو

جب کوئی ارمان نکلا دل تڑپ کر رہ گیا
ہو گر رنج و غم و درد و محن ایسا تو ہو

پڑتی ہے میت پہ دنکو دھوپ شبکو چاندنی
ناتوانون کا ترے ہلکا کفن ایسا تو ہو

سُنکے نالونکو مرے تم بھی خفا ہونے لگے
بول اُٹھے بت بھی اعجازِ سخن ایسا تو ہو

نیند بھی آتی ہی جب سوتے ہین وہ اینڈ اینڈکر — خو ہمین بھی جو بجائے بانکپن ایسا تو ہو
رات دن خاموش ہو ہمین خالِ رُخ کی یاد مین — مہرِ لب ایسی تو ہو قفلِ دہن ایسا تو ہو
تن کے چلنا چل کے جھکنا جھک کی کھینچا گیا نہین — تیغِ قاتل مرحبا معشوق پن ایسا تو ہو
دیکھکر تجکو لپٹ جاؤن مین فرطِ شوق سی — بیخودی ایسی تو ہو دیوانہ پن ایسا تو ہو
تیرے کشتے کو ترا میلا دوپٹہ چاہئے — رشک آئے جس پہ حورون کو کفن ایسا تو ہو
وہ نہین آتے شبِ وعدہ تو آئے موت ہی — گر نہ ایسا ہو تو اے چرخِ کہن ایسا تو ہو

غزل ۱۶۳۳	واہ نکلے اہلِ محفل کی زبانسے اے فروغ سننے والونکو پسند آئے سخن ایسا تو ہو	اشعار (۲۵)

غزل

مجمعِ اندوہ و غم مین مضطرب دل کیون نہو — دشمنو مین کوئی گھر جائے تو مشکل کیون نہو
کوئی ہوا ہمین کلیجہ کیون نہو دل کیون نہو — جو ہو پہلو مین وہ درد و غم کے قابل کیون نہو
جاتے جئے سامان ہی کیا آخر پئے اخفائے راز — گردِ غم بہر پردہ دارِ حسرتِ دل کیون نہو
غیر سے ہو اُس ستمگر کے تغافل مین بھی بھید — ظلم کرنا ہو تو جس پر اُس سے غافل کیون نہو
منتین قاتل کی کیون کرنا پڑین اے شوقِ قتل — پُر اثر ایسی نگاہِ یاس بسمل کیون نہو
آرزوئے قتل ہو یا التجائے وصل ہو — جو مجھے آسان ہو وہ اُنکو مشکل کیون نہو
دھیان اتنا ہی اُنھین دعوے مسیحائی کا ہی — شاد قتلِ غیر سے ورنہ مرادِ دل کیون نہو
عکس تیرا ہی سہی آئینہ مین کیسے ہے ناز — گھر سے باہر آکے پھر تیرے مقابل کیون نہو
اب کھلا قربِ رگِ گردن کوئی ہی جلوہ گر — سرنگون پاسِ ادب سے تیغِ قاتل کیون نہو
رحم کھاکر ہجر مین جسکو نکالا موت نے — وہ کسیکی جان کیون ہو حسرتِ دل کیون نہو
قیس کو بھی اپنے دلبر ناز ہی اے ساربان — جس مین پوشیدہ رہے لیلیٰ وہ محمل کیون ہو
ہجر مین دشوار جینا موت کا آنا محال — آدمی کے واسطے ہر طرح مشکل کیون نہو

اُسکی بھی ترچھی نگاہین ہین ادھر آئینہ مین
عکس تیرا ہی تو ہے تیرے مقابل کیون نہو

بیخبر ہو نہین خود اپنے حال سے کسکا گلا
جب وہ میری جان ہے پھر مجھسے غافل کیون نہو

ہون کسیکی یاد سے اے رشک جب مین صحبتین
غیر دشمن کسطرح پھر حالتِ دل کیون نہو

وصل مین رکھتی ہے چشمِ شوخ سے اُنکی حیا
درمیان مین آنکھ ہی کا پردہ حائل کیون نہو

غیر کی ضد سے لگائے جب کوئی مجکو گلے
وہ سکون کمبخت بیتابی مین داخل کیون نہو

موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہئے
جان دینا بھی ہجومِ غم مین مشکل کیون نہو

آپ ہی ہمنے حسینونکی بگاڑین عادتین
جسکو ہم دلبر کہین وہ طالبِ دل کیون نہو

وہ خیالِ غیر مین پھرتے ہین اتراتے ہوئے
وصل کی شب ہجر کی راتون مین شامل کیون نہو

شرم نے ڈالا ہے اک ہلکا سا پردہ آج بھی
وصل مین اُنکی نگاہِ ناز حائل کیون نہو

وصل مین اب اضطرابِ شوق کا باعث کھلا
جب چلین یون تیر نظرونکے تو بسمل کیون نہو

وار پلٹا دیتا ہے قاتل کے رُخ کا آئینہ
پاس کی ترچھی نگاہِ نیم بسمل کیون نہو

پاس اُسکی شرم کا ہے مجکو وقتِ قتل بھی
خون کی چادر نقابِ روئے قاتل کیون نہو

غزل ۱۶۴	کاٹ سے شمشیرِ قاتل کے اسے ڈر ہے فروغ مائلِ پرواز رنگِ روئے بسمل کیون نہو	اشعار (۱۳)

غزل

جانِ عاشق ہو تو پھر جان کے خواہان کیون ہو
آپ ہی اپنے عدو ہائے مری جان کیون ہو

دلمین مہمان کسیکے ترا ارمان کیون ہو
اور جو ہو بھی تو عدو کا دلِ ویران کیون ہو

آئینہ دیکھ کے تیوری کا چڑھانا کیسا
مگر اتنا بھی کوئی حسن پہ نازان کیون ہو

اُسکی تم جان ہو ورجا سمجھے ہین سب تمکو
غیر کی جان کا پھر کوئی نہ خواہان کیون ہو

اپنے مرنیکا نہین رنج پہ غم اس کا ہے
ہائے گیسو کسی کافر کا پریشان کیون ہو

تم مری جان ہو سب جان گئے اپنی مختار
مین کہون کیون کہ مری جان کے خواہان ہو

ہوگئین ہجو یہ پئے دل سے خفا ہین شب جہل
لو ادھر آؤ خفا مجھ سے مریجان کیون ہو

لاش اُٹھانے کی بھی امید کا خون ہوتا ہی
قتل کرکے مجھے اب کوئی پشیمان کیون ہو

قصہ جلوہ جو سُنتے ہین تو فرماتے ہین
سچ تو ہی پھر کوئی دیدار کا خواہان کیون ہو

منہ کو ڈھانپے ہوئے مقتل مین عبث آئے ہو
قتل کرنا ہی تو بھلے سے پشیمان کیون ہو

کچھ تو سمجھو مری جان کون ہی نادان نہ ہو
ہوش مین آؤ مری جان کی خواہان کیون ہو

وہم آتا ہی مری لاش نکر دفن یہان
نام کوچہ کا ترے گور غریبان کیون ہو

غزل ۱۶۵	ہین علی عقدہ کشا اپنے غلامونکے **فروغ** مشکلین پڑ جو گئی ہون تو ہراسان کیون ہو	اشعار (۱۱)

غزل

دکھائے گر ذرا بھی قیس جذب عشق کامل کو
یقین ہی کھینچ لائے نجد مین لیلی کی محمل کو

نحیف و ناتوان وہ ہون کہ راہِ عشق جانان مین
اُٹھایا اک قدم مینے کیا طے ایک منزل کو

الٰہی کس ادا پر اسکی پروانے ہین پروانے
سوار و نیکے آتا ہی جلا کیا شمع محفل کو

سب اہل بزم ہین پژمردہ خاطر اُسکے اُٹھنے سے
لیئے جاتا ہی وہ گل ساتھ اپنے رنگِ محفل کو

بچھاور مین کرون تارے ترے رخسار کے تل پر
تصدق مین کرون عارض پہ تیرے ماہ کامل کو

صدا آتی ہی بعد ذبح بھی حلقِ بریدہ سے
خدایا حشر مین رسوا نہ کرنا میرے قاتل کو

ادھر تو سخت جانی ہی اُدھر وہ دستِ نازک ہی
خدا ہی آج رکھے آبروئے تیغِ قاتل کو

تعجب ہی کہ میرے رنج سے واقف نہو کوئی
محبت مین سُنا ہی ہوتی ہی دلکی خبر دل کو

ہوئی روزِ ازل تقسیم جسدم شادی و غم کی
تبسم پایا غنچون نے ملا نالہ عنادل کو

بھبک اشک آنکھون سے جو بہتا یا نہ آتا ہی
لیئے جاتا ہی یارب کون پہلو سے مرے دل کو

فروغ آرام کب پایا ہوا ہون جب سے مین پیدا
دیا ہی رنج اُٹھانے کے لیئے حق نے مجھے دل کو

غزل عـ۱۲۶ | **غزل** | اشعار (۲۰)

ہنس ہنس کے اسطرح کوئی پھر سخن نہو
کچھ بات بن نہ آئے جو دیوانہ پن نہو

ہین شاد ہون نہین ہی تمہارے دہن نہو
اچھا تو پھر رقیب سے بھی ہم سخن نہو

اے رشک دل تڑپ گیا قاصد کی بات تو سنے
اسکی زبان پر کہین اُن کا سخن نہو

ہی عذر بوسہ دینے مین باتین سُنا کے بھی
اچھی کہی زبان تو ہو اور دہن نہو

سمجھا ہے باغبان جو ہوئی باغ مین سحر
پھیلا ہے اُڑ کے رنگ رُخِ یاسمن نہو

دولہا بنا لباس لہو سے جو تر ہوا
اتنی بھی کیا شہید پہ تیرے پھبن نہو

سینے مین کیون پھر ہوک سی اُٹھتی ہی درد کی
کچھ ڈھونڈھتی کوئی نگہ سحر فن نہو

نازک بھی ہو اُٹھاتے بھی غیرون کا ہو مزاج
سمجھو کوئی حسین کہین طعنہ زن نہو

ہین اور دل لگا کے سنو باتین غیر کی
دھیان آگیا حضور کا طرزِ سخن نہو

کیا کیا چٹک کے بلبلون کو دیتے ہین جواب
ان پھولون سا بھی کوئی دریدہ دہن نہو

ہین ناتوان ہون لاش ہو عُریان مری دفن
شاید مجھے تحمّلِ بارِ کفن نہو

دل مجھ سے جان دینے کو کہتا ہی ہجر مین
درپردہ تو یہ اور کسی کا سخن نہو

یہ رشک ہی تو دل کی تسلی بھی ہو چکی
میری زبان پر بھی کسیکا سخن نہو

جنکو ہلاک تیغ تغافل سے تو کرے
اُنکو نصیب غسل نہو اور کفن نہو

دیوین غیر اور آ کے تسلی فراق مین
غم ہی اشارۂ نگہِ سحر فن نہو

ہون خالِ رُخ کی یاد مین کچھ ابھی خموش
پر فکر ہی کہ بڑھ کے یہ قفلِ دہن نہو

کرتے ہو تم وہ بات جو دُنیا سے ہو الگ
چلتے ہو تم وہ چال کہ جسکا چلن نہو

غصہ بھی ہی کہ پوچھتا ہی غیر حالِ دل
پھر شاد بھی ہون مین کہ تمہارا سخن نہو

اسکی بھی فکر بھیجون مین کوئی پیام بر
اس کا بھی رشک اُسنے کوئی ہم سخن نہو

کیونکر جلائے آتشِ دوزخ نہ اے فروغ

اُس دلکو جس مین دوستیِ پنجتن نہو

غزل ۱۶۷ — غزل — اشعار (۲۰)

اچھا چلو ہمین سہی جھوٹے خفا نہو
کرتے ہین ایسا وعدہ ہمین جو وفا نہو

اے چرخ غیر پر وہ بہت مہربان ہین
ہی لطف منقلب جو کہین اب زمانا ہو

بغضِ عدو بھی دلمین نہ آئے شبِ وصال
بس اور کوئی میرے تمہارے سوا نہو

ہونگا بلا ہین ہاتھ جو مینے بڑھائے ہین
چھوتا نہین ہون بھول سے عارض خفا نہو

آئے ہو لاش پر تو نہ آنسو نکلنے پائین
صحبت یہ دو گھڑی کی کہین بے مزا نہو

سمجھو مزاج غیر اُٹھانے مین عذر کیا
ڈر یہ ہی کچھ سمجھ کے تمہین پھر خفا نہو

احباب ہجر مین نہ تڑپنے سے میرے شاد
مجکو بھی فکر درد کو ایذا ذرا نہو

فرماتے ہین وہ ہنسکے زمانے کو دیکھئے
الزام مجھپہ کیا جو کسی مین وفا نہو

اے دردِ دل کے ساتھ جگر بھی تڑپ گیا
اتنا بھی چٹکیون مین کسیکی مزا نہو

تعذیر دیکھے ہاتھون سے اپنے حضور نے
اچھی کہی کہ دیکھ کبھی پھر خطا نہو

ہین روز وصل دلکا بھی شکوہ نہ کرسکا
چپ ہو رہا کہ یہ بھی کسیکا گلا نہو

سہمے ہوئے وہ گورِ غریبان مین آئے ہین
کم سن ہین ڈر رہے ہائین کوئی جاگتا نہو

سنئے تو کچھ فراق کا قصہ بیان کرون
کھلیے تو آج کچھ گلہ دوستانا ہو

ہین اُنکے میری لاش پہ نشتر سے کم نہین
کہتے ہین رو کے تھا کوئی بیوفا نہو

سچ پوچھیے تو عیش کا باعث ہی رنج ہر
مرتا نہو تو جینے کا بھی کچھ مزا نہو

ہمکو تو اُنکی منتین کرنیسے کام ہے
اسمین کوئی خطا بھی ہماری ہو یا نہو

مرنا مرا حسینو نہ بیکار تو نجائے
کیا خوب ہی یہی جو قضا کو بہانا ہو

اس ڈر سے چاہتا نہین اپنا بھلا بھی مین
برگشتہ بخت ہون مرے حق مین برا نہو

ہاتھ اُنکے میری لاش اُٹھانیسے سرخ ہین
غیرونکو ہی گمان کہ رنگِ حنا نہو

اشعار (۱۹)	کیون زندگی عزیز ہی دنیا کو اسے فروغ معشوق کیا وہی ہے کہ جسمین وفا نہو	غزل نمبر ۱۶۱

غزل

تڑپون مین کیا خیال ہی ایذا ذرا نہو
پردے مین درد کے کوئی دلمین چھپا نہو

لو ہم برے رقیب بھلے تم خفا نہو
یہ باتین جلانے کو کہین محبت سوا نہو

بہتر عدو کی سمت سے بھی دل ہی مطمئن
اچھا اگر نہین ہی کسیمین وفا نہو

ظالم تری جفا سے نہ ٹوٹیگا میرا دل
کیون ہنس رہا ہی یہ ترا عہد وفا نہو

کچھ سوچکر تمہارے بگڑنے سے خوش ہو نہین
مجکو تو جب ملال ہو جب تم خفا نہو

مشہور خوب ہو گئے پردے مین شرم کے
تمسا بھی بیحجاب کوئی دوسرا نہو

سمجھے بوجھے وصلکے تڑپنے پہ یہ ہنسی
اے شوخ اسمین بھی کوئی تیری ادا نہو

روز جزا بھی اب کوئی فریاد کر چکا
جب ڈر یہ ہی وہان بھی ترا سامنا نہو

مرتا ہو جو تری خفگی کی اداؤن پر
کیونکر وہ زندگی سے بھی اپنی خفا نہو

ہمنے کسیکی حشر مین صورت تو دیکھ لی
اب ہو خدا کے سامنے انصاف یا نہو

ہم سے وہ آنکھ بھی جو ملاتا نہین کبھی
تو غیر کی نظر مین سمایا ہو یا نہو

مین تھام لون کلیجہ کو پھر تم سدھارنا
کسکی مجال ہی کوئی روکے خفا نہو

اچھی سنائی یہ مرے حاضر جواب نے
ہم مین جفا نہو تو کسی مین وفا نہو

اے وصل تجھپہ صبر مرے شوق دید کا
کہتی ہی انکی شرم کہ اب سامنا نہو

وہ دو گھڑی کو آکے یہ فکر اور دے گئے
وعدہ کسی کا تو کہین یاد آگیا نہو

بیزار زندگی سے ہون مین کوستے ہو تم
دیکھو کہین مرے لیئے یہ بھی دعا نہو

کچھ ابتو چشم غیر کے تیور غضب کے ہین
کمبخت کی نگاہ مین کوئی رہا نہو

رکھیئے سنبھل کے پاؤن ہمارے مزار پر
ایذا کہین دکھے ہوئے دلکو سوا نہو

غزل ۲۹

کمبخت بیخودی بھی غضب کر گئی **فروغ**
کیا کھو گیا مین کاش کسی نے بتا نہ ہو

اشعار (۲۵)

غزل

کہین جانا ہو نہین ہی تو سنورتے کیون ہو
کھدیا نیچی نگاہون نے مکرتے کیون ہو

زلف کہتی ہی بکھر کر کسی رُخ پر شب وصل
حشر تک صبح نہین ہونیکی ڈرتے کیون ہو

آپ ہی آئینہ مین دیکھئے اپنی صورت
مجھسے کیون پوچھتے ہین آپ ڈرتے کیون ہو

جلوۂ حسن سے خود آنکھ جھپک جائے گی
رُخ سے پردے کو اُٹھاتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

فاتحہ میری لحد پر نہ پڑھو پھیر کے منہ
مرنیوالے سے تم اب ناز یہ کرتے کیون ہو

اُسکو خود پاسِ نزاکت ہی گلے سے تو لگاؤ
دل بیتاب ٹھہر جائیگا ڈرتے کیون ہو

گر ہوئی غیر کے مرنے کی خوشی بھی تمکو
ایسی باتون کا بھلا ذکر ہی کرتے کیون ہو

بسملونکو ہی سدا تیری ملاحت کا خیال
یہ کہے کون نمک زخمون مین بھرتے کیون ہو

جان دے کوئی کس امید پر آخر ظالم
تو نے اتنا بھی نہ پوچھا کبھی مرتے کیون ہو

بدگمان کیون ہو مین پھر جان ہتھین پر دونگا
میرے مردے کو جلاتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

کشمکش مین نہ محبت کو تم اپنی ڈالو
دلکو میرے غم و اندوہ سے بھرتے کیون ہو

یادِ عارض مجھے دیتی ہی شبِ غم تسکین
لو ابھی صبح ہوئی جاتی ہی ڈرتے کیون ہو

خاک قدمون سے جو لپٹے گی بھی تو کیا ہوگا
تم مری قبر پہ آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

دل ہی بیتاب کہین تمکو اذیت تو نہو
دستِ نازک کو مرے سینہ پہ دھرتے کیون ہو

آپ ہی کرتے ہین وہ ترچھی نظر سے بسمل
آپ ہی پوچھتے ہین مجھسے کہ مرتے کیون ہو

یاس کہتی ہی وہ بگڑے ہین تو سب بگڑے ہین
پھر خوشامد ملک الموت کی کرتے کیون ہو

قہر تو دلکو ہلاتا ہی گنہگارون کے
اُسکی رحمت ہی کہتی ہی کہ ڈرتے کیون ہو

التجا موت کی بیکار ہی کہتی ہی امید
سنتین اتنی انھین کی نہین کرتے کیون ہو

تھر کا توڑ تمہاری ہی نگاہوں مین تو ہر
یہ تو سینے مے لگا لینے کا اک پہلو ہی
اُنکا تو رحم بھی خالی نہین بیدردی سے
جھوٹ سمجھے ہو اگر تم مرے مرنے کی خبر
کیا مری آہ و نسے تمنے بھی رسائی سیکھی
وہ بڑہاتے ہین مرے سوگ مین زیور اپنا

تم مرے سامنے آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو
کیون کہون وصل کی شب اُنسے کہ ڈرتی کیون ہو
پوچھتے بھی ہین تو یہ نازسے مرتی کیون ہو
گیسوؤنسے تو یہ پوچھو کہ بکھرتے کیون ہو
بنکے ارمان مرے دلمین گذرتی کیون ہو
سادگی کے یہ اشارے ہین سنورتے کیون ہو

غزل نمبر ۱۷۱ | پڑگئی چوٹ محبت کی کہین دلپہ فروغ
ٹھنڈی سانسین نہین رہ رہکے یہ بھرتی کیون ہو | اشعار (۱۶)

غزل

زلفون مین آپکی دلِ اندوہگین نہو
آئینہ مین خود اپنے مقابل تمہین نہو
شوخی حیا سے نقشِ قدم سے ہی منفعل
کھتے بھی ہو وہ بات جو آئے نہ ذہن مین
دیکھو تو چل کے کوچۂ جانان کو واعظو
اقرارِ عشقِ غیر بھی وعدے کے ساتھ ہی
آیا ہی آج حرفِ تمنا زبان پہ
وعدے پہ قسمین کھاکے کہا منہ کو موڑ کر
غنچہ کے پردہ مین یہ خوشی ہو نہ روزِ وصل
کرتے بھی ہو وہ عہد جو نا پائدار ہو
مستی مین حسن کے ہین ستارے ملے ہوئی
دو دشمنونکے بیچ مین اک جانِ ناتوان

مین جسکو ڈھونڈھتا ہون وہ ظالم تمہین نہو
اپنی نظر کا آپ نشانہ کہین نہو
چھپکر گیا ادھر سے کوئی شرمگین نہو
کرتے بھی ہو وہ عہد کہ جسکا یقین نہو
دنیا مین جو ہی وہ ہی جنت کہین نہو
کسکا مجھے یقین ہو کس کا یقین نہو
پہلے پہل کی بات ہے دیکھو نہین نہو
اب بھی جو اعتبار کسی کو نہین نہو
موجِ تبسم آپ کی چینِ جبین نہو
ہوتے بھی ہو خفا جو کسی کو یقین نہو
ممکن نہین فلک پہ دماغِ زمین نہو
یارب یہ آسمان نہو یا زمین نہو

چھپی ہوئی نگاہ بھی کچھ کہہ رہی ہے اور
کیونکر عدو کی بات کا مجھکو یقین نہو

بارِ گران عشق مین لیکر ہوا ہون دفن
خم آسمان کی طرح سے پشتِ زمین نہو

جاتے ہو کیون کسیکی عیادت تمکو وقتِ نزع
نوکِ سنان کہین نگہِ واپسین نہو

ڈرتا ہون آسمان کو بھی تکتے ہوئے برا
یہ بھی ستم شریک کسیکا کہین نہو

غزل ۱۴۱

قاصد ضرور آئے گا جا کر کسی کے پاس
یہ اے **فروغ** میرا دمِ واپسین نہو

اشعار (۱۴۶)

غزل

اے درد اگر مرا دلِ اندوہگین نہو
تیرا جہان بھر مین ٹھکانا کہین نہو

انکو گلے نہ ملنے کا حیلہ کہین نہو
میرا عدو مرا نفسِ آتشین نہو

رحم آنہ جائے موت کو مجھپر یہ خوف ہے
بیمار آنکھ میری انکی دمِ واپسین نہو

چادر سے منہ چھپائے ہوئے ہے مزار بھی
قاتل مرے کوئی نگہِ شرمگین نہو

الفت نے تیری ہر رگ و پے مین اثر کیا
کیا ڈھونڈھتی ہے درد کہ کہین ہو کہین نہو

شوخی کی لاکھ ادائین نثار اک حجاب پر
وہ آنکھ آنکھ ہی نہین جو شرمگین نہو

آئے وہ غم مرے دلِ اندوہناک مین
دنیا مین اور جسکا ٹھکانا کہین نہو

ڈرتے ہین آپ دیدۂ مشتاق سے عبث
حسرت بھری نظر نگہِ واپسین نہو

وہ حسن حسن ہی نہین جو ہو نہ دلفریب
وہ بات بات ہی نہین جو دلنشین نہو

وہ انکا دیکھنا وہ مرا دل کا تھامنا
برچھی لیے اٹھی نگہِ شرمگین نہو

جب درد اٹھا تڑپ گئے ہم اس خیال سے
جانیکا قصد دل سے ہمارے کہین نہو

اقرار ابتو کرتے ہین وہ عشقِ غیر کا
اے کاش انکی بات کا مجھکو یقین نہو

اے دوست اعتبار ترے وعدے ہی پہ ہو
گر اپنی زندگی پہ بھروسا نہین نہو

جو خواہش بھی ہو قوتِ بازو بھی ہو **فروغ**

کیا خوب مصطفےٰ کا وہی جانشین ہو

ردیف ہائے ہوز

غزل ۱۷۲ — غزل — اشعار (۱۲)

غصہ ہی کیون تمھین مری آہِ رسا کیساتھ — کچھ خیر ہی کہ لڑتے ہو ابتم ہوا کے ساتھ
دل سے مہوان نکلتا ہی آہِ رسا کے ساتھ — جسطرح ابر اُٹھتا ہی اکثر ہوا کے ساتھ
سُنتی تھی قافلہ مین جو لیلی بگوش دل — آوازِ قیس آتی ہی بانگِ درا کے ساتھ
صحت ہو کسطرح ترے بیمار کو نصیب — پرہیز ہی اثر کو دعا و دوا کے ساتھ
مرنکلی میری ہو جو خبر اُن کو کیا عجب — ہو جایئن دو قدم مرالاشہ اُٹھا کے ساتھ
دیکھا ہی اسطرف جو کبھی مڑکے یار نے — بجلی گرائی ہی نگہہ سرمہ سا کے ساتھ
جھُرمٹ مین خوبرو نکے رہتا ہی رات دن — تارون کا ہی ہجوم مرے مہ لقا کے ساتھ
دل کھول کے جو نالے شبِ ہجر مین کئے — ارمان سب نکل گئے آہِ رسا کے ساتھ
آہو لُٹے میری یون ہوا برہم فراجِ یار — جسطرح بوئے گل ہو پریشان ہوا کے ساتھ
دیکھا کبھی جو رنگ خزان کا بہار مین — سُنبل کے ہوش اُڑ گئے بادِ صبا کے ساتھ
مین آہین سرد بھرتا ہون سو رہئے شوق سے — آئیگی نیند آپکو ٹھنڈی ہوا کے ساتھ

باقی رہیگا نام مرا حشر تک **فروغ**
ہم مجکو ادعائے تلمذ لبتا کے ساتھ

غزل ۱۷۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیونکر نہ دلکو عشق ہو درد و الم کے ساتھ — ہی لطف زیست بھی انھین دونو نکے دم کے ساتھ
آنا تھا تمکو گورِ غریبان مین کیا ضرور — لپٹی ہوئی ہی خاک یہ کسکی قدم کے ساتھ

مانا رقیب ہی کو بھی خو تو اُن کی ہے
اچھا وہ دیکھتے تو ہیں چشم کرم کے ساتھ

دیکھوں نہ سوگوار اُنھیں مرگِ رقیب میں
یارب نہ میرا عیش مبدل ہو غم کے ساتھ

اتنا تو میرے بعد وہ کہتے ہیں غیر سے
بس خاتمہ وفا کا ہوا اُسکے دم کے ساتھ

بولے نقاب اُٹھا کے وہ عاشق کی وقت نزع
اچھا یہ آرزو بھی نکل جائے دم کے ساتھ

ہمراہ میرے غیر کو بھی قتل کرتے ہیں
کیا لطف ہے ستم بھی ہے اُنکا کرم کے ساتھ

کسکو وہ رنج دینگے مرے بعد اے رقیب
تیرا خیال بھی ہے اُنھیں میرے دم کے ساتھ

کیونکر نکالوں دل سے میں ارمان شب وصل
پالا ہے مدتوں اسے ناز و نعم کے ساتھ

غزل ۱۴۲ — اشعار (۱۷)

لکھیں گے ہم جنون میں بھی خط یار کو فروغ
گو ہاتھ بھی قلم ہوں ہمارے قلم کے ساتھ

غزل

پھرتا ہے میرے حلق پہ خنجر نظر کے ساتھ
کیا قطع ہو رہی ہے مروت بھی سر کے ساتھ

پھیری اگر نگاہ تو دل ٹوٹ جائے گا
وابستہ ہیں امیدیں بھی تارِ نظر کے ساتھ

سمجھا ہوں آسمان کے ارادے کو خوب میں
قدموں پہ جھک رہا ہے ترے میرے سر کے ساتھ

خود درد کے بہانہ سے لیتے ہو چٹکیاں
اچھا سلوک کرتے ہو قلب و جگر کے ساتھ

دم بھی تو ہو رہا ہے خفا مجھ سے ہجر میں
دنیا پلٹ رہی ہے تمہاری نظر کے ساتھ

تمہارے سوا نہیں کوئی فراق میں
(ارمان) دلکے ساتھ ہے سودا ہے سر کے ساتھ

دو بوند خون تیر سے تیرے کیا عزیز
اس جرم میں شریک ہے دل بھی جگر کے ساتھ

سننے سے وصل کے مٹ گئے ناسور عشق بھی
کتنے ہی گھر تباہ ہوئے ایک گھر کے ساتھ

پیری میں داغِ عشق بھی دل کی طرح بجھے
گل ہو گئے چراغ بھی شمع سحر کے ساتھ

ہو شوخیِ نگاہ سے غافل نہ وقت ذبح
لپٹے کہیں نہ تیغ بھی تیری نظر کے ساتھ

سہتا ہوں چوٹیں ہجر کی صبح شب وصال
پڑتی ہے موگری مرے دل پر گجر کے ساتھ

پہنچا سفے نہ پاتی ہی اُلمنن صبح شبِ وصال
نکلی ہی روح تن سے طلوعِ سحر کے ساتھ

کرنا نہ اعتبار تم اپنی نگاہ پر
ہی ربستہ اسے مرے قلب و جگر کے ساتھ

کب سکھنے دیتے ہین وہ دم ذبح حالِ دل
باتین بھی میری کاٹتے جاتی ہین سر کے ساتھ

بھولو نہ اک فراق مین خوش قسمتی کا ہی
پلٹے زمانہ کاش تمھاری نظر کے ساتھ

کرتا ہی ذبح خاطرِ دشمن سے مجکو دوست
ہوتا ہی قطع رشتۂ اُلفت بھی سر کے ساتھ

ترچھی نظر کے اور ہی کچھہ دھنگ ہین فروغ
مجروح ہو گیا مرا دل بھی جگر کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

غزل ۱۷۵ | غزل | اشعار (۲۰)

جلوۂ حسن ہی دلمین کہ محبت تیری
نظر آتی ہی اس آئینہ مین قدرت تیری

دل ہی سینہ مین مرا دل مین محبت تیری
کس حفاظت سے مین رکھتا ہون امانت تیری

جیسے نور آنکھہ مین بوُ گل مین صدف مین گوہر
یون نہان ہی دل شیدا مین محبّت تیری

خوفِ محشر سے لحد مین بھی نہ لگتی مری آنکھہ
نہ تھپک کر جو سُلاتی مجھے رحمت تیری

جلوہ فرما ہی مری آنکھون مین تصور تیرا
رونق افروز مرے دلمین محبت تیری

ذرہ ذرہ سے جھلکتا ہی ترا جلوۂ حسن
پتہ پتہ سے عیان ہوتی ہی قدرت تیری

دین و دنیا مین مری یاس نے کھو یا تھا مجھے
آسرا مجکو دلاتی جو نہ رحمت تیری

نہ کوئی مجھہ سا گنہگار نہ تجھہ سا ہی رحیم
میری خصلت ہی بُرائی دو وہ عادت تیری

جسطرح عاشق و معشوق گلے ملتے ہین
میرے دلسے یونہین لپٹی ہی محبت تیری

لطف جب ہی کہ مین سرشار ہون ایسا او دوست
دونو عالم کو بھلا دے مئے وحدت تیری

خاک اُس منہ مین جو کُھلے جو ترے شکوے کیلئے / وہ زبان قطع ہو جسپر ہو شکایت تیری

نہ مجھے کام تھا دُنیا سے نہ محشر سے غرض / ہر جگہ مجکو لیئے پھرتی ہی اُلفت تیری

اب بھلا آگ جہنم کی جلا سکتی ہی / ہی گنہگارونسے لپٹی ہوئی رحمت تیری

آنکھ مین ہی ترا جلوہ کہ جہان مُنھ مین / بحر ہی کوزے مین یا دل مین محبت تیری

حشر مین دوھرے وسیلے ہین گنہگارونکے / ہی شفاعت ترے محبوب کی رحمت تیری

سوزِ اُلفت سے نہین پڑتا ہی چھالا ایسے و / گھر بناتی ہی ترے دلمین محبت تیری

ہوئی بیقدرون کی یہ قدر زہی شانِ کرم / ٹوٹی پڑتی ہی گنہگارونپہ رحمت تیری

جوششِ فصلِ بہاری مین ترے حسن کا جوش / ساغرِ گل مین لبالب ہی مئے وحدت تیری

جب کیئے ظلم حسینون نے خدا یاد آیا / کھل گئی عشقِ مجازی سے حقیقت تیری

غزل ۱۷۶	خالقِ نور ہی تو خاک کا ذرہ ہی **فروغ** تاب کب ہی اُسے جو کرسکے مدحت تیری	اشعار (۱۸)

غزل

آیا جو سامنے مرے چشمِ پُر آب کے / ٹکڑے اُڑا دیئے موجِ ہوا نے سحاب کے

سرکا دیئے ہوا نے جو گوشے نقاب کے / تیور بدل گئے نگہِ پُر حجاب کے

ہیکل بھی ڈر کے اُنکے گلے سے لپٹ گئی / دیکھے جو دورے دلِ پُر اضطراب کے

سونے مین کچھ خبر نہ دوپٹہ کی بھی رہی / آفت بپا کرینگے یہ انداز خواب کے

اُڑتی نہین ہی گرد پئے شہسوارِ حسن / اُٹھکر زمین لیتی ہی بوسے رکاب کے

سینہ پہ ہاتھ آپنے رکھکر غضب کیا / سب حوصلے مٹے دلِ پُر اضطراب کے

گر دیکھتا نہ تیری تلوّن مزاجیان / کیون سیکھتا زمانہ یہ ڈھنگ انقلاب کے

ہوتی نہ صلح داغِ دل و آفتاب مین / پڑتے اگر نہ بیچ مین پردے سحاب کے

گرتی نہین سحر کو شعاعین مزار پر / غم مین ہمارے بال کھُلے تھا ہیکو تھی

نیچی نظر سے بھی نہ چھپا سینے کا اُبھار
پردے بھی گو بڑے نگہِ پُر حجاب کے

مسکی ہوئی قبا سے ہے دامانِ شوق چاک
اب اور کیا ارادے ہین جوشِ شباب کے

وہ سینہ تان تان کے چلنا حضور کا
وہ ولولے مرے دلِ پُر اضطراب کے

گوشے ہوا سے اُڑتے ہین لائے نہ تاب حسن
دیکھو رہے نہ ہوش ٹھکانے نقاب کے

دلکو وفورِ شوق سے کب وصل مین ہے چین
تسکین قلب مین بھی ہین ڈھنگ اضطراب کے

آیا ہے برق کے جو تڑپنے پہ اُنکو رحم
اب رنگ دیکھنا دلِ پُر اضطراب کے

بہلے گا دل لحد مین نکیرین سے ذرا
ترسے ہین مدتون سے سوال و جواب کے

بیتابیون سے قطرۂ سیماب ہے ہر اشک
ٹوٹے ہین آبلے دلِ پُر اضطراب کے

غزل ۱۷۳

وہ سو رہے ہین چین سے کیا جانین اے **فروغ**
بےچین کسکو کرتے ہین انداز خواب کے

اشعار (۱۸)

غزل

جب اُنکے دلمین ولولے آئے شباب کے
شوخی نے بڑھ کے پردے اُٹھائے حجاب کے

آنکھین ہین بند نشے ہین جوشِ شباب کے
ہین اُنکے جاگنے مین بھی انداز خواب کے

ٹھہرے نہ ہائے کچھ بھی کسیکی نظر مین ہم
قربان جائیے اثرِ اضطراب کے

کیا آفت آئی دیکھیے اس چشمِ شوق پر
کچھ کھو رہے ہین کان مین گوشے نقاب کے

سوتے ہین اینڈ اینڈ کے کیا کیا شبِ وصال
ہین خواب مین بھی ڈھنگ غرورِ شباب کے

آنکھونکی پتلیون نے سکھایا ہے جھک کے کیا
وہ بنگئے جو وصل مین پتلے حجاب کے

سینے نے بھی اُبھر کے اُٹھایا سرِ غرور
اب تو کچھ اور کہتے ہین تیور شباب کے

تیوری چڑھا کے پھول چڑھاتے ہین قبر پر
ہے رحم بھی لیے ہوئے پہلو عتاب کے

داغِ جگر شگفتہ ہوئے آہِ سرد سے
ٹھنڈی ہوا سے پھول کھلے ہین گلاب کے

ت جب ہلکے ذرا سا دوپٹہ بھی تھمتے جب
ٹوٹے سب آسرے دلِ پُر اضطراب کے

آیا تھا اکدن بےخبر رونے پہ اُس کو رحم
تھمتے نہین ہین آجتک آنسو سحاب کے

اے موت جنکو بات بھی کرنا تھی ناگوار
اب وہ امیدوار ہین مجھسے جواب کے

سینہ اُبھار اُبھار کے دریا کی سیر کی
وہ بھی سمجھ گئے کچھ اشارے حباب کے

پردے مین لو کے ہر خم ساقی ہین منتشر
رندو نہین جو اس ٹھکانے شراب کے

بڑھ بڑھ کے لے رہی ہین بلائین نگاہ شوق
ہین کچھ سلامتی سے نئے طور خواب کے

کیا جانتا تھا غیر کی میت پہ جاتے ہین
ہین شاد تھا کہ بند کھلے ہین نقاب کے

آخر کو میری لاش نہ اُنسے سنبھل سکی
پہلو لیئے ہوئے تھا جو غم اضطراب کے

غزل ۱۶۸

بجلی تڑپ کے چرخ سے گرتی نہین فروغ
قربان ہوتی ہے دل پر اضطراب کے

اشعار (۱۳)

غزل

سنکے میرا حال غم آزردگی کا ہیکو تھی
دل کا شکوہ تھا شکایت آپکی کا ہیکو تھی

وصل مین لڑنا نہ تھا تو چھیڑ کی کا ہیکو تھی
غیر کے سر کی قسم پھر ہمکو دی کا ہیکو تھی

مجکو اُلفت اس سے تھی کھتے ہین میری قسم پہ
کوئی کھدے جھوٹ کھتے ہو کبھی کا ہیکو تھی

بن کے دیوانہ ہوا ہون اُس پری سے ہمکلام
یہ بھی تھی اک بات زخود رفتگی کا ہیکو تھی

اک تمہارا نام رہتا ہی مرے لب پر مدام
بات اک میری کبھی تمنے سُنی کا ہیکو تھی

گو بُرائی سے سہی ذکر اُنسے تو میرا کیا
اے عدو یہ دوستی تھی دشمنی کا ہیکو تھی

وصل مین روٹھے تھے وہ میرے منانیکے لیئے
اک لگاوٹ یہ بھی تھی آزردگی کا ہیکو تھی

باغبان اُس گل کا شوقِ دید کیون نرگس کو تھا
آنکھ اس کمبخت کی حسرت بھری کا ہیکو تھی

ہائے وہ اگلے زمانے کی وفا اے بیوفا
ہان ترے نزدیک تو سچ ہے کبھی کا ہیکو تھی

اک ادا تھی یہ بھی تا اب اور کوئی جان دے
سوگ مین ہیہ کیسی سادگی کا ہیکو تھی

مارڈالا یار کی تیغِ تبسم نے مجھے
ہائے اک میٹھی چھری تھی وہ ہنسی کا ہیکو تھی

اس اندھیرے گھر مین پھر بھی روشنی کاہیکو تھی		کیون چراغِ داغ روشن تھے جو دلمین نہتھا

اشعار (۱۳)	رنج اعدا نے دیئے بعد نبی کیا کیا فروغ اسقدر اُنکو علی سے دشمنی کاہیکو تھی	غزل ۱۷۹

غزل

تھی نظر اُنکی ادھر اور اُدھر کیا کرتے | ہم اگر دل کو چھپاتے تو جگر کیا کرتے

جل گئی رشک کی انبیر بھی جبری وصل کی شب | چیخ اُٹھتے جو نہ مرغانِ سحر کیا کرتے

تیغ کے پورے نہ پڑنے کا گلا اُٹھا کے ترک | اور فریادِ لبِ زخمِ جگر کیا کرتے

رکھتے ہین پردہ مین شوخی کے اُنھین بھی بھین | میرے نالے تھے نہ اتنا بھی اثر کیا کرتے

غیر سے آپ بگڑ کر نہ ملے خوب ہوا | منہ کو پھیرا تھا جدھر سے پھر اُدھر کیا کرتے

اعتبار آپ کے وعدہ کا بھلا کسکو تھا | دلِ غمگین کی تسلی نہ مگر کیا کرتے

آتی اوچھی ہی کوئی تیغ لگاتا اے ترک | ہنس نہ پڑتے جو مرے زخمِ جگر کیا کرتے

آگیا رحم اُنھین پونچھ رہے ہین آنسو | اور احسان مرے دیدۂ تر کیا کرتے

کبھی پھر رنج نکالے نہ سب ارمان شبِ وصل | کبھی پھر فلک کہ پھر بار دگر کیا کرتے

وصل کے روز ہمین خوب ہوا موت آئی | دن بھی اچھا تھا نہ کرتے جو سفر کیا کرتے

آپ کھاتے ہمین ہر بات پہ جھوٹی قسمین | یہ تو کہیے جو نہ تا مر اسر کیا کرتے

نہوا حشر بھی لو ساتھ ہمارا اُن کا | دیکھنا تھا ہمین چھپتے وہ کدھر کیا کرتے

اشعار (۱۹)	اے فروغ آپنے ہنس ہنس کے گذاری شبِ غم شمع کی طرح سے رو رو کے بسر کیا کرتے	غزل ۱۸۰

غزل

گئے قلب مضطر کو ملتے ہوئے | نئی چھیڑ کی راہ سے چلتے ہوئے

الٰہی نہو غیر کے گھر کا قصد | سے چلے ہین وہ گھر سے ٹھلتے ہوئے

ابھی دلمیں اُٹھتے ہی تو اسطرح — کلیجے کو چٹکی سے ملتے ہوئے

لیے ارمان نکلنے سے تھی میرے جسد — کہ دیکھا نہ دم بھی نکلتے ہوئے

غضب ڈھا رہی ہیں نگاہیں تری — رگیں کھا گئے نیچے تیر چاٹتے ہوئے

حنا کب ہے مانع مری لاش پہ — چلے آئے ہاتھ ملتے ہوئے

نکالے تو اسنے خشن یون انکا نام — جو شرمائے گھر سے نکلتے ہوئے

قیامت کا ہے شوخ تیری نظر — ادھر سے چھیڑا ہی تھے چلتے ہوئے

مرے قتل پر تیغ کو چھینا کر — چلے آکر تیوری بدلتے ہوئے

کیا قتل بھی مجکو روتے بھی ہو — تمھارے ہیں قہقہے یو چلتے ہوئے

تھمینگے بھلا نالۂ پُر شرر — رگیں کھا گئے یہ شعلے نکلتے ہوئے

وہ چپکا کہ پھر ہوش تمکو نہیں — کلیجہ بھی ملتے ہو چلتے ہوئے

وہ فرقت ہی کا دن تھا اے روز حشر — نہ دیکھا کبھی جسکو ڈھلتے ہوئے

سہے کس محبت سے وقت وداع — کیا وار اک اور چلتے ہوئے

ستم سے بھی وہ ہاتھ اُٹھا نہ سکے — جو دیکھا مرا دل بہلتے ہوئے

اُٹھائے ہیں سر دل کی بیتابیان — اُنھیں دیکھکر تنکے جلتے ہوئے

زرا تھکے چلیں تھم کے احباب لاش — کہیں ساتھ وہ بھی ٹہلتے ہوئے

مرا دل بھی ہے راستہ میں پڑا — کوئی ٹھوکر اسکو بھی چلتے ہوئے

غزل ۱۸۱	ہوئی ختم نہ بیتابیٔ دل **فروغ** دوپٹہ بھی دیکھا سنبھلتے ہوئے	اشعار (۱۶)

غزل

وہ ماہ آئے جو یہ دن تمام ہو جائے — خدا کرے کہیں جلدی سے شام ہو جائے

رخ آفتاب سے ہے ماہ تمام ہو جائے — جو زلف کھولیے دنکو تو شام ہو جائے

چمن میں دور مئے لالہ فام ہوجائے
وہ پھول دے ہمیں ساقی کہ نام ہوجائے

کلیم اگر ترا محوِ کلام ہوجائے
تو حسن دیکھ کے یوسف غلام ہوجائے

جہان ہو ظلمت و کفر و نفاق سے خالی
الٰہی اب تو ظہورِ امام ہوجائے

بنا کے دوش پر اسے ماہ چھوڑ دے گیسو
سحر سے آج ہم آغوش شام ہوجائے

وہ گل ہو باغ ہو دورِ شراب ہو ہم ہوں
بہار آئے تو یہ اہتمام ہوجائے

نچھوڑ کشتۂ تیغ نگاہ کو بسمل
لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہوجائے

ہمارے خانۂ دل کو خدا جو دے حرمت
ابھی یہ بتکدہ بیت الحرام ہوجائے

بغیر ساقیٔ مہوش نہ جام منہ سے لگائیں
مئے حلال بھی ہمکو حرام ہوجائے

ابھی وہ آئیں نہ آئیں یہ اختیار نہیں
پھر رسم و راہ پیام و سلام ہوجائے

جو موبمو ہو بیان سرگذشت گیسوئے یار
تو اختصار میں طول کلام ہوجائے

ہزار قتل ہوں اسے ترک لاکھ شیدا ہوں
چھٹے جو چھیڑ تو اور ازدحام ہوجائے

ہمارے دل کے پھپھولے سے کیا انھیں نسبت
جو ایک آبلہ گردوں تمام ہوجائے

کھلے یہ عقدہ دہن کا جو بوسہ مانگیں ہم
انھیں سکوت ہو ہمکو کلام ہوجائے

تمہاری ابروؤں کے نیچے جو ملکے چلیں
تو ایک اور وہ پیکر سام ہوجائے

خدا کی شان ہے اک نور سے تو پیدا ہوں
کوئی رسول ہو کوئی امام ہوجائے

تمہاری زلف کے کوچہ میں نکو راہ نہیں
پڑے جو بھول بھلیاں میں شام ہوجائے

اشعار (۲۱)	فروغ مہر جو استاد کی ہو ذرہ بھی فروغ نظم ثریا نظام ہوجائے	غزل ۱۸۲

غزل

غیروں میں چہرے پر نقاب بھی ہے
بیحجابی بھی ہے حجاب بھی ہے

آنکھوں میں نیند بھی حجاب بھی ہے
منہ چھپائے ہے کیسا خواب بھی ہے

وعدہ کرتے بھی ہیں مگر جھوٹا
دلکو تسکین بھی ہی اضطراب بھی ہی

نیچی نظروں نے کب ہیں بے پردہ
منہ پہ ہلکی سی اک نقاب بھی ہی

ہو نہ غنچہ ہیں جامہ سے باہر
واہ کچھ شرم کچھ حجاب بھی ہی

منہ بھی کھولے ہیں غازہ بھی ہی ملا
رخ دبے پردہ بھی نقاب بھی ہی

حسن رخ کی چمک نے کام کیا
منہ کھلا بھی ہی اور نقاب بھی ہی

تیوریاں قبر پر چڑھاتے ہیں
رحم کے ساتھ کچھ عتاب بھی ہی

وصلمین ہی قرار بھی دل کو
اور کمبخت اضطراب بھی ہی

ڈھانکتے ہیں وہ میری لاش پہ منہ
رخ کے ساتھ کچھ حجاب بھی ہی

بے سبب تنکے وہ نہیں چلتے
سر اٹھائے ہوئے شباب بھی ہی

نشہ حسن سے نہیں بند آنکھ
قید شوخی بھی ہی حجاب بھی ہی

بولے وہ نامہ بر کو دیکے سزا
خط کا اسکے یہی جواب بھی ہی

تیر سے ہر ناز ہیں ہزار ستم
ان جفاؤں کا کچھ حساب بھی ہی

مجکو آتی ہی اس حیا پہ ہنسی
کچھ بھلا یاد حال خواب بھی ہی

کچھ نہ ٹھہرے کسیکی نظروں مین
دشمن اے شوق اضطراب بھی ہی

وہ سوال وصال پر چپ ہین
اب مری بات کا جواب بھی ہی

وصلمین ہین لڑائیاں بھی نئی
پاس لیٹے بھی ہین عتاب بھی ہی

تم مرے دلکو کیا سمجھتے ہو
یہی بحر یہی حباب بھی ہی

دو قدم ہو لو ساتھ میت کے
مجھپر احسان بھی ہی ثواب بھی ہی

اشعار (۱۱)	کچھ نگاہ ہو نہین شوخیان ہین فروغ کچھ کسی دل کا اضطراب بھی ہی	غزل ۱۸۳

غزل

غزل

مزا ہی ہم ہین گلشن ہی ہمارا یار جانی ہی
شب مہتاب ہی دور شراب ارغوانی ہی

مریض ہجر کو اسے یار ایسی ناتوانی ہی
بدن پر جامہ ہستی بھی اک بار گرانی ہی

ہرے ہو جائین زخم دل جو اپنے تو عجب کیا ہی
دوپٹہ آجکل اوڑھا ہمارے گل نے دھانی ہی

یہ کہنا یار سے رہ رہ کے دلمین درد اٹھتا ہی
نہ اسکو بھولنا قاصد یہ پیغام زبانی ہی

عوض لطف و کرم مہر و وفا کے اس سے یان ہمین
جفا ہی جور ہی بیداد ہی ایذا رسانی ہی

مے گلگون ہی ساقی ہی چمن ہی یار ہی ہم ہین
وہ لطف بادہ خواری ہی یہ عیش زندگانی ہی

ہمارے تلوے چھد چھد کر ہوئے غربال کانٹون سے
تری فرقت مین اے گل دشت کی کیا خاک چھانی ہی

تپش مردن دکھایا اوج اپنا خاکساری نے
لحد پر آسمان نے چادر مہتاب تانی ہی

ہمین بوسہ دہن دیکے چھپے سے وہ کہتے ہین
اسے افشا نہ کرنا تم کہ یہ راز نہانی ہی

تجھی کو جان دیتے ہین تجھی کو پیار کرتے ہین
مرے جان تیرے ہی باعث سے اپنی زندگانی ہی

غزل ۱۸۴	فرد ع اللہ رکھے انکو وہ ہون اور دنیا ہو عجب نام خدا جوبن ہی کیا حسن جوانی ہی	اشعار (۲۴)

غزل

کب توڑ کر جگر کو مرے دلمین آہ کی
رکھلی ہی بات آپ کے تیر نگاہ کی

ظلمت کو بھی جگہ نہین ملتی پناہ کی
اللہ ری تیرگی مرے روز سیاہ کی

حسن انکا آئینہ مین جو دکھلا دیا انھین
لینے لگے بلائین وہ میری نگاہ کی

وہ آتے آتے گھر مرے ہو بیٹھے عدو کے گھر
یہ گردش فلک ہی کہ گردش ہی راہ کی

عشاق ہائے کٹتے ہین جبکہ شب فراق
پرچھائین تو ہو تری زلف سیاہ کی

وہ سر جھکائے بیٹھے ہین صبح شب وصال
پوچھے کوئی کہان گئی شوخی نگاہ کی

خوش ہون سوال وصل پہ کاٹو مری زبان
ہوگا مزا سزا مین بھی ایسے گناہ کی

نشہ کیا کیا تری تہمت سے نے روزِ حشر
کیا اس سے یہ غرض ہمکو کہی زبان ہی بند سے
سے حشر پڑھ سکے نہ کوئی تا دمِ حساب
آنکھو نہین انکی شرم شبِ وصل چھپ رہی
پائی شبِ فراق سے کچھ زلفِ یار نے
ل بڑھنے کا عدو سے کہین یہ سبب ہو
میت مری اٹھاؤ اب آنسو بہا چکے
جلتے ہی جی زمین ملاتی ہی خاک مین
کیون قطع کر رہے ہین مرے ہاتھو صیلمین
چھی یہ خفگیان ہین نئی یہ لڑائیان
پھر ناز کیجیے گا حضور اپنے حسن پر
ہو سامنا رقیب کا یارب نہ روزِ حشر
ٹھکرا سکے میری قبر وہ جھکتے ہین ناز سے
ہین ور پہ سر پٹکتا ہون انسے کہے یہ کون
یارب فراقِ یار کی صورت نظر آئے
سے نظر جو پھیری سب ہمسے پھر گئے

ہوتی ہی بیگناہ ہون حسرت گناہ کی
کیون تمنے میری لاش پہ حالت تباہ کی
فردِ گناہ اس لیے ہمنے سیاہ کی
پائی کوئی جگہ نہ کہین جب پناہ کی
جب تیرگی بڑھی مرے بختِ سیاہ کی
کیون میرے غم مین آپنے حالت تباہ کی
مٹی کرو خراب نہ مجھ بے گناہ کی
اڑتی نہین یہ راہرو و گرد راہ کی
تبلائیں تو کہ ہی یہ سزا کس گناہ کی
کرتے ہین ظلم ہی ہین شکایت بھی نباہ کی
تعریف چپکے کیجیے میری نگاہ کی
پھرتے ہین وہ تلاش مین مجھ سے گواہ کی
سمجھے تھے تم یہ کوئی جگہ ہی پناہ کی
کچھ آپنے حضور او ہمر بھی نگاہ کی
یہ تیرگی بڑھے مرے روزِ سیاہ کی
کیا گردشِ زمانہ بھی گردش نگاہ کی

غزل بحر ۱۸۵	آتا ہی مجکو رشک شبِ غم سے اسے فروغ تقلید کرتی ہی کسی زلفِ سیاہ کی	اشعار (۲۹)

غزل

حشیم تر بال پریشان یہ حالت کیا ہی
ضعف تو ضعف نزاکت پہ بھی حرف آتا ہی

کیون مری لاش پہ آنے کی ضرورت کیا ہی
اب کبھی مجھ سے نہ کہنا تری طاقت کیا ہی

اچھی صورت نظر آئی کہ قیامت آئی
ایک آفت ہی یہ کمبخت طبیعت کیا ہی

کم نہین تجھ سے کسی طرح رقیبونکا بھی حال
رحم کرنے کی مین کہتا ہون ضرورت کیا ہی

یاد وہ بیجائین گی بیداد جفائین تری
کٹ ہی جائیگی کسی دن یہ مصیبت کیا ہی

جو مین کہتا ہون وہ سن لیتے ہین صبح شب وصل
اب نکلتا نہین منہ سے تری قدرت کیا ہی

حال دل اُس سے کہون کیا جسے معلوم نہو
آرزو نام ہی کس چیز کا حسرت کیا ہی

لینی بوسہ بلائین مجھے لے لینے دو
تم بتاؤ تو سہی اس مین قباحت کیا ہی

نگہ شوق سے پوچھو دل پُر ارمان سے
اب مین کیا تمسے بتاؤن مری حسرت کیا ہی

فاتحے کو بھی نہ تربت پہ مری رکھو ہاتھ
اب تسلی کی تشفی کی ضرورت کیا ہی

آپ ہی آ تیرچھی نگاہو نسے کیا ہی بسمل
آپ ہی پوچھ رہے ہین تری حالت کیا ہی

کھولنا آنکھ کا بھی ضعف سے اب مشکل ہی
ہائے پوچھا بھی کب سنئے تری حسرت کیا ہی

اُسکے قبضہ مین ہی دل دلمین ہی وہ آفت جان
حال دل کہنے کی پھر ہمکو ضرورت کیا ہی

اک ذرا مجکو کلیجہ سے لگا لینے دو
پھر نہ پوچھو گے کبھی تم کہ محبت کیا ہی

خوش ہوں ہین وہ نہین کرتے جو گلا دشمنکا
جس سے الفت ہی نہین اُس سے شکایت کیا ہی

کاش سمجھائے مرے بعد نزاکت ہی انھین
ظلم سے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت کیا ہی

اُنکا غصہ بھی ہی یہ حسن طلب پر ... بھی
کہہ رہے ہین کہ ترے دلکی حقیقت کیا ہی

دل ہی بیچین کہ آنکھو نمین تڑپ کر آؤن
اک قیامت ہی تری چاند سی صورت کیا ہی

دیکھکر آئینہ مین عکس کو اپنے خوش ہین
ہم بھی سینہ سے لگا لین تو قباحت کیا ہی

دیکھتا ہو نہ کوئی خواب مین بھی جوش شباب
ورنہ اینڈ اینڈ کے سونیکی ضرورت کیا ہی

اثر آہ کا ممنون ہو کب تک کوئی
یونہین آؤ جو مرے گھر تو قباحت کیا ہی

نہین ہیکل کو لگائے ہی جو سینہ سے کوئی
پھر دوپٹہ سے چھپانیکی ضرورت کیا ہی

وصل مین آپ نہ شرمائین کہ خوش ہین ہم بھی
پھول ہارونکے جو پہنے ہین قباحت کیا ہی

دامنِ شوق کو پھیلائے ہوں میں بھی شبِ وصل / کوئی اتنا نہیں کھتا تری حاجت کیا ہے
وصل کی شب ہی چھپائے ہوئے آنکھیں کوئی / بسترِ ناز کو پھولوں کی ضرورت کیا ہے
قتل کرنیکو کلائی کی لچک کافی ہے / دستِ نازک کو ترے تیغ کی حاجت کیا ہے
آنکھیں پھیرنے پہ دمِ نزع خفا کیوں ہے کوئی / مرنیوالے کو خوشامد کی ضرورت کیا ہے
عکس گیسوئے سیہ فام بھی ضائع ہوا / سرمہ کی چشمِ فسوں ساز کو حاجت کیا ہے

غزل ۱۸۶	جو سنتے تھام لے دل اپنا مزا جب ہی فروغ ورنہ پھر شعر ہی کھنے کی ضرورت کیا ہے	اشعار (۱۰)

غزل

لکھنؤ گلزار تھا لیکن فضا جاتی رہی / پھول مرجھانے لگے نشو و نما جاتی رہی
صوتِ نالہ صورتِ بانگِ درا جاتی رہی / کان میں لیلی کے مجنوں کی صدا جاتی رہی
شمع سوزاں قبر پر بعدِ فنا جاتی رہی / بیکسوں پر پھر بھی چار آنسو بہا جاتی رہی
مجھکو شرمندہ کیا کیا سخت جانی نے مری / باڑھ پر سے یار کی تیغِ جفا جاتی رہی
کیا ہوا وہ زندگی میں تھا جو ربط و اتحاد / الفتِ تن روح کو بعدِ فنا جاتی رہی
کس لئے گھر سے نکلنا شب کو چھوڑا آپنے / چاندنی کی سیر بھی اے مہ لقا جاتی رہی
گیسوئے پیچاں کا سودا ہوتے ہوتے رہ گیا / سر سے آفت ٹل گئی آئی بلا جاتی رہی
سوزِ غم سے باغ میں کیا کیا جلا بلبل کا دل / آتشِ گل روز بھڑکانے صبا جاتی رہی
عاشقوں کے خون میں ڈوبے نہیں مدت سے ہاتھ / اے صنم وہ شوخیٔ رنگِ حنا جاتی رہی

غزل ۱۸۷	اے فروغ آئے نہ وہ ہم ہجر میں تڑپا کئے تھی کشش دل میں جو مثلِ کہربا جاتی رہی	اشعار (۷)

غزل

یوہیں ہجر کی شب بسر ہو گئی / کہ گن گن کے تارے سحر ہو گئی

جو دیکھا کبھی آنکھ بھر کر انھین | ہنسی اسی بیچ نظر ہو گئی
وہ پہلو سے اُٹھے تو حالت مری | بس اک دم مین نوع دگر ہو گئی
یہ ہوتا ہی ظاہر شب وصل مین | سر شام ہی ہمسے سحر ہو گئی
کیا وعدہ وصل آئے نہ وہ | تڑپتے ہمین رات بھر ہو گئی
شب وصل مین وہ یہ کہکر اُٹھے | وہ بولا موذن سحر ہو گئی

غزل عدد ۱۸۸ — شب وصل مین وہ نہ اُٹھے فروغ / جگاتے جگاتے سحر ہو گئی — اشعار (۱۰)

غزل

مسیحا بڑھ گئی ہی حرص یہ بیمار الفت کی | تمنا رنج پر ہی رنج کی حسرت پہ حسرت کی
ہمیشہ اسے پہ تور رہتے ہو خواہان جان عاشق کے | خدا کیواسطے کچھہ انتہا بھی ہی عداوت کی
یہ الٹی بات دیکھی ہمنے عالم کے حسینو نمین | عدو سے جان ہو اپنا وہی جس سے محبت کی
تمہارے عشق مین ہمنے نئی دنیا بسائی ہی | فلک دود جگر کا ہی زمین گرد کدورت کی
نہین ہی ناتوان مجھہ سا جہانمین دوسرا کوئی | نہ آئے گر یقین سے لو قسم اپنی نزاکت کی
مری جان ایک بوسہ کی حقیقت کیا بھی دیجیے | زرا سی بات پر عاشق سے ناحق کی حجت کی
فروغ خاطر ہی یہ بعد مردن بھی کیا حاصل | چراغ زیست کو گل کرکے روشن شمع تربت کی
فراق مہروش مین حال ہی یہ سوزش دل کا | شرر مین آہ کے گرمی ہی خورشید قیامت کی
درازی مین نہین کم ہجر کا دن روز محشر سے | فراق یار کی راتین بھی ہوتی ہین قیامت کی

غزل ۱۸۹ — غزل گوئی کا شغل اک تھوڑے عرصہ سی جو چھوٹا ہی / بتاؤ اسے فروغ اب وہ روانی ہی طبیعت کی — اشعار (۲۰)

غزل

بلا کے شوخ انکی چال کے انداز سے تھے | قیامت اور یہ اسپر کہ سینہ بھی اُبھارے تھے

جو سچ پوچھو تو ہمکو غیر تم سے بڑھکے پیارے تھے — کہ تم عاشق تھے انپر اور ہم عاشق تمہارے تھے

ہوا زخمی جگر گھائل دل بیتاب کیا کہنا — یہ جوہر بان تھیں کہ ظالم تیری آنکھوں کے اشارے تھے

دبا یاد انکو سیرے وصل میں لپٹا کے سینہ سے — ستم تھی انکی صورت کیطرح جنکے پیارے تھے

شریک بیخودی تھی ناتوانی بھی شب وصلت — نہ کچھ دل ہی یہ قابو تھا نہ وہ بس میں ہمارے تھے

کسی سے صبح کو وعدہ نہ ہو شک دلکو ہوتا ہے — کہ اُسنے وصل کی شب تا سحر گیسو سنوارے تھے

لگے بہنے یہاں جگہ دونمیں یاد ان نگاہونکو — سیہ جنکے تیرے چاند ہیں جھلکے نظارے تھے

اگر یہ جانتا تو غیر سے کرتا محبت میں — وہ میرے سے دوست کیا ہو مرد دشمن کے پیارے تھے

کیسے کے خواہمیں جانیکا کیا شب کے ارادہ تھا — یہ زلفیں کیوں بنا بیٹھیں گیسو کیوں سنوارے تھے

اثر ہو غیر کی فریاد میں یہ ہو نہیں سکتا — وہ پھر تھامے ہوئے دل کیا انکے در پہ سدھارے تھے

میں احسان وصل کی شب کے نہ مانا ہے نہ مانونگا — نکالے تھے وہ سے ارمان یا گیسو سنوارے تھے

جگر تو یاں دل صدقے زرا آنکھیں اٹھا دو تو — جنھیں میں تیر سمجھا ان نگاہوں کے اشارے تھے

بتاؤ کیا سمجھتا راہ میں دشمن جو مل جاتا — جھکائے شرم ہی آنکھیں مگر گھر سے سدھارے تھے

لب دریا کھڑا ہونا ہی کیا تھا تمکو تن تنہا — جبھی بیتاب ہے جی میں نہیں جیا ہونیں اشارے تھے

نہیں جاتی جفا سے ان حسینوں کی ادا کوئی — بگاڑے تھی ہزاروں گھر گیسو جب سنوارے تھے

وہ روٹھی پھیرنے پر آنکھیں وقت نزع عاشق سے — نہ سمجھو خاک بھی جو مرنیوالے کے اشارے تھے

نہ وعدہ ہو تو قیدیوں سے یہ دھیان آتا ہی رہتا ہے — وہ کیوں بیتاب ہوکر گھر سے گھر سے سدھارے تھے

وہ اچھے خاک میں جنکو ان آنکھوں نے ملایا تھا — انھیں سے راہ میں نیچی نگاہوں کے اشارے تھے

چھپایا ہے گرو کی چادر میں ہر نقش کف پا بھی — مرا دل کھو رہا ہی سطرف سے وہ سدھارے تھے

غزل ۱۹۰	نہ کیونکر دوست رکھتا اے فروغ اللہ حیدر کو محمد اسکو پیارا تھا محمد کے وہ پیارے تھے	اشعار (۱۶)

غزل

منفعل ہو کے گناہون پہ ہین رونیوالے
دامنِ حشر کو مجرم ہین بھگونے والے

جگر و دل ہین مری جان کے کھونیوالے
ناخدا ہین مری کشتی کے ڈبونیوالے

دل بھر آتا ہی تو رو لیتے ہین رونیوالے
گردِ غم آنسوؤن سے دھوتے ہین جو رونیوالے

سن جو پایا ہی کہ خواہش ہی ستم کی انکو
مہربان ہین وہ مرے حال پہ ہونیوالے

ابرِ رحمت ہی ترا اشک ندامت میرے
حشر مین نامۂ اعمال کو دھو نیوالے

ڈر ہی کیا گورِ غریبان پہ جو تم سکتے ہو
حشر کے روز بھی اُٹھین نہ یہ سونیوالے

جان دینا تو مرا خوش ہو نہین ضایع نہوا
تم سلامت رہو غم مین مرے رونیوالے

میری جان تم ہو زمانہ ہو فلک ہو کہ عدو
کبھی یہ دوست کسیکے نہین ہونیوالے

قلقلِ شیشۂ مے دیکھ کے ساقی نے کہا
ہچکیان بند ہگئین یون روتی ہین رونیوالے

یون مرے قتل سے پردہ نہین ہونے والا
او مری لاش پہ منہ ڈھانک کر رونیوالے

ٹھہرو للہ مرے پاس نہ صبح شبِ وصل
اب یہان اور ہی سامان ہین ہونیوالے

یاد ہین ایک بتِ پردہ نشین کی اے عشق
ہجر مین ڈھانک کے منہ روتی ہین رونیوالے

اہل ماتم کو نہ بھا جائے یہ انداز ترا
او مری لاش پہ سر کھولکے رونیوالے

الڑ گدی کرتے ہین اب ہنس کے وہ جب جاتے ہین
ڈھانک کے منہ کو بڑے چین سے سونیوالے

لو دوپٹہ سے وہ خود پونچھ رہے ہین آنسو
ہم نہ کہتے تھے بُرے ہوتے ہین رونیوالے

غزل ۱۹۱	غم شبیر مین ہین آج جو مغموم فروغ کل قیامت مین ہنسین گے وہی رونیوالے	اشعار (۱۰)

غزل

قضا کا سامنا ہی اُسپہ دل مائل ہمارا ہی
جسے ہم خوب سمجھے ہین کہ یہ قاتل ہمارا ہی

گلا اب یاد ہی کوئی نہ شکوہ یاد ہی کوئی
شبِ وصلت مین محوِ حسن ایسا دل ہمارا ہی

قیامت مین خدا کے سامنے دیکھو او بتِ کافر
ترے کشتے پکارین گے کہ یہ قاتل ہمارا ہی

رہِ الفت مین سچ ہی دلسے دلکو راہ ہوتی ہے
تمہارے دلپہ روشن ہی جو حالِ دل ہمارا ہی

اسیکا عشق ہی ہمیوت مارا جسکی الفت نے
ابھی پر ہم تو مرتے ہین کہ جو قاتل ہمارا ہی

نہ وہ حسنِ جوانی ہی نہ وہ جوشِ جوانی ہی
نہ اب وہ دل تمہارا ہی نہ اب وہ دل ہمارا ہی

سوالِ وصل پر دین گالیان غیرونکو کیپیسی
نہ سمجھے آپ اتنا بھی کہ یہ قاتل ہمارا ہی

ہوا الفت مین جسکو دوست سمجھے تھے عدو نکلا
الٰہی کیا غضب ہی دشمنِ جان دل ہمارا ہی

ہمین مارا ہمارے دلنے اس سفاک سی ملکر
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہی قاتل ہمارا ہی

غزل ۱۹۲	تخلص ہی فروغ اے دلربا مشہور عالم مین لقب جو پوچھتے ہو عاشق بیدل ہمارا ہی	اشعار (۷)

غزل

ایکدم غافل نہین یہ نالۂ و فریاد سے
تنگ آئے ہین بہت ہم اس دلِ ناشاد سے

ذبح مجھ سا سخت جان ہو خنجرِ فولاد سے
یہ ہوا کارِ نمایان بازوئے جلاد سے

موسمِ گل مین جو آئی اس سہی قامت کی یاد
ہم گلے مل مل کے روئے باغمین شمشاد سے

اضطرابِ دل سے ہی اتبو تزلزل مین زمین
کانپ اٹھین گے فلک بھی ایکدن فریاد سے

کیا کہا ہی آپسے غیرون نے فرمایئن تو آپ
جھوٹ سچ کھل جائیگا خود آپکے ارشاد سے

دیکھکر حیران ہین آئینہ رخسار کو
کیا یہ کھینچی تصویر تیری مانی و بہزاد سے

غزل ۱۹۳	صورتِ خورشید تابان اے فروغ اپنا کلام ہو گیا پر نور ہر حضرت استاد سے	اشعار (۱۴۶)

غزل

گردشِ غم ہائے مرے دلمین غضب ڈھاتی ہی
آپکی یاد بھی مٹی مین ملی جاتی ہے

بیوفائی کی ادا تیری ستم ڈھاتی ہی
کسطرح لیتے ہی دل آنکھ بدل جاتی ہی

دیکھ تو لو گے غرض اتنی سی گستاخی سے
تمسے تو آنکھ بھی دکھلائی نہین جاتی ہی

ہے ترا پاس تری یاد کو اے پردہ نشین
وہ سے عاشق کے نکلتے ہوئے شرماتی ہے

ملتی جلتی ہی حسینون سے مری قسمت بھی
زلف کی طرح سے بن بن کے بگڑ جاتی ہے

ہنسنے کے سیکھتے ہین سے گلے پردہ ہجوم غم کے
خیر اچھا ہی طبیعت تو بہل جاتی ہے

ہر ادا سے تری پیدا ہی شب وصل حجاب
کیسی شرمائی ہوئی لب پہ ہنسی آتی ہے

نہ سہی لطف و عنایت ستم و جور سہی
جو ادا تیری ہی اے شوخ ہمین بھاتی ہے

پھول اُٹھا کر مرے سینے سے کے وہ آنسو بھر لائے
پھر کہا نہین تو کچھ بو سے وفا آتی ہے

کیا ہین کو سون بھی عدو کو تو نہ کچھ بولے
ہمکو تو بات بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہے

ہائے کیون آپ مری لاش اُٹھانے آئے
ایک دنیا اسی حسرت مین مری جاتی ہے

حشر مین بھی نہین جاتا ہی ترا پاس حجاب
ہمکو فریاد بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہے

آپ سے خواب مین آنیکا جو اقرار کیا
لیجیے نیند بھی کمبخت نہین آتی ہے

غزل نمبر ۱۹۳	ہم گنہگار ہیں مرگ بھی تربت مین **فروغ** منہ کفن سے ہین چھپائے ہوئے شرم آتی ہے	اشعار (۹)

غزل

مسیح بیمار ہجر تیرا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہے
اب ایکدم کا نہین بھروسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہے

کبھی ہی مضطر کبھی ہی نالان کبھی ہی گریان کبھی ہی خندان
ہین حالِ دل کیا کہون خدایا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہے

نمو کا سن ہی اُمنگ کے دن ہی اور اُٹھتی ہوئی جوانی
اُبھار پر اب ہی جوبن اُنکا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہے

کبھی محبت کبھی عداوت کبھی ہی نفرت کبھی ہی رغبت
مزاج اُس بانیِ ستم کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہے

جو کل تھا بوٹا سا قامت اُنکا تو آج ہی رشک سرو طوبےٰ
کہ بڑھ پر اب ہی قد بالا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
کبھی گدا ہی کبھی تونگر کبھی ہی مفلس کبھی غنی ہے
جہان مین بھی حال آدمی کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
بشر ہو یا حور ہو کوئی ہو کسی کا دُنیا مین اے پری رُو
نہ تلوّن مزاج ایسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
بشر بھی پانی کا بلبلہ ہی کبھی تو پیدا کبھی فنا ہی
یہ بحر ہستی مین ہمنے دیکھا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی کچھ ہی
کبھی تو جوش بہار گل ہی خروش باد خزان کبھی ہی
فروغ نیرنگ باغ دُنیا گھڑی کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

غزل

ادا مین سوگ کی ظاہر ہوئی ہین جوشش غمسے
روان ہین بنکے رو غن رشک میری چشم پُرنم سے
الٰہی خیر یہ انداز دیکھون کیا غضب ڈہائے
جنون کے جوش مین اب کس خوشی سی خاک اُڑاتی ہین
مدد اے بیکسی دشوار ہی فریاد بھی کرنا
کوئی دیکھے نہ کیون آئینہ لیکر حسن کو اپنے
ہزاد کھلا گئی وہ ہلکی ہلکی چہرے کی سُرخی
نہین فریاد میری بے اثر دل کوئی کیا تھامے
جفا وہ ہم پہ کرتے ہین دعا ہم اُنکو دیتے ہین
عدو کے گھر سے یون جاتے ہین گھبرائی ہوئی زلفین
چھپی ہی خود بخود ہاتو نکی مہندی میرے ماتم سے
حسینونکا چراغ حسن روشن ہی مرے دم سے
وہ سینہ تان کر اُٹھے ہین یہ بزم ماتم سے
نہین معلوم وہ نیچی نظر کیا کہگئی ہم سے
کلیجہ منہ کو آیا ہی ہجوم حسرت و غم سے
محبت مین ہمارا حال کیون پوچھے کوئی ہمسے
کہ دونی حسن کی رونق ہوئی غصہ کے عالم سے
کہ اُن ہاتونکو فرصت ہی کہان عشق کے ماتم سے
حسینونکو کوئی ظالم بنانا سیکھ لے ہم سے
کوئی سمجھے کہ آتے ہین کسیکی بزم ماتم سے

وہ ہم پر وصل میں الزام بیرحمی لگاتے ہیں — جو ہم کہتے تھے وہ انسے اب کہتے ہیں وہی ہم سے

کچھ ایسا پاس ہم سمجھے گذشتہ وقت کا سب کو — پتنگے بھی الگ رہتے ہیں اب شمع بزم ماتم سے

محبت میں کوئی اس شان سے سیکھے وراندازی — اسی نے کر دیا بدظن انہیں ہنستے تھے میں ہم سے

کسی کی حسرتیں آکے بیرسے دل میں نکلتی ہیں — نسیم صبح چھپ چھپ کے ملنے کے طریقے سیکھ لیں ہمسے

ابھی یہ منحصر کیا رشک سے کوئی نہیں خالی — کسی کا حسن بھی ملتا نہیں خوبان عالم سے

غزل ۹۵	عنادل سے فروغ اخفائے راز عشق کیا ہوگا گلوں سے چھپ کے ملنا سیکھے کوئی شبنم سے	اشعار (۱۹)

غزل

عیاں ہر رنگ ہے بزم عیش میری محفل غم سے — ہر اک صحبت کی رونق ہے جہاں میں آپکے دم سے

بھڑکتے کیوں جو چنگاریاں اٹھتی ہیں جسم بسمل غم سے — حرارت ہمیں کیا آئی تری تیغ شرر دم سے

کبھی بھولے انکو اپنے گھر جاتے ہیں وہ ہم آئے — مرے گھر آتے ہیں وہ اٹھکر عدو کی بزم ماتم سے

پھر مانا غیر سے ترک محبت ہو گئی اچھا — ضرورت اس کی کیا ہم کیوں سنیں تم کیوں کہو ہمسے

کسی کے تنکے چلنے کی ادائیں کوئی کیا دیکھے — کہ مہلت سر اٹھانیکی نہیں ہے کثرت غم سے

خدا کیواسطے اب انکے منہ پر کیا کہے کوئی — مرے مرنیکا باعث پوچھتے ہیں اہل ماتم سے

نگاہ گرم غیروں کی نہیں حسرت بھری نظریں — خنک ہوکر نکلتے ہیں یہ میرے دیدۂ نم سے

کہیں کا بھی نہ کمبخت اعتبار عشق نے رکھا — خطا کوئی کرے لیکن خفا ہوتے ہیں وہ ہم سے

وہ آئیں دیکھتے ہیں اللہ کون ایسی برائی تھی — بس اتنی بات پر بدظن ہوا وہ نا سمجھ ہم سے

قیامت ڈھا رہی ہیں ہاتھ اٹھنی کی ادائیں بھی — کبھی بیچین سینہ پر دوپٹہ میرے ماتم سے

نفس کی گرمیوں نے کر دیا اظہار الفت کا — تری تصویر آئینہ میں اب چھپنے لگی ہم سے

خدا جانے وہ کیوں شرما گئے کیا انکو یاد آیا — جو دیکھا لپٹے پروانوں کو شمع بزم ماتم سے

ہیں صدقے کوئی کس امید پر دے سکے تمہیں کچھ — نہ پوچھے جتنے آنسو بھی کسی کی چشم پر نم سے

وعدہ جب یاد دلاتا ہون تو فرماتے ہین — قصد ہر روز ترے سر کی قسم رہتا ہے

شوقِ دیدِ ابروے تابان کا تری ہے اسقدر — ماہِ نو چرخ پہ اس وجہ سے خم رہتا ہے

جستجوے کمرِ یار جو رہتی ہے مجھے — قصد ہر وقت سوے ملکِ عدم رہتا ہے

غزل ۱۹۹	اے فروغ اتنے بھی ظالم ہین بتون کا ہم پر عوض لطف و کرم قہر و ستم رہتا ہے	اشعار (۲۸)

غزل

جوش انکی جوانی کا نکلنے نہین دیتے — انداز حیا انکے بھی چلنے نہین دیتے

صدقے جگر و دل مرے آنکھین تو اٹھاؤ — کیون روکے ہوے ان تیرونکو چلنے نہین دیتے

ہارونکو بھی مٹھی مین دبائے ہین حیا سے — خوشبو کو بھی پہلو سے نکلنے نہین دیتے

ہاتو نکو جھٹک دیتے ہین شرما کے شبِ وصل — مین عطر بھی ملتا ہون تو ملنے نہین دیتے

آفت ہوا سینہ سے گھڑی بھر کا لگانا — تم اور مرے دلکو سنبھلنے نہین دیتے

جو آتا ہے دلمین ترا ارمان ہو کہ غم ہو — ہم پاسِ مروت سے نکلنے نہین دیتے

آفت ہین ستم ہین تری رفتار کے انداز — کروٹ بھی زمانہ کو بدلنے نہین دیتے

دم بھر کے لیئے خوش بھی وہ کر جاتے ہین اکثر — غم سے بھی مرے دلکو بہلنے نہین دیتے

خوف انکو ہے کچھ میرے دلِ صاف سے ایسا — آئینہ سے وہ عکس نکلنے نہین دیتے

ہر ناز قیامت ہے ہر انداز بلا ہے — کیا دلکو سنبھالون وہ سنبھلنے نہین دیتے

کرتے ہین دم نزع وہ اظہارِ محبت — ارمان کی طرح دم بھی نکلنے نہین دیتے

آنکھین بھی پھراتے نہین وہ شرم کے مارے — بیمارونکو کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

بیٹھے ہین انھین دیکھ کے احباب ہین میرے — تابوت بھی کاندھونپہ سنبھلنے نہین دیتے

کیا اسنے کوئی دشت نوردی مین ہے جھٹکا — دامن کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے سے آتے ہین کہ اللہ بچائے — موسیٰ کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے — موسیٰ کو بھی جو گر کے سنبھلنے نہین دیتے

اے قبر وہ مرنے پہ بھی ہوتے نہین راضی — بیمار ہون اور کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

اسدری حیا بند ہین آنکھین بھی شب وصل — حسرت ہی نظر بھی کہ نکلنے نہین دیتے

احسان یہہ کرتے ہین وہ انداز نزاکت — تیوری بھی شب وصل بدلنے نہین دیتے

ہو نزع کی مشکل بھی نہ آسان یہہ عرض ہے — رو رو کے مرا دم بھی نکلنے نہین دیتے

ملتے ہین وہ دل اب جو کہو نہین تو خفا ہون — مجھکو کف افسوس بھی ملنے نہین دیتے

غیرونکے تصور ہی مین رہتے ہین شب وصل — وہ ہجر کے پہلو کو بدلنے نہین دیتے

سنتے بھی ہو موسیٰ پہ نہ آنچ آئی جلا طور — عاشق کو جو سمجھے ہین وہ جلنے نہین دیتے

جلتا ہے اُن آنکھون کے اشارے پہ فلک بھی — وہ رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

کیا خوب مرے ضعف پہ آتا ہے اُنھین رحم — تو اب وہ مرا ذکر بھی چلنے نہین دیتے

غیرونسے وہی لطف ہے مجھپر وہی آفت — نازک ہین نگہہ کو بھی بدلنے نہین دیتے

بیداد بھی کرتے نہین یہہ پاس حیا ہے — وہ نام کو بھی اپنے نکلنے نہین دیتے

اس رشک کے قربان کہ دشمن کے ہین دوست — ہم غیر کا دل بھی اُنھین ملنے نہین دیتے

غزل بحث	اظہار تمنا کا قمر اُنکو جو ڈر ہے وہ منہ سے کوئی بات نکلنے نہین دیتے	اشعار (۱۲)

غزل

ہم نہ اکدم کا بھی دُنیا مین بھروسا سمجھے — بحر ہستی کو حباب لب دریا سمجھے

کوئی بیمار محبت کی دوا کیا سمجھے — ہان جو سمجھے تو وہی رشتۂ تمنا سمجھے

وعدۂ وصل اُنھین یاد دلانیکے لیے — مینے کچھ منہ سے نکالا وہ تقاضا سمجھے

کون اُٹھائے گا مرے ناز و ادا اُسکے بعد — مار ڈالا مجھے اور آپ نہ اتنا سمجھے

پھر ساقی ہین جو تھا جوش پہ اپنا یم اشک — ابر اُٹھا تھا سے ہم زینۂ دریا سمجھے

نہ بشر چشمِ حقارت سے کسیکو دیکھے	ہو جو ادنیٰ تو اُسے اپنے سے اعلیٰ سمجھے
ہی مریضِ تپِ فرقت کی دوا شربتِ وصل	آپ اتنا بھی نہ اے رشکِ مسیحا سمجھے
دیکھا جب عقدِ ثریا کو فلک پر اے ماہ	ہم ترے کان کا اُترا ہوا جھمکا سمجھے
ماتھن پاسے بھی تیرے نہ کبھی دی تشبیہ	ہم مہ نو کا جو مضمون بُرا نا سمجھے
دیکھکر شوخیِ رفتار نگاہِ جانان	وحشیِ چشمِ رمِ آہوئے صحرا سمجھے
خاک مین مجکو ملایا ہی جفاؤن نے تری	تجھسے اللہ مرا او بُتِ ترسا سمجھے

غزل ۲۰۱	دیکھکر زُلفِ سیہ مین رُخِ روشن اُن کا اے **فروغ** آپ چراغِ شبِ یلدا سمجھے	اشعار (۸)

غزل

زلفون مین ہی رُخِ یار کا پنہان کئی دن سے	بدلی مین چھپا ہی مہِ تابان کئی دن سے
یاس و الم و حسرت و حرمان و غم و رنج	ہین خانۂ دل مین مرے مہمان کئی دن سے
چپ چپ ہی ہر اک سُنکے دہن کا ترے شہرہ	ہی سارا جہان شہرِ خموشان کئی دن سے
رہتا ہی جو راتو نکو خیالِ شبِ گیسو	آتے ہین نظر خوابِ پریشان کئی دن سے
کس عاشقِ ناشاد کا یہ سوگ ہی رکھا	کنگھی ہی نہ چوٹی ہی مری جان کئی دن سے
وہ دیکھتے ہین آجکل آئینہ مین گیسو	عشاق ہین حیران و پریشان کئی دن سے
کیا عاشقِ کاکل کوئی دُنیا سے سدھارا	کیون آپکی زلفین ہین پریشان کئی دن سے

غزل ۲۰۲	دل گیسوئے دلدار کے پھندے مین پھنسا کر پھرتے ہین **فروغ** آپ پریشان کئی دن سے	اشعار (۱۵)

غزل

اچھے ہین طور سب تری مستانہ چال کے	پر خاک مین ملے ہو جو انکو دیکھ بھال کے
پیچھے دھنسا تم بھی وہ نکلے ہو اپنی چال کے	رکھے کہان تلک کوئی دلکو سنبھال کے

مونہ ناز کی پہ خاک نے دھبہ لگا دیا
اب تو چلو نہ قبر پہ دامن سنبھال کے

آئے کسی طرح تو یقین اضطراب کا
رکھیے تو آپ رکھدون کلیجہ نکال کے

اُبھرے حباب جب لبِ جو شرم آگئی
نیچی نگاہیں کرلین دوپٹہ سنبھال کے

بادِ صبا نے چھو جو لیے پھول ہے وہ گال
نرگس چمن میں بیٹھی آنکھیں نکال کے

ڈر ہی سمانہ جاہین کہین اُنکے قلب مین
گھبرا گئے حسرتین مرے دلکی نکال کے

لگتی ہی اب کچھ اور ہی خود رفتگی مری
اچھے نہین حضور یہ انداز چال کے

کچھ اس ادا سے ہاتھ مرے سینہ پر دھرا
بیچین کردیا مجھے دل کو سنبھال کے

نیچی نگاہ کرکے نہ چل او ستم شعار
نظرین اُڑا ئے لیتی ہین انداز چال کے

کچھ تو مرے دکھے ہوئے دل کا رہے خیال
رکھئے حضور پاؤن تو حد سنبھال کے

ہیکل اُلجھ رہی ہی دوپٹہ سے راہ مین
فتنے اُٹھا رہے ہین سب انداز چال کے

ہوتا ہی کس سے وصل کا اظہار مدعا
لب بو سے لے رہے ہین بانع ال کے

پڑتے ہین میرے دل ہی پہ بہکے ہوے قدم
قربان جائیے تری مستانہ چال کے

غزل ۲۰۳	گو لکھنؤ چھٹا پہ زبان لکھنؤ کی ہے قائل ہین اے **فروغ** تری بول چال کے	اشعار (۱۰)

غزل

تمہارے حسن کا بندہ **فروغ** زار بھی ہے
ہزار جان سے عاشق بھی جان نثار بھی ہے

محبت اُنکو جو ہم سے بہت ہی غیر سے کم
ہمارا دل بھی بہی صاف اُنسے کچھ غبار بھی ہے

عجب ہی کہتے ہو کی تمنے مجھ سے کیون اُلفت
تمہین بتاؤ بھلا دل پہ اختیار بھی ہے

فراق ہی جو محبت مین وصل بھی ہوگا
خزان ہی آج چمن مین تو کل بہار بھی ہے

مہار ناقہ کی اے ساربان روکے ہوئے
کہ ساتھ محمل لیلےٰ کے قیس زار بھی ہے

کسی کے عشق کے اوصاف ہی جو ہر گلمین
کسی کا باغ مین نرگس کو انتظار بھی ہے

ادھر بھی اک نظرِ لطف اے مرے مالک
امیدوار کرم یہ گناہگار بھی ہے

ہر ایک پھول مین بو ہے جو تیری اُلفت کی
نمود دیدۂ نرگس سے انتظار بھی ہے

چمن مین ہے گل و بلبل سے حسن و عشق کی بحث
چلو تو ساتھ تمہارے یہ جان نثار بھی ہے

نہ بھولنا اسے تم یا علیؑ بروزِ حساب
کہ خواستگار شفاعت **فروغ** زار بھی ہے

غزل ۲۰۴ — اشعار (۱۰)

غزل

وفا ان حسینون مین ایدل نہین ہے
کوئی دل لگانے کے قابل نہین ہے

یہ بندہ جز اے دوست تیری رضا کے
کسی بات کا تجھسے سائل نہین ہے

لپٹکر وہ کہتے ہین سینہ سے میرے
بس اب تو کوئی خواہشِ دل نہین ہے

بجز تیرے اس عاشقِ ناتوان کے
کوئی ناز اٹھانے کے قابل نہین ہے

بگولہ اٹھا کوئی صحرا مین شاید
یہ قیس لیلی کا محمل نہین ہے

شبِ وصل مین شکوۂ ہجر کیسا
شکایت کا یہ وقت ایدل نہین ہے

لیا مینے بوسہ تو بولے بگڑ کر
کہ تو منہ لگانے کے قابل نہین ہے

نہو وصل ممکن تو سہہ ہی دیدو
کہ یہ تو کوئی بات مشکل نہین ہے

ہوا ہے ترے حسن کا جبسے شہرہ
مرے بس مین ایجان جانِ دل نہین ہے

فروغ آپ الفت مین حد سے نہ گذرین
کہ یہ شیوۂ مرد عاقل نہین ہے

غزل ۲۰۵ — اشعار (۱۵)

غزل

یہ مانا تمکو عادت ہے ہنسی کی
اگر یہ بزمِ ماتم ہے کسی کی

چمن مین کیا ہے آج آمد کسی کی
یہ کیون رنگت ہر اک گل کی ہے پھیکی

کرے تیرِ نظر ہے دلمین سوراخ
کہین دلگر تو کرے الفت کسی کی

شکایت ہی سے یاد آیا مین اُنکو	بھلا اچھی دشمنون نے دوستی کی
نظر کو اسے ہجوم شوق دے راہ	بلائین مجھکو لینا ہین کسی کی
کرے گی کیا اثر فریاد اُس پر	وہ عادی جو نہ سنتا ہو کسی کی
کرو اب قتل یا دکھلاؤ دیدار	نکالو کوئی صورت زندگی کی
کلیجہ کو ملا دل کی خطا پر	کسی کے سر گئی آفت کسی کی
جگر پر ہی کبھی دل پر کبھی ہاتھ	خبر فرقت مین لیتا ہون سبھی کی
بہت مداح ہی حورون کا واعظ	ارے دیکھی بھی ہے صورت کسی کی
ترا وعدہ اُسے تسکین کیا دے	نہو امید جسکو زندگی کی
بنو نازک نہ تم اتنے شب وصل	اُٹھائی ہی ابھی میت کسی کی
حسین کرتے نہین اب مجھہ سی پردہ	بلائین لے رہا ہون بیخودی کی
نہ آنا تھا نہ آئی ہجر کی شب	قضا نے سیکھ لی عادت کسی کی

غزل نمبر ۲۰۶	فروغ آتی ہے کیسے ہوگی شرم کہ ہمسے دوستون نے دشمنی کی	اشعار (۹)

غزل

لچکی جاتی ہی کمر گلگشت گلشن بار ہی	کوئی پھولونکا مگر اُنکے گلے مین ہار ہی
بحث ہی گل سے اور اُس غنچہ دہن سی حسن کی	مجھ سے بلبل سے چمن مین عشق کی تکرار ہی
راہ مین جب جاتا ہون کچھ کہون فتنی باتین	ٹوکتا کوئی کسی کو بھی سر بازار ہی
ایک مدت سے قیامت کا ہی ہمکو انتظار	حشر پر ٹھہرا جو اُنکا وعدۂ دیدار ہی
خلد و دوزخ سے غرض کیا بھید ہی جا جہان	اختیار اپنا جنھی کو اسے مختار ہی
باغ مین نرگس کو اسے رشک مسیحا دیکھ آ	رحم کر لسد وہ بھی نرگس بیمار ہی
کچھہ نہین بحر الم مین ڈوبنے کا ڈر ہمین	یا علی جسوقت نکلا منہ سی بیڑا پار ہی

دوسرا کوئی نہین ہی عکس ٹہیرے آپ کا | آئینہ پر کیون گڑی آنکھ آپ کی ہربار ہی

اے غزل ۲۰۷	اے فروغ اُس بیوفا سے رکھو نہ امیدِ وصال جس سے ملنا ایک بوسہ کا بہت دشوار ہی	اشعار (۹)

غزل

کھنچے رنجش ہوگئی کیا اُس بُتِ مغرور سے | اے فروغ آج آپ چپ بیٹھے ہین کیون رنجور سے
اک ذرا تربت مین دم لینے دو اے منکر نکیر | ہین تھکے ماندے چلے آتے ابھی تو دور سے
حسرت و حرمان و درد و یاس و غم کی بھیڑ ہی | کسطرح نکلے کوئی ارمان دلِ رنجور سے
وائے قسمت ایک بوسہ بھی جو مین مانگون کبھی | وہ کہین یہ بات باہر ہی مرے مقدور سے
میرے نالونسے اگر ہوگی تزلزل چرخ مین | آسمان جل جائیگا آہِ دلِ محرور سے
باغ کی جانب سے اُٹھی ہی گھٹا اے میکشو | چل کے ملنا چاہیئے ہی ساقیِ مخمور سے
آمد و رفت اُنکے گھر مین روز کی اچھی نہین | ہی یہی بہتر رہے صاحب سلامت دور سے
بزم مین آنے نہ دین اپنی سمجھے اچھا حضور | دیکھنا ہوگا جو مجکو دیکھ لونگا دور سے

غزل ۲۰۸	دے نہ سے مجکو جواب اسکا نہین غم اے فروغ مین سوالِ وصل کرتا ہون بُتِ مغرور سے	اشعار (۱۶)

غزل

کرین کیون نہ سب سے شکایت ہماری | لڑی ہی حسینونسے قسمت ہماری
بنی اُنکے کوچہ مین تربت ہماری | ٹھکانے لگی کچھ تو محنت ہماری
نہ کرنا تھی اُس نازنین سے محبت | بہت اب تو نازک ہی حالت ہماری
مزا ہو جو وہ آکے ٹھوکر لگائین | لپٹ جائے قدمونسے تربت ہماری
نہ رشک آئے کیونکر کہ غیرونسے ملکر | پہنچتی ہی تم تک شکایت ہماری
مزا دیگئی داستانِ محبت | ہنسا کوئی سنکر مصیبت ہماری

پلٹ جائیگا کوئی اے ضعف آکر
نہ پہچانی جائیگی صورت ہماری

ہمین کو مزا وصل مین دے رہی ہی
تمہاری نہین بات سے شکایت ہماری

ترا رحم بھی ہمسے منہ پھیر لے گا
کہ دیکھی نہ جائیگی حالت ہماری

جو رکھتے ہین دشمن وہ ہم بھی کہین گے
ہمین سے کرو تم شکایت ہماری

جفائین کیئے جاؤ تم ہم وفائین
وہ عادت تمہاری یہ خصلت ہماری

گلے کاٹنا ہی بس اک تمکو آیا
نہ کاٹی گئی پر مصیبت ہماری

لگا ہاتھ رکھکر دمِ نزع منہ پر
خدا سے نہ کرنا شکایت ہماری

اثر کر رہی ہی حسینون کی صحبت
بگڑنے لگی ہی طبیعت ہماری

لحد پر بھی آئے ہین وہ بن سنور کر
نہین اب بھی منظور راحت ہماری

فروغ آ کے وہ اک نظر دیکھ تو لین
نہ رحم آئے جب بھی تو قسمت ہماری

غزل ۲۰۹ — اشعار (۱۱)

غزل

کوئی لگائے دل نہ کسی سے مگر کبھی
بس مین نہو بشر کے الٰہی بشر کبھی

اے ماہ تیرے ہجر مین تارے گواہ ہین
سوئے نہین ہین چین سے ہم رات بھر کبھی

کوئی قصور اے مرے دلبر کوئی خطا
آتے نہین جو خواب مین بھی تم نظر کبھی

رضوان سے بحث حورون سے تکرار ہو گئی
یاد آیا گھر بہشت مین تیرا اگر کبھی

وہ بیخبر ہی یار کہ دردِ فراق مین
ہم مر بھی جائینگے تو نہو گی خبر کبھی

شاید ہی دردِ فرقتِ جانان مین رات دن
کروٹ بدل سکے نہ ادھر سے اُدھر کبھی

کس کس کی ہون خبر ہین تمہاری فراق مین
بیتاب دل کبھی ہی کبھی ہی جان جگر کبھی

یہ طرفہ ماجرا ہی کہ وہ اور کھنچ گئے
گر اپنے جذبِ دل کا ہوا کچھ اثر کبھی

روشن ہر ایک دل رہے اُلفت کے داغ سے
دُنیا مین بیچراغ نہو کوئی گھر کبھی

اُٹھتا ہوں بزم سے تو بٹھاتا ہے بار بار
اُٹھ اُٹھ کے دردِ دل کبھی دردِ جگر کبھی

غزل نمبر ۲۱۰

بتخانے جائیں ہو کے مسلمان ہم فروغ
کعبہ میں اکدن ہو اپنا گذر بھی

اشعار (۲۷)

غزل

وہ پردہ میں نہ وفا کے اگر جفا کرتے
نہ مجھ ستم زدہ کے جلنے کی دعا کرتے

عصا پہ ٹیکے جو ہم مثل آسیا کرتے
مقام ایک ہی رہتا مگر پھرا کرتے

ملاؤں خاک میں کہتے ہی تھے ندی مٹی
حضور کاش اسی عہد کو وفا کرتے

کٹی بیان بھی شب غم عجب طرح زاہد
ہوئی ہے صبح ہمیں بھی خدا خدا کرتے

اسیر دامِ محبت میں اور ہو جاتا
رہا نہ قید سے ہوتا اگر رہا کرتے

وہ کہہ اُٹھیں گے یہی آرزو ہے غیر بھی ہے
یہ جانتے تو نہ اظہارِ مدعا کرتے

اگر ہماری تمنا ہی سے تھی ضد اُن کو
تو اُنسے کاش ستم ہی کی التجا کرتے

یہ سمجھکے جو کہ شکوے اُنکو ٹالدیتے ہیں
بھلا تمہارے سوا کسپہ ہم جفا کرتے

جو میرے دلکی تمناؤں کا خیال آیا
وہ مسکرائے مجھے دیکھکر دعا کرتے

علاج اور کوئی اضطراب دل کا نہ تھا
گلے سے مجکو لگاتے نہ وہ تو کیا کرتے

ہے اعتبارِ محبت کا یہ بھی اک پہلو
وہ میرے ہوتے ہوئے غیر پر جفا کرتے

سوائے گرد نہ بیٹھا ہمارے پاس کوئی
حسین خاک نشینو سے ربط کیا کرتے

کچھ اور سوچکے کہتے ہیں وہ قبول نہو
ہم اپنی موت کی خالق سے ہیں دعا کرتے

ہیں کیا سمجھ کے بھلا جان آپ پر دیتا
نہ زندگی کی طرح آپ بھی وفا کرتے

کمان سے اُنکی جو نکلا خدنگ سینے کہا
کسی اسیر کو کاش اسطرح رہا کرتے

اگر ہے جان ہی دینا تو زہر کیا کم ہے
حجاب آتا ہے قاتل کی التجا کرتے

نہ سمجھے ضد ہے اثر کو ہماری خواہش سے
رقیب کیلئے بھی ورنہ کچھ دعا کرتے

لگائے تیر نظر چٹکیان بھی لین تم نے — علاج درد جگر کا اب اور کیا کرتے
ہم اور یاد دلاتے رقیب کا وعدہ — کسیکے عہد کو ہین خوگر وفا کرتے
اڑا جو رنگ مرے رخ سے ہنسکے وہ بولے — اسیطرح ہم اسیرونکو ہین رہا کرتے
وفا کی تمکو اجازت حیا نہین دیتی — مگر حجاب نہ آیا کبھی جفا کرتے
ہمارا شوق کچھ اس سے بھی بڑھکے ضد کرتا — وہ ہاتھ رکھ کے دل مضطرب پہ کیا کرتے
حضور تنگئ ترکش سے کشمکش مین ہین تیر — دل وسیع مین کس چین سے رہا کرتے
ہین بار لطف سے بھی سر اٹھا نہین سکتا — حضور اس سے سوا اور کیا جفا کرتے
جو شوق سیر کا بھی تھا تو گھر سے کیون نکلے — نظر مین چاہنے والون ہی کی رہا کرتے
غضب ہے تنگئ کوئی اسطرح سے چلتا ہے — کسی کے بس مین نہ رہتا جو دل انکو کیا کرتے

غزل ۲۱۱	عجیب کام کیا طول مدعا نے فروغ سمجھ کے قصہ ہین پہرون حسین سنا کرتے	اشعار (۱۰)

غزل

بیتاب دل ہے کوچہ جانان کے واسطے — مضطر ہے عندلیب گلستان کے واسطے
نکلا ہے دل نظارۂ مژگان کیواسطے — بپھرا ہے شیر نیستان کے واسطے
طول شب فراق نہ کم ہوگا کس طرح — دو نگاہین اسکو گیسوئے جانان کے واسطے
کھا استخوان نہ میری کس حق اسے ہما — رہنے دے دعوت سگ جانان کے واسطے
بگڑو نہ مجھ سے وصل کی شب بات بات پر — اے یار اپنی زلف پریشان کے واسطے
اشکون کے ساتھ لخت دل آئے سر مژہ — غنچہ ہر ایک بنگیا پیکان کے واسطے
پہلو میں جس سے گرم وہ معشوق شعلہ رو — ہین چاہتا ہون فصل زمستان کے واسطے
اندوہ و یاس رنج و غم و حسرت و الم — [illegible] کے واسطے
کی جان تک عزیز نہ درد فراق سے — مر مر گیا ہون خاطر مہمان کے واسطے

غزل ۱۱۲

دکھلا دو اپنا روضۂ اقدس فروغ کو
یا شاہِ مرسلان شہ مردان کیواسطے

اشعار (۱۸)

غزل

اک قہر تھا نگاہ کا ملنا نگاہ سے
دل مین ہین اُتر گئے آنکھون کی راہ سے

محشر مین ڈر کے آپکی ترچھی نگاہ سے
نکلی کوئی بات بھی نہ لبِ دادخواہ سے

گو ہم ہوا سے خاک کے پردے مین بھی چھپے
جب بھی نہ بچ سکے تری ترچھی نگاہ سے

محشر مین اُنکی چال کا ہی رنگ ہی کچھہ اور
بچ بچ کے چل رہے ہین وہ ہر دادخواہ سے

اس درجہ فراق نے کی ہین ترقیان
رہتو نگاہ بھی نہین ملتی نگاہ سے

کام آئی ظلمت شبِ تارِ فراق مین
جو تیر کی بچی مرے بخت سیاہ سے

دل کے اشارے کچھہ مین جگر کہہ رہا ہی کچھہ
دونونکو کیا سکھائے ہوا کن نگاہ سے

کچھہ تمکو اپنی زلفِ پریشان کی ہی خبر
پوچھہ بھی ملگئی مرے حالِ تباہ سے

تم دیکھتے ہو آئنہ ڈرتا ہی میرا دل
اللہ کی پناہ تمہاری نگاہ سے

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
اپنے ہی دلپہ چوٹ لگی اپنی آہ سے

اچھا رہا زمین سے تو آسمان ہی
بچکر نکل گیا تری نیچی نگاہ سے

پیارے ہین مجکو میرے گنہگار تم ہو کون
رحمت یہ کہہ رہی ہی ہر ایک بیگناہ سے

تم پارسا سہی مگر اتنا سمجھہ تو لو
یون منہ چھپا کے کوئی نکلتا ہی راہ سے

اللہ ری مستیان کہ سحر کو نسیم بھی
نکلی ہی لڑکھڑا کے تری خوابگاہ سے

خالی نہین ہی چال سے آنکھونکا پھیرنا
کرتے ہین پائمال وہ دلکو نگاہ سے

پھولون مین کس غضب کی بسی ہی نسیم بھی
آتی ہی باغ سے کہ تری خوابگاہ سے

کس کی مجال کون کہے تمکو بے حجاب
لو چٹکیان کلیجے مین نیچی نگاہ سے

سب کچھہ سمجھہ رہا ہی یہ کہتا نہین فروغ

غزل ۲۱۳	ملتے ہین سب بہانے تری نیچی نگاہ سے	اشعار (۱۱)

غزل

الفت جوان بتون کی کدورت مآل تھی
عاشق کی قبر تو وہ گردِ ملال تھی

اپنی تو زندگی کا سہارا فراق ہین
بس اک امید لذتِ روزِ وصال تھی

مین بوسے مانگتا تھا وہ دیتے تھے گالیان
یہ روزِ وصل شکل جواب و سوال تھی

وہ گل نہ تھا تو نخلِ الم ہر درخت تھا
پیدا چمن مین چھو لونسے بوئے ملال تھی

وہ چار پھول اُٹھا ہی لیئے جان کر ثواب
قاتل مری شریکِ سوم تیری چال تھی

ازبسکہ تھا خجل ترے دندان کے روبرو
گوہر کی آب بھی عرقِ انفعال تھی

اُٹھتی ہین آجتک مری تربت سی آندھیان
اُنکی طرف سے دل مین جو گردِ ملال تھی

وعدے پہ کیون نہ آئے جو پوچھا تو یہ کہا
کچھ اب سے دُور میری طبیعت نڈھال تھی

آنکھین پسِ فنا بھی کھلی ہین جو قبر مین
ہمکو کسی کے دید کی حسرت کمال تھی

بولے وہ میری لاش کو ٹھکرا کے ناز سے
اس شخص کو بھی ہم سے محبت کمال تھی

غزل ۲۱۴	کیون اے فروغ اب وہ زمانہ گذر گیا وہ عشق خواب تھا وہ محبت خیال تھی	اشعار (۱۳)

غزل

یہ طرزِ دلبری اے فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے
اشارہ آنکھ کا کچھ ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

کیا ضبط آجتک دیکھیں ادائیں تیرے چلنے کی
ہے اب بیتابیِ قلب و جگر کچھ اور کہتی ہے

نگہ تیری کبھی دشمن سے ملتی ہے کبھی مجھسے
اِدھر کچھ اور کہتی ہے اُدھر کچھ اور کہتی ہے

دیے وعدہ بتاؤ مجھکو کس کا اعتبار آئے
کہو تم کچھ زبان سے کہتے ہو نظر کچھ اور کہتی ہے

بٹھایا حسن نے گو تیری زلفونکو مگر ظالم
ادا دل لبھانے کی ہوئی پتلی کمر کچھ اور کہتی ہے

ہرا نازونکا پالا دل ابھی تک یاد ہے مجھکو
کبھی پھر پھر ترچھی نظر کچھ اور کہتی ہے

ترے کہنے سے زاہد توبہ کر لینگے تو کی لیکن
اُدھر اُٹھتی گھٹا ہے او دھر کچھ اور کہتی ہے

سنواری ہے یہ کس کمبخت کی بگڑی ہوئی قسمت
یہ بکھری زلف آج اے فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے

تری تیغ نگہ نے کام تو پورا کیا لیکن
وفورِ لذتِ زخمِ جگر کچھ اور کہتی ہے

بُرا ہو رشک کا آرام کب ہے وصل کی شب بھی
یہ بیتابی تری رشکِ قمر کچھ اور کہتی ہے

یہ کس کی رات کو سوئی ہوئی تقدیر جاگی ہے
کہ شرمائی نگہ وقتِ سحر کچھ اور کہتی ہے

سمجھتے تھے ہر آفت سے بچے ہم خاک مین ملکر
مگر ظالم تری نیچی نظر کچھ اور کہتی ہے

فروغ اسوقت انکے گھر مین تم جاتے تو ہو لیکن
سمجھ لو جنبشِ زنجیرِ در کچھ اور کہتی ہے

غزل ۲۱۵ — اشعار (۱۸)

غزل

صلاح اسے دردِ دل مین یہ بہتر ہے اگر ٹھہرے
جگر تڑپے تو دل ٹھہرے جو دل تڑپے جگر ٹھہرے

غضب ہے مین اگر نالے کرون تو شور و شر ٹھہرے
جو اُنکے در پہ سر ٹیکون علاجِ دردِ سر ٹھہرے

اُسی کے دل سے پوچھے کوئی لطف اسکا خلش اسکی
کہ جسکے دل مین اے قاتل ترا تیرِ نظر ٹھہرے

بچایا رشکِ قتلِ غیر سے اُنکی عداوت نے
ہوا جب شوقِ قتل اُنکو ہمین مدِ نظر ٹھہرے

نہین معلوم کیا تھا دل مین اُنکی جب پس مردن
ہماری لاش پر آئے بھی تو منہ پھیر کر ٹھہرے

مخاطب غیر سے ہو بات بھی ہمسے نہین کرتے
نہ ٹھہرے آدمی ہم بھی کوئی دیوار و در ٹھہرے

کہونگا حالِ دل ٹھہرو مین اپنے پہلو مین آ لون
لگا لون تمکو سینہ سے ذرا دردِ جگر ٹھہرے

خدارا دفن کر قاتل نہ کشتے اپنے کوچہ مین
کہین ایسا نہو گورِ غریبان تیرا گھر ٹھہرے

گھٹا ہے ابر بھی کیفیتِ گلگشت حاصل ہو
اگر سیرِ چمن کی آج اے رشکِ قمر ٹھہرے

ترس کھاتے ہین غیرون پر ستم کرتے ہین عاشق پر
اُدھر وہ رحمدل ٹھہرے ادھر بیداد گر ٹھہرے

نہین وہ کھولتے گیسو نہ کھولین میرے ماتم مین
یہ کیا کم ہے جو دم بھر آکے میری لاش پر ٹھہرے

مرے پردہ نشین کی باغ مین آج آمد ہے
کوئی کہدے یہ بلبل سے ذرا بیرون در ٹھہرے

اُمنگ نئی طبیعت جوش پر آئی جوانی ہی
نہایت بچپنا شر سے حجاب آنکھوں میں کر آئے

سُنے جاتین نہ بولیں بات تک کچھ تھا ابھی ہی
زبان رکھتے ہین منہ مین ہم بھی آخر بشر ٹھہرے

تمنا ہی کسی زانو پہ سر رکھ شکوہ جب ہوئین
اُٹھین تو چاند سا منہ آئے وقت سحر ٹھہرے

حجاب آتا نہین دنکو برآمد گھر سے ہوتے ہو
نکلتے شب کے پردے مین گہ تم رشک قمر ٹھہرے

انھین رحم آگیا لپٹا لیا ہی اپنے سینہ سے
بھلا دو روز تو یارب یہ درد جگر ٹھہرے

غزل ۲۱۴	فروغ ع انکو نہین معلوم کیون ہم سے عداوت ہی مٹاتے ہین جو وہ نقش وفا ہم بھی مگر ٹھہرے	اشعار (۱۳)

غزل

کسی کا ناز یہ حسن و شباب کیسا ہی
کسی کا قول خراب اضطراب کیسا ہی

شب وصال یہ ہم پر عتاب کیسا ہی
تمہارے گیسو ونکو پیچ و تاب کیسا ہی

غم انتشار تڑپ اضطراب کیسا ہی
یہ ڈھنگ اے دل خانہ خراب کیسا ہی

سوالِ وصل پہ وہ بات کاٹتے ہین مری
مین پوچھتا ہون یہ طرز جواب کیسا ہی

وہ دانت پیس رہے ہین اُبھرنے والون پر
حیا و شرم کا دشمن شباب کیسا ہی

نگاہِ شوق نے کھولا ہی عقدۂ دیدار
یہ آج وا ترا بند نقاب کیسا ہی

وہ گھر مین بیٹھے ہین شہرت ہی حسن کی باہر
نئی یہ شرم نرالا حجاب کیسا ہی

گلے سے تیغ ملا کر سوال وصلت پر
وہ پوچھتے ہین کہو یہ جواب کیسا ہی

شبِ وصال لگاؤ نہ رشک کی چھریان
مری طرح یہ تمہین اضطراب کیسا ہی

مرے گناہونکی پرسش ہی کیون قیامت مین
جو بیحساب ہین اُنکا حساب کیسا ہی

مری نظر مین سما کر مجھی سے منہ کو چھپاؤ
کھلی ہوئی ہی یہ شوخی حجاب کیسا ہی

شبِ وصال تڑپ اور بڑھ گئی دل کی
اسے سکون کے وقت اضطراب کیسا ہی

سوالِ وصل پہ تیوری چڑھائی کیون ظالم
کہ سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب کیسا ہی

وہی رقیب وہی تم وہی تمہارا لطف ۔۔۔ وہی زمانہ ہے پھر انقلاب کیسا ہے

ہمارے قتل سے روزِ جزا بھی ہے انکار ۔۔۔ خدا کے سامنے اُلٹا جواب کیسا ہے

نقاب پر رُخ سے بھی پھوٹی نکلتی ہے رنگت ۔۔۔ خطا معاف یہ شرم و حجاب کیسا ہے

فرشتو آئے ہیں دُنیا کو چھوڑ کر ہم ابھی ۔۔۔ ارے یہ وقت سوال و جواب کیسا ہے

جہان کی سیر میں ہم عمر بھر رہے مشغول ۔۔۔ کبھی خیال نہ آیا یہ خواب کیسا ہے

چڑھی ہیں تیوریاں اظہارِ مدعا کے لیے ۔۔۔ مرے سوال سے پہلے جواب کیسا ہے

پلٹ رہی ہیں نگاہیں بدل رہا ہے مزاج ۔۔۔ دیارِ حسن میں یہ انقلاب کیسا ہے

غزل ۲۱۷	غرور شوخیوں پر ہے **فروغ** اُن کو اُدھر ادھر یہ رشک اُنھیں اضطراب کیسا ہے	اشعار (۹)

غزل

نہایت مجھ سے اب وہ شوخ بدظن ہوتا جاتا ہے ۔۔۔ کہ دیواروں کا بند ایک ایک روزن ہوتا جاتا ہے

سبھی آتے ہیں اب مشتاق ہو کر میری تربت پر ۔۔۔ تو زیارت گاہِ عالم میرا مدفن ہوتا جاتا ہے

مرے رونے پہ رحم آیا تھا پہلے اب وہ ہنستے ہیں ۔۔۔ دل اُنکا موم تھا لیکن اب آہن ہوتا جاتا ہے

صبا زلفیں اُڑا کر تو یہ کیا اندھیر کرتی ہے ۔۔۔ کہ پوشیدہ کسی کا روئے روشن ہوتا جاتا ہے

ہمارے دل کو جتنی اُسکی اُلفت بڑھتی جاتی ہے ۔۔۔ ہماری جان کا اُتنا وہ دشمن ہوتا جاتا ہے

ترقی حسن بھی دکھلا رہا ہے کیا جوانی میں ۔۔۔ عجب نامِ خدا اُس بُت کا جوبن ہوتا جاتا ہے

تری محفل سے رفتہ رفتہ عاشق اُٹھتے جاتے ہیں ۔۔۔ مگر خالی عنادل سے یہ گلشن ہوتا جاتا ہے

رقیب آنے لگے ہیں رفتہ رفتہ گھر میں اُس گل کے ۔۔۔ پُر از خارِ بیابان صحنِ گلشن ہوتا جاتا ہے

غزل ۲۱۸	**فروغ** اُس ماہ کا ہے حسن ان روز دن ترقی پہ مرے سینہ میں داغِ عشق روشن ہوتا جاتا ہے	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

[illegible] کسطرح سے اُٹھے جو وہ جانیکے لیے
دل مرا بیٹھ گیا اُنکے بٹھانیکے لیے

ضعف ہی سے نہ ترے کوچہ مین جانیکے لیے
زار ہون پر نہ ترے ناز اُٹھانیکے لیے

شمع ہر شب کو سرِ مرگ چلی آتی ہے
چار آنسو مری تربت پہ بہانیکے لیے

چھوڑ دونگا دامنِ دولت نہین آنسو کیطرح
تم جو چاہو مجھے نظروں سے گرانیکے لیے

میرے مرنیکی خبر سُنکے وہ بولے افسوس
نہ رہا کوئی مرے ناز اُٹھانیکے لیے

خاکساری کا چلن [illegible] انسان سیکھے
چاہتا ہے اگر آنکھون مین سمانیکے لیے

اُنکے کوچہ سے بگڑ کر جو مین اُٹھ آتا ہون
بھیجدیتے ہین تصور کو منانیکے لیے

مدعا سے موت ہوتی ہے شبِ وصل تمام
صبح ہونیکو ہے بیٹھے ہین وہ جانیکے لیے

نہین جاتی ہین شبِ وصل بھی ضد کی باتین
بگڑے بیٹھے ہین وہ زلفونکے بنانیکے لیے

[illegible] دشت سے وحشت مین مرا دل مجکو
ڈھیر ہے گردِ الم خاک اُڑانیکے لیے

اشعار (۱۲)	رحم آیا جو بسِ مرگ فروغ اُن کو تو کیا زندگی مین رہے سرگرم جلانیکے لیے	غزل ۱۹۱

غزل

ہمین ستم نہین آتا جفا نہین آتی
تمھین ترس نہین آتا وفا نہین آتی

ابھی کمسنی ابھی [illegible] ادا نہین آتی
وفا کا ذکر ہی کیا ہے جفا نہین آتی

ہمدرد بیٹھ کی [illegible] کسکو سوتے ہین
جب آنکھ بند ہوئی پھر حیا نہین آتی

شبِ فراق بھی [illegible] ملائے بیدرمان
کہ جسکے خوف سے مجھ تک قضا نہین آتی

ہنسے جو وصل مین ہار دونکے پھول مجھ سے کہا
یہ آج کیا ہے کسیکو حیا نہین آتی

سب آگئے ہین اپنے پرائے مری عیادت کو
بس ایک تم نہین آتے قضا نہین آتی

شبِ فراق مری نیند بھی اُنھین کو ملی
موذن انکو جو یادِ خدا نہین آتی

تمہاری شوخ نگاہیں غضب کی چھریاں ہیں
قریب خوف سے جسکے حیا نہیں آتی

وہ چھیڑتے ہیں ہمارے گلے پہ الٹی تیغ
جفا کا حوصلہ ہے پر جفا نہیں آتی

تمہیں پہ کیا جسے چاہو وہ ناز کرتا ہے
غضب ہے اور تو اور اب قضا نہیں آتی

عدم کا قافلہ چپ چاپ اسطرح ہے رواں
کسیکے کان میں بانگِ درا نہیں آتی

[illegible] دے کہ نہ دے قتل کی بھی حسرت کو
وہ آنکھ جس میں مروت ذرا نہیں آتی

تمہارا کوچہ ہے جنت بس اب یقین آیا
کہ سر پٹکتا ہے غیر اور قضا نہیں آتی

وہ اپنے ہاتھ سے دیتے ہیں غیر کو تعذیر
ہمارے کام ہماری خطا نہیں آتی

عدو کے سامنے یون پیار سے مجھے کوسو
کہ دشمنون کو تمہارے قضا نہیں آتی

اشعار (۸)	**فروغ** تم سے نہ دو دن بھی نبھ سکی توبہ خدا سے شرم بھی مردِ خدا نہیں آتی	غزل نمبر ۲۲۰

غزل

ہے رشک کرے بات تو اس رشکِ پری سے
باز آیا میں قاصد تری اس نامہ بری سے

پیدا اثر آہ ہو کیا ہوا بے اثری سے
کچھ کم نہیں انکو یہ نسیمِ سحری سے

کیا کیجیے دردِ دل مضطر کی تواضع
فرصت ہے کہان خاطرِ دردِ جگری سے

دیکھے کوئی پھر حدتِ خورشید قیامت
گر مانگ لے سوزش مرے داغِ جگری سے

ہین رنگِ شفق دیکھ کے بدلی میں یہ سمجھا
پیدا ہوا شعلہ مرے دردِ جگری سے

چلاتا ہے اسے بت جو ہر اک صورتِ ناقوس
نالان ہے زمانہ تری بیدادگری سے

ہنس ہنس کے جو قاتل نے کیا ہے مجھے زخمی
پیدا ہے تبسم لبِ زخمِ جگری سے

اشعار (۱۰)	اشعار **فروغ** آپکے ہین نالۂ موزون انداز فغانی ہے عیان نوحہ گری سے	غزل نمبر ۲۲۱

غزل

غزل

ہر ایک بات پہ کھنچتے ہو تم خدا نکرے
کہین رقیب کے حق مین کوئی دعا نکرے

وہ حسن کسیکی محبت کا ہو خدا نکرے
یہہ درد وہ ہے کہ جس کی کوئی دوا نکرے

اسی سبب سے اس لیئے خلوت مین وہ نہین ملتے
کہ تا کبھی کوئی اظہار مدعا نکرے

تمہارے جور و ستم کی کچھہ انتہا بھی ہے
تمہین کہو کہ گلا کوئی تا بجا نکرے

پھر اٹھاتے ہو ہر وقت کیسے خوف مجھے
کہ حجاب کہین تمکو آشنا نکرے

بٹھا کے پاس سے کا تھا جو صلہ ابھی تو مجھے
مین کیا کرون جو مری زندگی وفا نکرے

بگڑ کے سمجھے کہ بگڑتے ہین بات بات پہ وہ
یہہ کیا غضب ہے کوئی عرض مدعا نکرے

پھنسا دل الفت خیال دہن سے زلفون مین
اسیر دام جسے چاہیے آپ رہا کرے

کسی طرح جھکا سر وکا ر تو رہے تجھہ سے
جفا سہی نہین کرتا اگر وفا نکرے

شکایت انکی تھی وہ بگڑ گئے ناحق
فلک کے جور کا بھی کیا کوئی گلا نکرے

ہماری لاش کو کرتے ہین اس لیئے تشہیر
جہان مین تا کوئی الفت کا حوصلا نکرے

ستم ہے قہر ہے اٹھلا کے ناز سے چلنا
ابھی یہہ چال قیامت کہین بپا نکرے

سوال وصل پہ خوش ہین کیا جو قتل مجھے
کہ تا جہان مین پھر ایسی کوئی خطا نکرے

مین کس ادا سے کہون جب کہون کہ مرتا ہون
حضور یہہ کبھی کہتے نہین خدا نکرے

خدا کے واسطے روؤ نہ میری تربت پہ
یہہ کیا ہے جان بھی تم پر کوئی فدا نکرے

اثر و فا کا مری طرح ہوگا غیر پہ بھی
وفا کی آپکو عادت پڑے خدا نکرے

غزل ۲۲۲	پھر اُس مریض کی صحت کی کیا امید فروغ مسیح چرخ سے آئے اگر دوا نکرے	اشعار (۲۴)

غزل

مزے لیتا ہون دشمن کی زبان سے
کہ ملتی ہے ترے طرز بیان سے

ادھر [illegible] اُنکی بلا ہمیری نیند [illegible]
اُڑی نیند اور چشم پاسبان سے

عدو بھی کچھ نہیں ہے رازداں سے
کہ واقف ہے مرے شوق نہاں سے

نہیں پوچھیں اُنکے خاک اُڑاتی
زمین کرتی ہے باتیں آسمان سے

کرونگا آج اک بوسہ پہ تکرار
لڑاؤنگا زبان اُنکی زبان سے

چمن ہے مجھسے ہر اُٹھی ہے گھٹا بھی
یہ سب کچھ ہے انھیں لاؤں کہاں سے

مقدر کو میں اپنے رو رہا ہون
گلا تم سے نہ شکوہ آسمان سے

کیا یہ عرض مطلب خوب ہم نے
نہ سمجھے خود بھی جو نکلا زبان سے

ذرا اونچی تو ہون نیچی نگاہین
ستم کی داد لو کچھ آسمان سے

کہو تو خود کرون اسکا گلا مین
مزا کیا اسکا دشمن کی زبان سے

نہیں سیدھے چلتے ہین یوں ظالم بھی تنکر
نہ سیکھا جھک کے چلنا آسمان سے

یقین اب ہے نہ آئے تو گنہگار
نہ کیجے عہد دشمن کی زبان سے

ترے کوچے مین یون گھٹتی ہین آہین
لڑی رہتی ہین آنکھین پاسبان سے

خوشامد ہو چکی میری شب وصل
اشارے ہوتے ہین اب آسمان سے

ہجوم غم مین کیا اُنکو دعا دون
کہ نکلیگی گلا بن کر زبان سے

ہوئی کرتی تھی تا سحر زینت شب وصل
خدا جانے کہاں جا بیٹھیں یہان سے

غرض نیچی نظر کے لوٹتی ہے
زمین رہتی ہے اچھی آسمان سے

شکایت مین مری کچھ تو مزا ہے
کہ سنتے ہین وہ دشمنکی زبان سے

چلے ہین اُنکے گھر ہم عید کے دن
گلے ملنا ہے پہلے پاسبان سے

حصار رنگ مین دشمن کا گھر ہے
کشش دلکی اُنھیں لائیگی کہاں سے

بھروسا کسکو ہے وعدے پر اُنکے
تسلی خاک ہو دلکی زبان سے

ادھر صیاد اُدھر تھی منتظر برق
نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

بہت بنتے ہو نازک ہو تو سمجھو — نہ مل جاؤ کہیں مجھ ناتوان سے

غزل ۲۲۱	فروغ اچھی نہین اُن کی محبت بُرے ہوتے ہو کیون سمجھا چکا مَین	اشعار (۱۳)

غزل

کچھ مری ضد سے نہین ظلم ہی عادت تیری — مین تو مین غیر بھی کرتا ہی شکایت تیری

مینے مانا مین گنہگار سہی خیر سہی — ڈھونڈھ ہی لیگی بہانہ کوئی رحمت تیری

دفن کرکے مجھے کوچہ مین وہ اپنے بولے — خوش ہو لے اب تو ٹھکانے لگی محنت تیری

مجھکو حیرت ہے یہ اے شمع کہ پروانون کو — کیون پسند آگئی روتی ہوئی صورت تیری

اپنے پہلو مین جگہ دل کو نہ دیتا مین کبھی — اسمین ہوتی جو نہ [illegible] محبت تیری

کاش آئینہ بنا دے مری حیرت مجھکو — مین بھی دیکھون تو کسیطرح کی صورت تیری

کس سے کہتا ہی تو حال شب فرقت اے دل — کون سنتا ہی مری جان مصیبت تیری

آئینہ آٹھ پہر سامنے کیون رہتا ہی — تیر تیرے دلکو بھی مگر بھا گئی صورت تیری

دیکھ ہی آپ مجھے رشک نہو اپنے سے — وہ یہ کہتے ہین کہ ہی مجھکو محبت تیری

رات بھر کس لیئے تو روتی ہی چپکے چپکے — کچھ تو اے شمع سنین ہم بھی مصیبت تیری

روز فرقت کی درازی ہی کہ اللہ اللہ — اے شب وصل رہی یاد نہ صورت تیری

شوق سے دل کو ہی پامال کرا و خانہ خراب — مجھکو کیا ہی یہی جو اس مین تو محبت تیری

غزل ۲۲۲	ہی اس امید پہ مرنا ترا بیکار فروغ اپنے کوچہ مین وہ بنوائینگے تربت تیری	اشعار (۱۱)

غزل

ادا بھی ناز بھی انداز بھی حیا بھی ہی — یہ سب ہی مگر اسے بیوفا وفا بھی ہی

عجب لطف ہی قاتل خدا ایک کی ہی ایک — کہ نازکی بھی ہی اور طاقت جفا بھی ہی

بتو نکے ظالم تو سمجھا ہون مین مگر یا رب
کہین یہ جور تو نہ ستم ادا بھی ہے

عدو کے ذکر سے لیتے ہو چٹکیان دلمین
جفا و ہمین مری جان یہ کوئی وفا بھی ہے

مین بوسے لیتا ہون جب گالیان وہ دیتے ہین
قصور بیجا بھی سہین سزا بھی ہے

سبب عدو سے ہو شاید یہ ترک الفت کا
مین خوش ہون جب سے سنا ہے یہ وہ خفا بھی ہے

رقیب انکو تغافل بھی ہے تو ہم سے ہے
یون ہی کبھی ہمین عدو پہ ادا بھی ہے

رہو ہمین وصل سے محروم کو سنا یہ نہین
عدو کے حق مین بھی خیر اگر دعا بھی ہے

ہی بیوفائی کا اُسنے گلا عبث مجھکو
شریک ہمین مرا بخت نارسا بھی ہے

کہے سُنے سے عدو کے تو قہر ہی بیداد
ستم گرین وہ خود ایجاد تو مزا بھی ہے

غزل ۲۲۵	ہوئی ہے آپکی عشقِ فروغ سے شہرت حضور گو وہ بُرا ہی مگر بھلا بھی ہے	اشعار (۱۶)

غزل

تبِ غم آپ ہون یا موت ہو آئے کوئی
اس مصیبت سے مری جان بچائے کوئی

حسن کو ناز بجا عشق کو زیبا ہی نیاز
کیون نہ روٹھے کوئی اور کیون نہ منائے کوئی

آئینہ مین تو کہین ایک بھی صورت نہین
اب یہ کہنا نہ مرے سامنے آئے کوئی

تم وہ ظالم کہ اُسے یاد لیے یون نہ تھے ہو
دل وہ نازک نہ جسے ہاتھ لگائے کوئی

مین تری یاد کے قربان تصور کے فدا
دلمین آئے کوئی آنکھو مین سمائے کوئی

بگڑے بیٹھے ہین بل ابرو پہ ہی تیوری ہے چڑھی
اب کلیجہ ہے کس کا کہ منائے کوئی

وہ مرے دلمین ہین اور دل ہے مرا سینہ مین
یون خفا ہون جو کلیجے سے لگائے کوئی

اسلیئے برق نظر کوند رہی ہے ان کی
کہین ایسا نہو آنکھو مین سمائے کوئی

کہین چھپتے ہین دوپٹہ سے اُبھرنے والے
خود جو ظاہر ہو تو کیا اُسکو چھپائے کوئی

مین ابھی پیار جو کرلون تو ہنسی آجاسے
کیا بگڑنے کا یہ مطلب ہے منائے کوئی

آتے کبھی ہو شب وصل نزاکت اُنکی
دھم تھین نہ کہا ہے کسی نے اتنا
کھکو کیا باتین بناتا ہین کہ سو اُرا ہون نکھین
بگڑتے یو ہی فقط روک ہین شب وصل
متوجہ ہین انھین کی طرف اہل ماتم

کس کی طاقت کہ تمہین ہاتھ لگائے کوئی
کہ ابھی آنکھ لگی ہے نہ جگائے کوئی
جب مین جانون مری بگڑی کو بنائے کوئی
نیچی نظرین تو کبھی ہین منائے کوئی
ناز اُٹھائے کوئی یا لاش اُٹھائے کوئی

غزل ۲۲۶	لکھنؤ والو تمہے دعوی جو زباندانی کا ہو **فروغ** یہی گو ہے یہی میدان ہے آئے کوئی	اشعار (۸۶)

غزل

بہار آئی ہی بوستان مین شجر پہ بلبل چہک رہی ہی
خوشی سے پھولے نہین سماتے قبا گلونکی مسک رہی ہی

مین اُنکے کوچہ مین رو رہا ہون وہ اپنے کوٹھے پہ ہنس رہے ہین
زمین پہ پانی برس رہا ہی فلک پہ بجلی چمک رہی ہی

ادھر تو دیکھو اُدھر تو دیکھو عدو کے گھر تم نہین گئے تھے
شمیم کاکل سے پھر ہکس کی وہ راہ اب تک مہک رہی ہی

بتا تو اے ساربان خدا را نہ مرگیا ہو غریب مجنون
یہ چوب محمل سے کس کے غم مین سر اپنا لیلی پٹک رہی ہی

رُلا نہ ہنس ہنس کے مجکو اے بُت نہ اپنا نقصان کر خدا را
ارے انھین آنسوونکے شامل تری محبت ٹپک رہی ہی

رقیب کمبخت سنگ و در سے وہ دیکھئے ہر گھڑی رہا ہی
یہ وصل مین دو گھڑی کی صحبت حضور اسکو کھٹک رہی ہی

تمہاری کاکل جو بل رہی ہی ہوا سے بیکار لڑ رہی ہے

تمہیں تو گلگونہ کا شوق خود ہے نسیم زلفیں جھٹک رہی ہے

اشعار (۱۱)	فروغ پڑھو اُس غزل کا مطلع کہ جس کا ہر شعر ہو مرصع کہیں یہ سب سنکے یا یہ مقطع عجب فصاحت ٹپک رہی ہے	غزل ۲۲۶

غزل

چمن میں آیا ہے تو جو اے گل کلی خوشی سے چٹک رہی ہے
تجھی پہ پڑتی ہے چشم بلبل تجھی کو نرگس بھی تک رہی ہے

چمن میں بلبل کا ہے یہ عالم کہ تجھکو حیرت سے تک رہی ہے
گلو نے گرتی نہیں ہے شبنم یہ رال منہ سے ٹپک رہی ہے

ہوا سے جنبش میں ہے جو سنبل سحر کو شبنم ٹپک رہی ہے
پری کھڑی ہے چمن میں اے گل نہا کے زلفیں جھٹک رہی ہے

نہ اس میں صیاد کر تامل دکھا دے للہ صورتِ گل
کہ مر نجائے غریب بلبل قفس میں سر کو پٹک رہی ہے

میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا یہ حد سے بڑھنے کا ہے نتیجہ
تمہاری کاکل بھی یہ مانا زمین پر آخر لٹک رہی ہے

پرو نے پھولونکو ہی چھپائے خدا ہی بلبل کو اب بچائے
ارے یہ کمبخت جل نجائے کہ آتشِ گل بھڑک رہی ہے

گلے سے اپنے ہمیں لگا لو خدا کو مانو اسے نکالو
نہیں دھڑکتا ہے دل یہ دیکھو تمہاری حسرت ہمک رہی ہے

غضب کا ہے تم میں چلبلا پن ادا بلا کی ستم کی چتون
تمہاری باتوں سے مشفق من بڑی شرارت جھلک رہی ہے

ا بیکسی کا نہ الجھی ساقی چمن چمن ہے فضا بھی ساقی

گھری ہوئی ہے گھٹا بھی ساقی ہوا بھی کچھ کچھ سنک رہی ہے
ارے برا ہو نسیم تیرا رقیب بھی بزم میں ہے بیٹھا
وہ کھل رہا ہے کسی کا چہرہ نقاب رخ سے سرک رہی ہے

اشعار ۲۰	بڑھائیں ہمسے نہ وہ محبت فروغ ہمکو نہیں شکایت یونہی جو رہجائے ہے غنیمت کہ جسطرح آجتک رہی ہے	غزل ۲۲۸

غزل

تمہارے کوچہ سے بچکر صبا نکلتی ہے
کلیجہ تھام کے خلق خدا نکلتی ہے

ہماری آہ بس اتنی رسا نکلتی ہے
کبھی کبھی ترے کوچہ میں آ نکلتی ہے

ادا یہ کونسی روز جزا نکلتی ہے
نظر بچا کے جو خلق خدا نکلتی ہے

ہر ایک سنکے کلیجے کو تھام لیتا ہے
تمہارے نام میں بھی اک ادا نکلتی ہے

مٹائے سے نہ مٹی الفت فرشتہ دلسے
بھلا یہ پھانس کلیجے سے کیا نکلتی ہے

زمانہ یوں تو نہیں اس پہ جان دیتا ہے
قضا میں بھی کوئی تیری ادا نکلتی ہے

عدو کا اور مرا حال ایک ہے ظالم
جفا بھی تیری بڑی بیوفا نکلتی ہے

غضب تو کہیں جلدی بنائے وہ زمین
بگڑ بگڑ کے بلا کی ادا نکلتی ہے

نشان یوں بھی نہ ملتا تھا میری تربت کا
تری گلی سے تو خلق خدا نکلتی ہے

بیان [illegible] اللہ رے اثر ظالم
کہ بات کرکے لبوں کو چبا نکلتی ہے

وہ سنتے ہیں تری حسرت کو شرم آتی ہے کچھ
کہ سنکے نکالے نہیں ہے حیا نکلتی ہے

میں سب بلائے خدا کے بھی گھر نہیں جاتا
کشش انھیں کی مری رہنما نکلتی ہے

مروں جو آپ پہ میں یہ فاخر تا ہوں
کریں جواب تغافل حیا نکلتی ہے

جگر مسلتی ہی لیتی ہے چٹکیاں دلمیں
تری نگاہ بھی درد آزما نکلتی ہے

ترے فراق میں کرتا ہے ناتوان نالے
نہ سکے ٹوٹنے کی کچھ صدا نکلتی ہے

هر ایک گل مین ترا رنگ ہی تری بو ہی
ہر اک نسیم مین تیری ادا نکلتی ہی

جہان تو تلتا ہی جس چیز کو وہی زر ا ہے
ثمر بھی زبان سے بھی عدو خدا نکلتی ہی

نہ التجا کی ضرورت نہ عرضِ مطلب کی
ہر آہ مین ... ہر ادا نکلتی ہی

اسی سے ہوتی ہی تسکین کچھہ تو ہوتی ہی
جو طلب ہی ... کی آخر دعا نکلتی ہی

غزل ۲۲۹

فروغ سامنے اُس بت کے جا نہیں جاسل
زبان سے بات بھی مردِ خدا نکلتی ہی

اشعار (۱۳)

غزل

نکل جائے دم خواہش دل یہی ہی
حسینون پہ مرنے کا حاصل یہی ہی

کہا دل نے دیکھا جو سو فارِ قاتل
کہ ... لینے کے قابل یہی ہی

جو کی عرض وعدہ وفا کیجیے گا
تو کہنے لگے ہنس کے مشکل یہی ہی

رہ عشق مین اک قدم بھی جو رکھا
کہا حسرت نے ایک منزل یہی ہی

نہ نکلے نکلتی نہیں ہی جو حسرت
نکلتا نہیں دم بھی مشکل یہی ہی

شبِ وصل تا صبح جانے نہ دین گے
کہ اقرار اسے ماہِ کامل یہی ہی

اسی کو جو عشق مین دل ہو اگم
لٹا ہو نہیں جس مین وہ منزل یہی ہی

قضا نے کہا دیکھکر اُس کا کوچہ
جگہہ قبرِ عاشق کے قابل یہی ہی

کیا خواہش قتل سے فہر یارب
وہ کہتے ہین آپ اپنا قاتل یہی ہی

عدو ہم سے دُنیا مین جلتا تھا یارب
جہنم مین رہنے کے قابل یہی ہی

نہ کیون آئین جا ہین ترے دل مین ظالم
تری آرزوون کی منزل یہی ہی

اٹھین اُسکے ماتم سے ہوگی نہ فرصت
عدو مر بھی جائے تو مشکل یہی ہی

فروغ حزین کی مدد جلد کیجے
کہ مشکل کشا وقتِ مشکل یہی ہی

اشعار (۱۹)	غزل	غزل نمبر ۲۳

چاہتا ہون جسے اسپہ وہی مائل دل ہی
جو ہی معشوق کا معشوق بھولا وہ دل ہی

تم کہے جاؤ مین خاموش رہون مشکل ہی
میرے منہ مین بھی زبان معنی آئینۂ دل ہی

کوئی خواہان کوئی طالب ہی کوئی مائل ہی
جان ہی سارے حسینون کی بھولا وہ دل ہی

بس گیا ہی مری آنکھون مین تصور اسکا
کوئی مجنون کوئی لیلی ہی کوئی محمل ہی

کوئی بیٹھا ہی دم نزع سرہانے میرے
ایسی حالت مین تو مرنا بھی بہت مشکل ہی

ناز اب وہ بھی تمہاری ہی طرح کرنے لگا
تم کہا کرتے تھے جس کو یہ ہمارا دل ہی

اس نگہ نے مجھے مارا کہ ادا نے مارا
یہ بھی معلوم نہین کون مرا قاتل ہی

میرے سینہ مین ہی رکھنے مین تمہارے ہی مگر
اب خدا جانے یہ میرا کہ تمہارا دل ہی

خود بھی آسکتے ہو مجکو بھی بلا سکتے ہو
تمکو آسان ہی ہر بات مجھے مشکل ہی

تو نے برباد کی اے گردِ غم اسکی ہٹی
جو کھلونا تھا حسینونکا یہی وہ دل ہی

اسپہ مرتا بھی ہون جیتا بھی ہون انکی دم سے
ہی مسیحا بھی وہی اور وہی قاتل ہی

خبر لیتے ہو تو سینے سے لگائے رکھنا
میرا ارمان بھرا نازون کا پالا دل ہی

سر تو کٹتے ہی تھے وہ بات بھی اب کٹنے لگی
آ گئے جلاد کے منہ کھولنا بھی مشکل ہی

ایک دل کیا ہی جو ہون لاکھ تو صدقے تمپر
مانگتے ہو جسے تم وہ بھی کسی قابل ہی

ہجر مین تم جسے نالونکی صدا سمجھے ہو
اے مریجان وہ آواز شکست دل ہی

دل ہی مجرم ہی وہ مجرم نہین اے داور حشر
یہی دشمن ہی کمبخت مرا قاتل ہی

دھیان انکا ہی خیال انکا ہی یاد انکی ہی
میرا دل ہی کہ حسینونکی بھری محفل ہی

جو کسی سے نہین لڑتی وہ نظر ہی انکی
جو کسی سے نہین ملتا ہی وہ انکا دل ہی

چودھوین رات کو نکلا ہی فلک پر اک چاند
میری پہلو مین **فروغ** ایک مہ کامل

غزل ۲۳۱ — غزل — اشعار (۱۳)

تو سلامت نہیں کچھ رشک مری تقصیر میں ہے / کہ عجب لطف ترے ہاتھ کی تقدیر میں ہے

زیب کانوں کی کبھی ہار گلے کا ہیں کبھی / ہائے جو لطف ہے ان بندوں کی تقدیر میں ہے

تا نہ الزامِ جفا تم پہ لگائے کوئی / ایک پہلو ہے وفا بھی مری تقصیر میں ہے

نخوتِ حسن کے شکوے پہ بگڑ کر بولے / جھک کے ملنے کی تو عادت مری تخمیر میں ہے

سن کے فرماتے ہیں وہ میری جبیں سائی پر / کہیں مٹتا ہے مٹائے سے جو تقدیر میں ہے

التجا تم سے نہ کی حق سے دعا کرتا ہے / اے ستمگر تو کچھ اور ہی تدبیر میں ہے

دیر وعدے پہ وہ کرتے ہیں ستانے کے لیے / رشک کہتا ہے کہ باعث کوئی تاخیر میں ہے

ہم اسیروں پہ چلے کیا تری تلوار اے ترک / آپ جوہر سے وہ جکڑی ہوئی زنجیر میں ہے

رات دن رہتا ہے ابھرے ہوئے سینہ پہ ترے / یہ مزا ہائے وہ بُت ہی کی تقدیر میں ہے

غیر کا ذکر فقط ضد سے مری کرتے ہیں / صدمہ رشک تو سہنا مری تقدیر میں ہے

کبھی جھکتی ہے کبھی جھک کے گلے ملتی ہے / ذبح کرتی ہے ادا جو تری شمشیر میں ہے

وصف تو کرتا ہے گو بادۂ کوثر کا سہی / خیر کچھ لطف تو زاہد تری تقریر میں ہے

غزل ۲۳۲ — اشعار (۱۵)

وعدۂ حشر سے ہم خوب یہ سمجھے ہیں فروغ / انکا دیدار اب اوروں کی بھی تقدیر میں ہے

غزل

اے دستِ شوق دیکھ تو سینہ ابھار کے / کیا بات ہے جو ہنستے ہیں [illegible] کے

اب کیا خزاں کا ڈر کہ رگ گل سے بلبلو / جکڑے ہوئے ہیں پاؤں [illegible] بہار کے

لیتا نہیں زمانہ بھی کروٹ فراق میں / قربان اضطراب دلِ بے قرار کے

ہنس ہنس کے آپ نے تو سبھی کو ہنسا دیا / خنداں چراغ و گل بھی ہیں تیرے مزار کے

وہ بے قرار ہو کے جگر تھامنا مرا / چلنا وہ ناز سے ترا سینہ ابھار کے

ہاتھم ہین میرے کچھ سرو پا کا بھی ہوش ہی
دیکھو سبھی کھڑے ہین کنارے غزارے

پھیر اور شراب سے واعظ اس لہرین
کمبخت پی بھی لے کہ یہ دن ہین بہار کے

اچھا دیا گلون نے نزاکت کا تیری ساتھ
مرجھا گئے وصال مین سب پھول ہار کے

وعدہ ہی کیا ضرور تھا آنا نہ تھا اگر
بان یہ غرض کہ رنج سہون انتظار کے

روئے کچھ اسطرح سے وہ منہ ڈھانک ڈھانک کر
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار کے

گیسو بہت بڑھا آئے ہین قربان ہو یہ دل
آئی بلا کو ٹالیے لیئے صدقہ اُتار کے

غزل ۲۳۴

کچھ حال رنج عشق تو کھئے اب ای فروغ
شاکی بہت تھے آپ غم روزگار کے

اشعار (۱۸)

غزل

وہی ہین کان جو سنتے ہون گفتگو کوئی
وہی ہی قلب جو رکھتا ہو آرزو کوئی

گرے زمین پہ اشک آنکھ سے تو بولا ضبط
کہ یون ملاتا ہی مٹی مین آبرو کوئی

یہ رشک بھی ہی گوارا کہ جائے غیر کے گھر
کرے گا ترک مگر تیری آرزو کوئی

نہو گی صبح شب وصل اس حیا کے نثار
چھپائے منہ کو تہ زلف مشکبو کوئی

تری بلا سے نہ ہم بخشے جائین گے واعظ
یہ کیسی باتین ہین توبہ خدا ہی تو کوئی

شب وصال جگر مین یہ ڈر دکھون اٹھا
کہین نہ دل سے نکلتی ہو آرزو کوئی

مرے ہین حسن پرستونکے حشر کے دن بھی
یہ فکر ہی کہ نظر آئے خوبرو کوئی

ہمارا نقش محبت مٹاتے ہو دل سے
اسے بھی غیر کی سمجھے ہو آبرو کوئی

بغیر روئے کرون کسطرح مین تیرا ذکر
بھلا نماز بھی پڑھتا ہی بے وضو کوئی

وہ سر نہین نہو جس سر مین عشق کا سودا
وہ دل نہین نہو جس دل مین آرزو کوئی

مری نظر سے کوئی تیرے حسن کو دیکھے
مری زبان سے کرے تیری گفتگو کوئی

کھٹک رہا ہی ترا تیر دل مین اے ظالم
مین ڈر رہا ہون نہو یہ بھی آرزو کوئی

کہین گے حشر مین ہم اُنسے پیش داور حشر — کہ آج بھی نکرے ہمسے گفتگو کوئی
ہین وصل مین مرے دلکی نئی تمنائین — یہ آرزو ہی کہ نکلے نہ آرزو کوئی
کبھی پہ چھیڑ نہین کرتے بات بھی تم تو — کبھی یہ ضد نکرے ہم سے گفتگو کوئی
مری وفا سے تعلی جفا یہ کرتی ہی — کرے گا اب تو کسی کی نہ آرزو کوئی
تمہین ہو جان ہماری تمہین ہو دشمن جان — بھلا زمانے مین اپنا بھی ہی عدو کوئی

غزل ۲۳۵	نصیب حشر کے دن ہو شفاعت احمد فروغ اور نہین دلمین آرزو کوئی	اشعار (۱۸)

غزل

عشق کا آزار کیا آزار ہی — کچھ وہی اچھا ہی جو بیمار ہی
کیون جلانے کا ہی وعدہ بعد قتل — غیر خود ہی جان سے بیزار ہی
آئنہ بھی سامنے رکھنے لگا — جسکو دیکھو طالب دیدار ہی
سو گیا سب کو جو دربان بھی تو کیا — آنکھ کھولے روزن دیوار ہی
دل مسلتے ہو کہ ملتے ہو گلے — یہ نئی اُلفت نرالا پیار ہی
تو چھپالے اُنکو اے دامان حشر — اک زمانہ طالب دیدار ہی
پیٹی رکھتی ہی گلے سے آپ کے — کوئی دست شوق کیا تلوار ہی
پڑ گئین نظرین کسی کمبخت کی — بڑھ گئی کچھ سرخی رخسار ہی
تیرا جلوہ کس کی نظرون مین نہین — کون تیرا طالب دیدار ہی
جسکو آتا ہی غریبون پر ترس — وہ تمہارا سایہ دیوار ہی
مانگنے مین وہ لگے یہ الٹی ہوی — اب اُدھر اصرار ادھر انکار ہی
[illegible] وہ آکے جگا گئے نصیب — کوئی سوتا ہی کوئی بیدار ہی
دل ترا ایسے سنگدل ملتا نہین — آنکھ لڑنے کو مگر تیار ہی

دو سنر الیکن تم اپنے ہاتھ سے
پڑتے ہین دلبر ترے بھاکے قدم
ہم غریبونکی بھی اچھی بنھ گئی
آئینہ کا حال کچھ کھلتا نہین

مجکو جرم عشق کا اقرار ہی
یہ انوکھی شوخیئے رفتار ہی
عشق کی سرکار کیا سرکار ہی
کون کس کا طالب دیدار ہی

غزل ۲۳۶

کیون خفا بیٹھا ہی تو اُنسے فروغ
کیون تو اپنی جانسے بیزار ہے

اشعار (۱۳)

غزل

ضعف نے خون جگر ایسا گھٹا رکھا ہی
ناخن یار کو محتاج حنا رکھا ہی

عرض احوال بھی شکوہ ہی یہی حسن کا قول
عشق نے نام تغافل کا حیا رکھا ہی

لاش عاشق کی ہی دیدار کا وعدہ نہین
کہ جسے تو نے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی

ہائے کچھ گرد کدورت کا سبب تو کھئے
خاک مین آپنے کیون مجکو ملا رکھا ہی

جگر و دل کو لگائے ہوئے ہین سینہ سے
اپنے رُوٹھے ہوئے یارونکو منا رکھا ہی

بزم مین غیرونکا مجمع بھی مرے کام آیا
کہ ترے تیر نظر سے تو بچا رکھا ہی

وصل مین چونک کے آنکھونکا یہ ملنا کیسا
تمنے سوتے ہوئے فتنو کو جگا رکھا ہی

اسقدر آپسے گستاخ ہین کیون غیر حضور
کیا یہ گیسو ہین جنھین سر پہ چڑھا رکھا ہی

پھر وہ کیا تھا ہوئے نعش طور پہ موسیٰ جسسے
پھر کسے تمنے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی

ترے گیسو بھی ہین دُنیا سے نرالے ظالم
کہ بگڑ کر بھی اک انداز نیا رکھا ہی

کہین اُبھرا ہوا جوبن بھی سنبھلنے دیگا
کیون دوپٹہ کو مصیبت مین پھنسا رکھا ہی

نہین پامال محبت کی لحد پر تعویذ
نقش پا کو ترے سینہ سے لگا رکھا ہی

اے فروغ آپکی شہرت ہو نہ کیون دُنیا مین
طرز ہی آپنی کچھ سب سی جدا رکھا ہی

غزل ۱۲۵ — غزل — اشعار (۱۳)

وصل کی رات نکلتی نہیں حسرت دلکی — لٹ رہی ہے اسی پر ہمین قناعت دلکی
اپنے ظاہر جو مین کرتا ہون محبت دلکی — ہنس کے فرماتے ہین سمجھا ہی شکایت دلکی
اگر غم مین کوئی دیکھے گا نہ صورت دلکی — کچھ تو ہو جائیگی اے عشق حفاظت دلکی
راز افشا کئے دیتے ہین یہ اشکِ خونین — میری آنکھون سے ٹپکتی ہے ہیبت دلکی
نہین نکلا ز شبِ ہجر مرا دم اے موت — عمر بھر مین بھی نکلی ہے اک حسرت دلکی
دل پہ چھایا ہوا عاشق کے تصور تیرا — تیری تصویر پہ چھائی ہوئی حسرت دلکی
اُٹھ نہین نازک کو بھلا تاب کہان سننے کی — ہائے پھر کس سے کہے کوئی مصیبت دلکی
آپ سنئے تو سناؤ نہین کچھ احوال فراق — آپ سنئے تو کرون کچھ مین شکایت دلکی
درد اُٹھا اُسکے ٹھلتا ہی تو مین ڈرتا ہون — کہین پامال نہو جائے محبت دلکی
آپکا نام بھی لون حشر کے دن تو ملزم — کچھ خدا سے مجھے کرنا ہی شکایت دلکی
عشق گیسو مین لٹجاتی ہے وہ دزدیدہ نظر — پردۂ شب مین لٹی جاتی ہے دولت دلکی
درد سے ہاتھ مین رکھے ہوئے ہون سینہ پر — وہ سمجھتے ہین یہ کرتا ہی حفاظت دلکی

غزل ۱۲۶

لے گیا لوٹ کے سب تاب و توان کوئی فروغ
کچھ خبر بھی نہین اللہ ری غفلت دل کی

اشعار ۱۲۶

غزل

یاد اگر شعلہ رخون کی دلِ پرغم مین رہی — کوئی جنت مین رہے بھی تو جہنم مین رہے
ہائے رونے سے بھی دل میرا شگفتہ نہوا — کھل گئے صبح کو وہ پھول جو شبنم مین رہے
بال بکھرائے ہوئے بکھرے ہین میت کو حسین — جان دینے پہ بھی ہم اک نئے عالم مین رہے
ناتوانی سے نکل بھی نہ سکے وصلکی رات — ہائے گھٹ گھٹ کے سب ارمان دلِ پرغم مین رہے
عیش اُسکو ہے خوشی اُسکو ہے لطف اسکو ہے — جو ترے رنج ترے درد ترے غم مین رہے

کچھ نہ کچھ حسن سے پیدا ہو پریشانیٔ عشق
حال ابتر جو مرا خاطرِ برہم مین رہے

وہ شبِ غم کی اداسی وہ ہجومِ حسرت
آپ کیا جانیے ہم کونسے عالم مین رہے

غیر دیکھین نہ ادائین تری بیتابی کی
ظلمت ایسی تو ہماری شبِ ماتم مین رہے

مار ڈالا ترے وعدے نے کہ مرنے نہ دیا
اس دلاسے مین ہمیشہ ہم دمِ دم مین رہے

ہجر مین غم سے کچھ ایسی ہوئی الفت دلکو
فرقتِ یار مین ہم عیش مین تھے غم مین نہ رہے

غم ہے ہمدرد تسلی ہو گی تری رحمت کی
ہمسے مجرم اگر اللہ جہنم مین رہے

غزل ۲۳۹ — فرد
سال بھر غم ہو رہے خوش جو محرم مین
سال بھر خوش رہے غمگین جو محرم مین رہے
اشعار (۲۳)

غزل

غیرون کی طرح ہمسے اشارے نہین ہوتے
دشمن کی طرح دوست بھی پیارے نہین ہوتے

وہ سامنے کس وقت ہمارے نہین ہوتے
کب چشمِ تصور سے اشارے نہین ہوتے

اپنے جگر و دل کسے پیارے نہین ہوتے
پھر بھی تو یہ کمبخت ہمارے نہین ہوتے

دل لیکے وہ تیور ہی تمہارے نہین ہوتے
وہ ناز وہ غمزے وہ اشارے نہین ہوتے

تربت مین مری کیون ہے اندھیرا مرے غم مین
گیسو تو پریشان تمہارے نہین ہوتے

چھپنے کے بھی کیا جان نہین جانے والے
ہم جانتے ہین چھپکر تمہین پیارے نہین ہوتے

کیا کیجیے تقدیر ہی ٹیڑھی ہے ہماری
سیدھے کبھی تیور بھی تمہارے نہین ہوتے

چلئے مری تربت پہ بھی آنکھونکو جھکائے
اب نیچی نگاہون سے اشارے نہین ہوتے

ہم وہ ہین جو دشمن ہو اُسے دوست بنالین
اک تم نہین ہوتے ہو ہمارے نہین ہوتے

ہم سے ہو عزیزا ایک نگاہِ غلط انداز
تمسے جگر و دل کہین پیارے نہین ہوتے

کرتا ہے ہمین تیغ سے ذبح وہ کم سن
پورے کبھی ارمان ہمارے نہین ہوتے

تم جنکی نگاہون مین رہا کرتے ہو ہر وقت
وہ طالبِ دیدار تمہارے نہین ہوتے

ملتے نہین اب تیری طرح ہمسے ترے تیر
پیوست کبھی دل مین ہمارے نہین ہوتے

کاش ایک نظر دیکھ تو انکھون کو پھرا کر
اب ذبح بھی کرنے کے اشارے نہین ہوتے

دشمن ہین مری جان مری جان کے دشمن
تم لاکھ کہو دوست تمہارے نہین ہوتے

کہتے ہین وہ گردن مین مری ڈال کے بانہین
پیارا ہو دل تم ہمین پیارے نہین ہوتے

اسکا بھی نہین پاس کہ دل ہمنے دیا ہی
احسان فراموش ہمارے نہین ہوتے

داغ جگر و دل کے بھی جلوے ہین نرالے
مدھم یہ چمکتے ہوئے تارے نہین ہوتے

کیون ظلم ترے یون بھی اٹھائے ہین کسی نے
میلے کبھی تیور بھی ہمارے نہین ہوتے

یان ضعف سے بہ سکتی نہین غم مین آنکھین
وہ کہتے ہین جو لفظی اشارے نہین ہوتے

جاگ اٹھتا ہی ہوتے ہی سحر ایک زمانہ
بیدار نصیب آہ ہمارے نہین ہوتے

کیون نیچی نظر دل کو ٹٹو کے نہین دیتی
کیون [illegible] کے سہارے نہین ہوتے

اشعار (۱۲)	چھپتے ہین فروغ اہل سخن سے جو دل نکمین نشتر سے کم اشعار ہمارے نہین ہوتے	غزل نمبر ۲۴

غزل

شغل آرایش رہا میرے ستانے کیلئے
رات بھر بگڑے رہے زلفین بنانے کے لیے

ہجر مین ناصح بھی آیا ہی ستانے کیلیے
جس سے نفرت تھی وہی باتین بنانے کے لیے

بات اک رہجاتی ہی مٹی پڑی رہتی نہین
تم نہین آتے نہ آؤ لاش اٹھانے کے لیے

رو رہے ہین وہ مرا کوچہ تو دریا ہو گیا
پھر کہان جائے کوئی آنسو بہانے کے لیے

غیر نے بھی چاند سی صورت کسی کی دیکھ لی
منفعل ہو کیون کہا پردہ اٹھانے کے لیے

کیون کرون اے داور محشر انہین قاتل کا گلا
کوئی حیلہ چاہئیے تھا موت آنے کے لیے

سمجھے ہین شاید کہ یہ بھی تھا ضائع وصال
بگڑے بیٹھے ہین مرا لاشہ اٹھانے کے لیے

دلگی ہو غیر کے گھر آج اگر جاؤ نہ تم
لا چکا ہی زہر بھی کمبخت کھانے کے لیے

ہین حباب بحر بھی ناواقفِ تنگئے دھر
کچھ تو وسعت چاہئے تھی سر اُٹھانیکے لیے

گرد غم ہی دھیر دلمین ایجبون جا ہین کہان
اپنے ہی گھر مین بہت ہی خاک اڑانیکے لیے

اُنکے کوچہ مین جدھر دیکھو یہہ آتی ہی صدا
ہم بھی بیٹھے ہین تمہارے ناز اٹھانیکے لیے

غیر کا ماتم سہی میری لحد پر کیا ضرور
اور کوئی جا نتھی کیا خاک اڑانیکے لیے

ہجر مونکی شرم رکھ لی تونے اے دامانِ حشر
ورنہ اُنکے پاس کیا تھا منہ چھپانیکے لیے

وصل کی شب میرے دلکی سب نکالین حسرتین
آپ بھی آئے تو میرا گھر لٹانیکے لیے

غیر کا تو ذکر تھا پردہ پر آفت آ گئی
وہ کسے سمجھے کہا کس کو اٹھانیکے لیے

غزل ۲۴۱	جان دی تھی اسے امید پر بس اے **فروغ** شاید آجائین وہ میری لاش اٹھانیکیلیے	اشعار (۱۲)

غزل

ہمارا دل بھی ہی کعبہ ذرا نظر مین رہے
تو تم اب بھی یہہ سمجھو خدا کے گھر مین رہے

کہا جو مرتا ہون کہتے ہو تم ترے دشمن
رقیب بیٹھے ہین یہہ بھی ذرا نظر مین رہے

تمہین یہہ ضد کہ رہے اسکے دلمین رنج فراق
مجھے یہہ وہم کوئی کیون تمہاری گھر مین رہے

اُبھار اُبھار کے سینہ کو شوق سے چلیئے
یہہ ساتھ ہی کوئی بیتاب یہہ نظر مین رہے

بسا ہی دلمین رقیب اُنکے وہ مرے دلمین
یہہ اُنکے دلمین رہا اور وہ میرے گھر مین رہے

یقین ہی بعد فنا بھی ہو نور آنکھو نمین
کسی کی چاند سی صورت اگر نظر مین رہے

بلا سے دفن کرین کوئے غیر مین احباب
لحد تو خیر مری تیری رہگذر مین رہے

لگو نسے بلبلونکا اختلاط تو دیکھو
چمن کی سیر مین یہہ رنگ بھی نظر مین رہے

بتونکو تو جو برا کہہ رہا ہی اسے واعظ
ارے یہی تو وہ ہین جو خدا کے گھر مین رہے

حضور غیر مین اور محبت مین کچھ تو دوری ہو
رہو تمہین دلمین وہ کمبخت اگر نظر مین رہے

کسی کا قول کہ ہم دشمنی سے دیکھتے ہین
سبب یہہ رشک عدو اور تری نظر مین رہے

اشعار (۱۴)	فروغ اور نہ اُسکو گلے سے اپنے لگائیے ارے وہ تیغ جو قاتل تری کمر میں رہے	غزل ۲۴۲

غزل

دلبرا اپنے نہ جگر پہ ہی بھروسا کوئی | اس زمانہ مین نہین ہائے کسیکا کوئی
دل کوئی چیز نہین بات نہ دینے کی یہ ہی | ہم بھی ایسے ہین کرے ہمسے تقاضا کوئی
اس لیئے روٹھتے ہین لکے گلے کا چھندا | نکرے تا کبھی اظہارِ تمنا کوئی
غیر در پردہ اشارونکے منہ سے یون لوٹین | کاش اِس پر شک کرے ہمسے بھی پردا کوئی
جو گیا بیٹھے وہان خط وہ عدو بن بیٹھا | اب مانے مین کرے کس پہ بھروسا کوئی
مین تو اس بات پہ مرتا ہون کہ روکر کہین | نہ رہا ہائے مرا چاہنے والا کوئی
دم نکلتا ہی مرا آپ کو سوجھی ہی ہنسی | جائیے بیٹھیے یہ بھی ہی تماشا کوئی
عمر بھر ناز اُٹھائے تو اُٹھائے سینے | کیا پڑی تھی جو مری لاش اُٹھاتا کوئی
ہو تغافل کا برا لو وہ بگڑتے ہی نہین | کیا کرے اُسنے کسی بات کا شکوا کوئی
لاش پر میری جو آتے نہین کچھ تو ہی سبب | شاید اسکو بھی سمجھتے ہین وہ حیلا کوئی
دیکھتا کون یہ انداز جو مرتا نہ رقیب | بال کھولے ہوئے کیون گھر سے نکلتا کوئی
وعدہ کر لو اجی جھوٹا ہی سہی دل رکھ لو | یہ بھی سن لو نہین کرنیکا یہ پورا کوئی
دلکو تھامے ہوئے منہ پھیر کے جاتا کیسا | اور دیکھے کسی بیکس کا تڑپنا کوئی

اشعار (۲۹)	عاشقانہ یہ غزل خوب کہی تمنے فروغ ہان مگر لطف تو جب تھا اسے گاتا کوئی	غزل ۲۴۳

غزل

مشتاق تھے دشمن مرے مرنیکی خبر کے | اندھیر کیا آپکی زلفون نے بکھر کے
دیتے ہین یہ دھوکے کسی مشتاق نظر کے | چھپکا [illegible] نہین آنکھ بھی روزن سے ترے در کے

کیا خوب جواب اُنکو دیا پینے بھی مر کے
کھلنے کو پڑے شکوہ تھے لب زخم جگر کے
کیا نقش وفا بھی ہی حباب لب دریا
گردن پہ ذرا رُک کے چلائے خنجر قاتل
سینے پہ تسلی کو بھی رکھے نہ کوئی ہاتھ
وہ چاند سا منہ دیکھ لیا صبح شب وصل
پھر حسرت و ارمان کیلئے خوب بنائے
اچھے پر پرواز کیئے حسن نے پیدا
تعریف کیا کرتے ہین یون حسن کی اپنے
بیقدر بھی ہو کر نہ مرے دلکی گھٹی قدر
یون جامونکو خالی نہ مے ساقی ہین کیا ہی
اُس شوخ نے شرما کے دوپٹہ کو سنبھالا
احباب چلین ہیکے سنبھالے ہوئے لاشہ
اُٹھا ہی میرے دلسے کہان جانیکو ظالم
ڈر ڈر کے جو منہ فق ہوا جاتا ہی کسیکا
ہین چھاونی چھائے ہوئے ارمان محبت
کیون داور محشر سے قیامت ہین جھکے آنکھ
اب دیکھئے کیا جی مین سمجھتا ہی وہ بدظن
جھکتی ہی وہ شوخ آنکھ وہین پر دم فتا
بیوقت اثر جذب محبت ہوا اُن پر
ہے اور مصیبت ہی کہ ہم ایڑیان رگڑین

جو دلکو دکھاتے تھے وہ بے بات نہ کر کے
چٹکی سی ہے وہ بات نہ اگر تیر نظر کے
بن بنکے بگڑ جاتا ہی ٹھٹا ہی اُبھر کے
کچھ دیر تو زانو مرے سینے سے نہ سرکے
دبکر کہین دیدین نہ لہو زخم جگر کے
منہ فق ہی نہین ہوش ٹھکانے ہین بسر کے
چھالون نے تپ غم کے مرے دلمین ابھر کے
اُڑنے لگین زلفین ترے شانون پہ بکھر کے
مداح رہا کرتے ہین وہ میری نظر کے
نظرون پہ چڑھا تیری مری جی سے اُتر کے
پی پی سے گئے ہین آنسو انکو آنکھون میں بھر کے
دریا پہ کیا قہر حبابون نے اُبھر کے
دکھتا ہی دل آئے ہین ابھی زخم جگر کے
اب درد بتادے کہ ارادے ہین کدھر کے
ہین شام ہی سے وصل مین سامان سحر کے
خیمے ہین لے چھائے ہین مرے قلب و جگر کے
کیون دل مرا توڑے کوئی انصاف نہ کر کے
اک قہر کیا بعد فنا دل نے ٹھہر کے
کشتے ہین جہان دفن محبت کی نظر کے
کہین غیر سے باتین مری تربت پہ ٹھہر کے
ہنس ہنس کے کہے کوئی ارادے ہین کدھر کے

ہٹتی ہی نہین چاہنے والونکی نگاہین
رہتا ہی ترا حسن بھی پردونمین نظر کے

دنیا سے نرالی تری زلفون کی ادا ہی
بنتی ہی بگڑکے تو بگڑتی ہی سنور کے

اپنون ہی سے دنیا مین پہنچتی ہی اذیت
چبھتے ہین وہی دلمین جو ٹکڑے ہین جگر کے

پھر پیار کی نظرین بھی ہین قسمت مین انھین کی
کس چاہ سے آئینہ کو دیکھا ہی سنور کے

دشمن بھی ہو مہمان تو یون کرتے ہین خاطر
کانٹونکو لیا پاؤنکے چھالون نے ابھر کے

غزل ۲۴۴

چٹکی سے جو ملتا ہی فروغ آہ کلیجہ
پھر کون ہی یہ دلمین نہان درد جگر سے

اشعار (۱۶)

غزل

دلمین خیال بنکے تم اے مہربان رہے
رہکر ہمارے گھر مین ہمین سے نہان رہے

وہ بدگمان ہین اس لیئے دلمین نہان رہے
تا اُن پہ میرا راز محبت عیان رہے

جب پوچھتا ہون اُنسے کہ شب کو کہان رہے
کہتی ہی جھپکی آنکھ کہین مہمان رہے

دل نے جگہ اسی لیئے سینہ مین پائی ہی
گھر ہی کسی کا سب کی نظر سے نہان رہے

اللہ ری شوخیان کہ تصور کے پردہ مین
آنکھون مین بھی رہیں تو نظر سے نہان رہے

مجکو سزا مین آپ دین اور ہم دعائین دین
ہاتھ آپکے رہین نہ ہماری زبان رہے

کہتی ہی اُنکے دلکی کدورت مزا نہین
اتنا حجاب بھی نہ اگر درمیان رہے

شوخی و شرم پر تری عاشق ہی دل مرا
ظاہر ہو کوئی داغ تو کوئی نہان رہے

آنکھین جھکی ہوئی ہین پسینہ جبین پہ ہی
آتے کہان سے ہین کوئی پوچھے کہان رہے

ظاہر ہوا نہ فرق فراق و وصال مین
دلمین رہے نگاہ سے لیکن نہان رہے

دلمین جو ہی ہجوم غم و حسرت و الم
جھنجلا کے کہتے ہین کوئی آخر کہان رہے

کرتے ہین جان توڑ کے نالے جو ہجر مین
ضد ہی یہ یا ہمین ہین یا آسمان رہے

منزل پہ سب پہنچ گئے مثل نوائے زنگ
ہم صورت غبار پس کاروان رہے

دی دی روانی اپنی اسے میری عمر نے | قاتل نہ کس طرح ترا خنجر رواں رہے
ہمراہ اُنکی یاد کے دمین ہی نفَسِ غیر | کمبخت پھر بھی ساتھ رہا وہ جہاں رہے

غزل ۲۴۵ — کیوں آہ ہو بلند نہ ابرو کے عشق مین / کیونکر نہ تیرمین فروغ نہ زورِ کمان رہے — اشعار (۱۳)

غزل

نیکی نگاہ آنکھ مین تم میری جان رہے | ارمان ہو کے قلبِ حزین مین نہاں رہے
سوزش بھی درد بھی مرے دلمین نہان رہے | آخر تمہاری شرم کا کچھ تو نشان رہے
فصلِ خزان مین شعلۂ گل غنچہ کے رہگیا | پھر کیون نہ بے چراغ مرا آشیان رہے
سودا ہی سر مین دلمین ہین ارمان جگر مین داغ | لکھا ہی عشق درد یہ آخر کہان رہے
ہو لطف بھی تو تم اتنا ہی جتنا کہ اُٹھ سکے | نازک ہی دل خیال ذرا مہربان رہے
محشر کا بندوبست بھی کرنا ضرور ہے | کل کیا کروگے آج جو ہمسے نہان رہے
کیا خوب بات بھی رہی احسان بھی ہوا | گھر آنکھ مین نہان کبھی دلمین نہان رہے
احباب میری لاش کو آہستہ لے چلین | کچھ نا توانیون کا بھی باقی نشان رہے
تاثیر کی یہ کی مرے غم نے پسِ فنا | گو وہ ہنسا کئے مگر آنسو رواں رہے
قربان میری آنکھین جگر صدقے ہو مرا دل | دو چار پہر دون ہی مین تم مہربان رہے
کچھ سلسلہ رہا تو امیدین بھی ہین سبھی | اچھا وہ مہربان نہین نامہربان رہے

غزل ۲۴۶ — یون ہی ظہورِ فیض امام زمان فروغ / بدلی سے نور مہر کا جیسے عیان رہے — اشعار (۱۷)

غزل

جو میرے دمین آہ ہی روزِ انتظار آئے | تو میری جان مین جان ہی خیالِ یار آئے

یہہ بدگمانیان ابتک ہین مرنیوالے سے
نقاب چہرہ پہ ڈالے مزار آئے

قفس مین کھینچکے لائے گلونکو جذبۂ دل
مزا تو ہی کہین صیاد اگر بہار آئے

یہہ پیاری پیاری ادائین یہہ بھولی بھولی شکل
تمہین کہو کہ نکیونکر کسی کو پیار آئے

یہہ فرق ہے دل مضطر مین اور بجلی مین
اُسے قرار نہ آئے اسے قرار آئے

مری طرح سے ترے جھوٹے وعدونکا ظالم
مزا تو ہے نہ عدو کو بھی اعتبار آئے

کچہہ اور تھا نہ گھڑی بہر کے آنیسے مطلب
غرض یہہ تھی کہ نہ برسون اسے قرار آئے

یہہ جھوٹے وعدے اور اُسپر ضدین خدا کی شان
خفا بھی ہون جو کسیکو نہ اعتبار آئے

ہوئی نہ خاک بھی تسکین اُسکے کوچہ مین
کہ بیقرار گئے اور بیقرار آئے

مثال غنچہ پیکان ہمارا دل بھی ہے
غرض ہی کیا ہی خزان آئے یا بہار آئے

نظر حضور کی بیچین دل مرا بیتاب
اُسے قرار نہو اور اسے قرار آئے

وہ میرے سر کی قسم کھاتے ہین دم وعدہ
کوئی کہے مجھے پھر خاک اعتبار آئے

خدا کیواسطے اے بیکسی بتا دینا
جو ڈھونڈھتا ہوا کوئی مرا مزار آئے

ہنسی کا بھی دم اقرار کوئی موقع ہے
خدا کیواسطے پھر کس کو اعتبار آئے

جو تجھ سے عشق کرے اُس سے عشق ہو مجھکو
جو تجھکو پیار کرے اُس پہ مجھکو پیار آئے

غزل ۲۴۷	گیا ہی ساتھ جو اُسکے تو کاش یہہ ہو فروغ نہ آئے ہوش بھی جبتک نہ وہ نگار آئے	اشعار (۱۴)

غزل

شراب پیکے شب وصل گر وہ یار آئے
تو ساتھ نیند کو لیتا ہوا خمار آئے

کہان تلک یہہ تغافل یہہ نازاے رحمت
ارے قریب جہنم گناہگار آئے

چلے ہین میرے جنازے کے ساتھ ہنس ہنسکر
کہ پھر مرے کوئی مجھپر کسیکو پیار آئے

ستم ہے آنکھ چرانے لگین سبھی مجھ سے
غضب ہی ہوش نہ آئے مجھے جو یار آئے

خمار آنکھوں مین ہے اور بکھری ہین زلفین
یہ کسکے بگڑے مقدر کو تم سنوار آئے

کچھ ایسے شوخیان ہون مضطرب ہین ایدل
کوئی گلے سے لگا لے کسیکو پیار آئے

تم اور لاش اُٹھاؤ کسیکی خوب کہی
مجھے نہین (دیدہ دشمن) کو اعتبار آئے

حضور حضرتِ موسیٰ تو ہو گئے بیہوش
جو حکم ہو تو کوئی اور امیدوار آئے

وہ بدگمان ہین تو پھر التجائے موت عبث
جو مر بھی جاؤن تو انکو نہ اعتبار آئے

خدا ہی دے کوئی مٹی عدو کی میت کو
کہین تو کام کسی دل کا بھی غبار آئے

ہین نازکی کے اشارے کسی سے محفلین
کلیجہ تھام لو جب کوئی بیقرار آئے

خدا کے خوف سے سب اہل حشر لرزان ہین
وہ کہہ رہے ہین کہ تو میرے بیقرار آئے

ادا ہی جو وہ نرالی ہے اک زمانے سے
مجھی پہ تیغ اُٹھاؤ مجھی کو پیار آئے

غزل ۲۴۸	وہ باہین ڈال کے بوسے مرے گلے مین فروغ کہ مجھکو پیار کرے تو نہ مجھکو پیار آئے	اشعار (۱۶)

غزل

ترچھی نگاہوں سے تری ظاہر یہ صاف ہے
ہمپر جفا ہین کرنے سے جی انحراف ہے

جب جلتے ہین دلمین کسیکی لساہی غیر
سینے سے پھر کسیکو لگانا خلاف ہے

ظالم وفا نہین تو جفا سے نہ درگذر
کافر یہ ستم کے تغافل خلاف ہے

مٹی وہ دیکے بعدِ فنا میری لاش کو
کہتے ہین ہنسکے اب مرا دل انسے صاف ہے

یون آئینگے بھی وہ تو خفا ہوتے آئینگے
اے جذبِ دل یہ پاس ادب کے خلاف ہے

کیا داغ عشق مٹ گئے اتنا تو پوچھ لو
تمسے رقیب کہتا ہے دل میرا صاف ہے

ظالم خدا کو مان ستم سے نہ ہاتھ اُٹھا
یہ بات اعتبارِ وفا کے خلاف ہے

تیر نگاہ آتے ہین دل بیٹھنے نہ پائے
اے ضعف یہ بھی پاس ادب کے خلاف ہے

آتی نہین نظر مجھے اے غیر انکی شکل
دل تیرا خاک صورت آئینہ صاف ہے

جب مین یہ لکھ چکا کہ مری زندگی ہو تم
ڈرتا ہون تمپہ پھر تو یہ لکھنا خلاف ہے

دیتا ہی اپنے دلمین جگہ سبکو وقت دید
گرد ملال سے دل آئینہ صاف ہے

سننا پڑیگا پھر تمہین جو کچھ کہین گے یہ
دیوانہ عاشقونکو بنانا خلاف ہے

جب بدگمانیان ہین کسیکی بڑھی ہوئی
پھر التجا سے موت بھی کرنا خلاف ہے

جاتا ہی مرکے غیر ترے گھر سے سوئے قبر
ظاہر ہی صاف تجھسے اسے انحراف ہے

وہ بھی ہی دوست دوست کا جو اپنے دوست ہو
دشمن رقیب کو بھی سمجھنا خلاف ہے

غزل ۲۴۵

مرجاؤنگا تو لاش مری کیا اُٹھائینگے
یہ ذکر بھی فروغ جب اُنکے خلاف ہے

اشعار (۱۶)

غزل

سمجھے نہ کوئی عشق سے کچھ انحراف ہے
پھر دعا بھی ہاتھ اُٹھانا خلاف ہے

طعنے یہ ہین کہ میری جفا مین نہ اُٹھ سکین
مرنا بھی میرا ہائے کسی کے خلاف ہے

وہ تو ہین میرے دلمین ہین پھرتا ہون انکے گرد
اچھا یہ اعتکاف ہے اچھا طواف ہے

جاؤن کہان ہین چھوڑ کے انکو شب وصال
اے بیخودی یہ پاس ادب بھی خلاف ہے

ہر صبح سوئے کعبہ غیر کی میت کا ہی جلو
کہتے نہ تھے کہ تمسے اسے انحراف ہے

سب اپنی جان جانتے ہین وہ رقیب کو
پھر انکو اپنی جان سمجھنا خلاف ہے

صبح شب وصال بھی آنکھین نہ [illegible]
یہ بات بانکپن کے تمہارے خلاف ہے

مٹی بھی ملنے کی نہین امید بعد مرگ
قسمت یہ میری غیر سے دل انکا صاف ہے

دیکھین کہین وہ مجمع محشر خدا کرے
ترچھی نگاہ ہین اُٹھتے ہی میدان صاف ہے

اے ضعف رحم دلمین خیال اُنکا آگیا
اُٹھنے دے درد کو کہ ادب بھی خلاف ہے

پرکار کی طرح نہ پھرون کیونمین انکے گرد
کعبہ یہی مرا یہی میرا طواف ہے

جب آپ جانتے ہین اُسے اپنی زندگی
پھر یہ دعا عدو کو بھی دینا خلاف ہے

تیرا تو دل وہ ہے جو کہ رہے مجھسے یار — پھر کون سا وہ دل ہے جو غیرون سے صفا ہے
زاہد کہین حلال ہے شیشہ اور کہین حرام — اس تیرے مسئلے مین عجب اختلاف ہے
آئینہ سے صفا نہین ہوتے ہو وقت زیب — سینے سے میرے تمکو نگاہ اختلاف ہے

اشعار (۲۳)	کچھ اے فروغ وصل کا اُنکے نہین خیال دیوانونکا یہ خاک اڑانا خلاف ہے	غزل نمبر ۲۵

غزل

اُسکے ید قدرت مین مرض بھی ہے شفا بھی — دیتا ہے وہی درد بھی کرتا ہے دوا بھی
عاشق پہ چلے وصل کی شب تیر ادا بھی — پہنچے [illegible] نگہ ہوش ربا بھی
تاثیر نئی کرتی ہے فرقت مین دعا بھی — ہوجاتی ہے شکوہ بھی شکایت بھی گلا بھی
ہے درد محبت کی کھٹک روح کا کھنچنا — کرنے لگی ناز آپکے عاشق سے قضا بھی
پوشیدہ ہے اے پردہ نشین سب نے اثر مین — یون نکلی ہے دل سے ترے ملنے کی دعا بھی
وہ تیغ اُٹھائین کہ دوپٹہ کو سنبھالین — ہے شوق جفا بھی مگر آتی ہے حیا بھی
مین زار ہون پھر اُس کوچہ مین پہنچون بھی تو کیونکر — ڈر کر نہین چلتی کبھی اُس رہ کی ہوا بھی
کتراکے فلک ڈر کے مہ و مہر ہین چلتے — دلگیر ترے کوچہ سے نکلتی ہے ہوا بھی
سینے سے دم صبح اُنھین مین نے لگایا — رخصت ہوئی تاثیر سے مل ملکے دعا بھی
بے چین بھی ہون چین بھی ہے اسکے نہین ہے — آزار محبت کا مرض بھی ہے دوا بھی
ظالم تری ان نیچی نگاہون مین ہے سب کچھ — شوخی بھی تغافل بھی متانت بھی حیا بھی
مانا کہ حضور آپ مسیحائے زمان ہین — آتی ہے مگر درد محبت کی دوا بھی
پہنچا وہ جگر تک مرے تا عرش وہ پہنچے — نکلی تھی ترے تیر کے ہمراہ دعا بھی
جھنجھلا کے وہ بت ناز و فا پر مرے بولا — ناراض انھین باتون سے ہوتا ہے خدا بھی
آمادہ تو ہو جاؤ مجھے دینے کو تعذیر — پھر کوئی نہ کوئی نکل آئے گی خطا بھی

آتی مری گردن پہ چھری ہے بھی پھیر رہے ہیں ۔ کم سن جو ابھی ہیں نہیں آتی ہے جفا بھی

شوخی نے تری شرم و نزاکت کی تو کھولی ۔ ہاتھوں سے ٹھہرنے نہ دیا رنگِ حنا بھی

پایا جو اسے وصل کی حسرت سے ہم آغوش ۔ محجوب ہوئی لیکے مری جان قضا بھی

ڈر کشمکشِ ناز سے ہوتا ہے یہ مجھکو ۔ گھبرا کے نکل جائے نہ آنکھوں سے حیا بھی

تر خون میں نکلا ہے ترا تیر بھی دل سے ۔ ڈوبی ہوئی تاثیر میں نکلی ہے دعا بھی

رہ سکتی ہے کسطرح اُن آنکھوں میں مروت ۔ جن آنکھوں سے شوخی بھی ٹپکتی ہے حیا بھی

پنہاں ہے ہر اک ظلم میں بھی اُنکی نزاکت ۔ یوں توڑتے ہیں دل نہیں آتی ہے صدا بھی

غزل ۲۵۱	کوچہ سے فروغ آپکے دم بھر نہیں ٹلتا ہر وقت یہیں رہتا ہے یہ مردِ خدا بھی	اشعار (۲۱)

غزل

لطف یہ بھی نہیں میرے دلِ مضطر کیلیے ۔ چین آئینہ تو کر لیتا ہے دم بھر کیلیے

حاجتِ قبر ہی کیا ہے تنِ لاغر کے لیے ۔ سب یہ فکریں ہیں عبث تیرے قلندر کیلیے

کبھی کھنچنا کبھی ملنا ہر ادا قاتل ہے ۔ تمنے چن چن کے سب انداز ہیں خنجر کیلیے

کام آئے دلِ پُر داغ ہمارا شاید ۔ ہوتی ہے پھولوں کی حاجت کسی بستر کیلیے

قسمیں جھوٹی کوئی کھاتا نہ ٹھہرے وعدۂ وصل ۔ یہ شرف تیری بدولت ہے مرے سر کیلیے

جب یہ کہتا ہوں کسی بات پر انصاف کرو ۔ ہنسکے کہتے ہیں اُسے رہنے دو محشر کیلیے

اُس سے بہتر ہے ترا آئینۂ نقشِ قدم ۔ بوسے زاہد نے عبث کعبہ میں پتھر کیلیے

اشک سوزاں جو گرے ہیں شبِ غم آنکھوں سے ۔ وہی انگارے بنے ہیں مرے بستر کیلیے

پھر چلے خاک اسیروں کے گلے پر قاتل ۔ دام صیاد ہے جو [illegible] خنجر کیلیے

ایسی باتو نکالا اس انبوہ میں [illegible] ۔ [illegible] انصاف اٹھا رکھو نہ محشر کیلیے

ظلم میں کیوں گردشِ قسمت [illegible] ۔ [illegible] کیلیے

ہاتھ رکھو نہ ہمارے دلِ بیتاب پہ تم
فائدہ کیا ہی جو ٹھہرا بھی گھڑی بھر کیلئے

شوخیاں دیتی ہین بتیا بیونکا بھی دھوکا
ہیں ادا رہنے دو میرے دلِ مضطر کیلئے

روکنے والا ہی پھر کون چلے جائیگا
نزع مین ہو نہین ٹھر جائے دم بھر کیلئے

فاتحہ قبر پہ غیرونکی پڑھو رکھکے نہ ہاتھ
احتیاج اسکی ہی میرے دلِ مضطر کیلئے

تیرے دھوکے مین کیا موسیٰ نے ای نقش بہ پتھر
روح بیچین ہی اب زانوے دلبر کیلئے

خوب تارِ نظرِ دیدہ بسمل کام آئے
جو ہر اچھے یہ بنے ہین ترے خنجر کیلئے

سر بلندونکو ہی کب زینتِ دُنیا سے غرض
حاجتِ سرمہ نہین دیدہ اختر کیلئے

بگڑے بیٹھے ہین بل ابرو پہ ہی ترچھی ہی نظر
آفتین سب ہین یہ میرے دلِ مضطر کیلئے

کرچشین تو نے کن آنکھونکی اڑائین ای چرخ
کہ ٹھرتا نہین کمبخت گھڑی بھر کیلئے

غزل نمبر ۲۵۲	لکھ اُٹھا دیکھکے تاریکیٔ مرقد کو فروغ جان دیتے تھے سب اللہ اسی گھر کیلئے	اشعار (۱۷)

غزل

یجنون مرتے ہین یہ دامنِ محشر کیلئے
پاؤن پھیلائے ہین دیوانونے دَر جانے کیلئے

زانوے یار پہ رکھتا تھا کبھی جو اے موت
ٹھوکرین راہرونکی اب اُسی سر کیلئے

خوب پہلو ہی یہ سینے سے لگا لینے کا
کاش آئینہ ہی بنتا مین گھڑی بھر کیلئے

ایکبار اور مجھے ترچھی نظر سے دیکھو
ہی کلیجہ مرا بیچین اُسی نشتر کیلئے

آفتین سارے زمانے کی ہوئی ہین پیدا
میری قسمت کیلئے میرے مقدر کیلئے

بدگمان غیر قیامت کا ہی تجھ سے ظالم
نہین ٹلتا جو ترے پاس سے دم بھر کیلئے

دلِ اغیار کہان اور مین کمبخت کہان
جستجو اتنی نہ کرنی تھی ترے گھر کیلئے

شیخ کو دیکھکے پردے مین دعا کے ساقی
دیر سے ہاتھ کو پھیلائے ہو ساغر کیلئے

رحم کرائے تپشِ مہرِ قیامت ہم پر
ارے جلنے کو نہین آئے ہین دم بھر کیلئے

نیمچۂ سینۂ بخت کا خون آپ کے خنجر پہ جما
فاتحہ کو بھی تربت پہ بھی رکھتے نہیں ہاتھ
ہو گئی دنیا میں مگر تعلق ترک اوٹ ظالم
ہے تلون پہ ترے خوب بھروسا مجھکو
آپ کا قول سے پھرنا بھی ہے وجہ تسکین
کاش تیغ ادب آموز ستمگر کام آئے
مجھکو ڈر ہے کہیں خود تمکو نہ صدمہ پہنچے

خوب کاجل بھی بنا دیدۂ جوہر کیلئے
کہ نہ ہو پہلوئے تسکین دلِ مضطر کیلئے
یا ترے دست کیلئے یا ترے خنجر کیلئے
لطف اگر غیر پہ ہوگا بھی تو دم بھر کیلئے
کہ یہ گردش تو نہیں تیرِ مقدر کیلئے
فخر ہے قدموں پہ گرنا تو مرے سر کیلئے
تیر نظر میں ہیں تو چھریاں دلِ مضطر کیلئے

یا علی جلد بس اب کیجئے امداد فروغ
واسطے حضرت شبیرؑ کے شبر کے لئے

غزل ۲۵۳ — اشعار (۱۲)

غزل

جب یہاں آبلوں میں دل کے تپک ہوتی ہے
قیس کی ایک نظر پڑ گئی تھی محمل پر
نکلا جاتا ہے دم اُف اُف تیرا بیتابی
اُس نگاہِ غلط انداز کو مدت گذری
چاہنے والوں کے سایہ سے بھی رہتے ہیں الگ
نالے کرتی ہے سنکنے سے ہوا کے بلبل
تیرے آنچل کا فلک نے بھی اُڑایا انداز
یہ محبت کا اثر ہو کہ نزاکت کا سبب
سب سے چھپتی ہے اشارہ دلمیں بیتابیٔ دل
یاد آجاتی ہے آوازِ شکستِ دل کی
کام اک تیر نظر نے کیا ان دونوں کا

اثرِ غم سے وہاں ہین دھمک ہوتی ہے
غضب ان پردہ نشینوں کی جھلک ہوتی ہے
درد میں دل کے تڑپنے سے چمک ہوتی ہے
آجتک جس سے کلیجہ میں کھٹک ہوتی ہے
کس قیامت کی حسینوں میں جھجک ہوتی ہے
موسم گل میں اسے اور سنک ہوتی ہے
آسمان پر بھی نمودار دھنک ہوتی ہے
یاں تڑپتا ہوں وہاں میں دھمک ہوتی ہے
پھر کی تیر محبت میں کھٹک ہوتی ہے
کب گوارا مجھے کلیوں کی چٹک ہوتی ہے
کہ خلش دلمیں کلیجہ میں کھٹک ہوتی ہے

اشعار ۲۴	دل شگفتہ ہو تو پھر لطفِ سخن بھی ہو فروغ جسطرح پھول کے کھلنے سے مہک ہوتی ہے	غزل ۲۵۴

غزل

اے فلک اور بھی ارمان ہین نکلنے والے
رحم کرو کھلین اور نگ بدلنے والے

محفلِ عیش سے کب غیر تھے ٹلنے والے
تم سلامت رہو تیوری کے بدلنے والے

رکھ دیا ہاتھ جو تمنے جگر و دل تڑپے
یون سنبھالو تو سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

ہوا میلا ابھی اُجلا سا جو پہنا تھا کفن
خاک مین ملگئے پوشاک بدلنے والے

ہائے بے موت اس انداز ادا سے مارا
یون چھُری پھیرین نہ منہ پھیر کے چلنے والے

شمع کی گرمیِ بازار ہی پروانو سنے
حسنِ معشوق بڑھا دیتے ہین جلنے والے

نزع کیوقت وہ آنیکو ہین اے موت ٹھہر
دم کے ہمراہ کچھ ارمان ہین نکلنے والے

آپ کیا ہاتھ ہی رکھین گے تو دل ٹھہریگا
بے سنبھالے بھی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

خوب بیتاب ہے دل ہجر مین کام آتی ہی
کروٹین یون بھی بدلتے ہین بدلنے والے

کب ہمارے چمنِ دل مین بہار آئے گی
ابر کیطرح سے او جھوم کے چلنے والے

کوئی بیتاب بھی ہے دفن ذرا دھیان رہے
سنبھلو گورِ غریبان پہ ٹہلنے والے

شکوۂ غیر پہ وہ ہنسکے یہ بولے مجھ سے
بے جلائے بھی جلا کرتے ہین جلنے والے

پھر خدنگِ نگہِ ناز لگے تڑپانے
آ گئے چٹکیو نسے دل مرا ملنے والے

جان دے ایک زمانہ بھی تو کیا ہوتا ہے
حشر تک وہ نہین پردے سے نکلنے والے

ہو کے بیتاب لگا لے نہ کوئی سینہ سے
اسطرح تنکے کہین چلتے ہین چلنے والے

کاش اسطرح سے پہنچین یہ درِ دولت تک
کروٹین آپکی فرقت مین بدلنے والے

آتشِ عشق کی تاثیر بھی اُلٹی دیکھی
سرد ہو جاتے ہین اس آگ مین جلنے والے

میرے مرنے کی خبر سُنکے کہا ظالم نے
مجھپہ یہ آپکے فقرے نہین چلنے والے

مرقد غیر سے کچھ دور نہیں قبر مری
دو قدم اور بھی بڑھ آئیں ٹھٹکنے والے

خیر بہتر ہی نفرت ہی اگر مجھ سے تو ہو
پھیر دین دل مرا منہ پھیر کے چلنے والے

پھر وہی در وہی ظالم وہی بیتابی ہی
تجھپہ قربان کلیجہ مرا ملنے والے

دل بیتاب کی بھی میرے خبر لیتا جا
او دوپٹہ کو سنبھالے ہوئے چلنے والے

اس تغیر کو نزاکت بھی گوارا تو کرے
رنگ بدلیں تو بہت رنگ بدلنے والے

غزل ۲۵۵

وصف اک برق تجلی کا جو لکھتا ہوں فروغ
نور کے سانچے میں اشعار ہیں ڈھلنے والے

اشعار (۲۶)

غزل

اے دوست تری یاد مرے دل میں نہیں ہی
اچھی ہی یہ لیلی ابھی کہ محمل میں نہیں ہی

جینے کی اب سے موت ہوس دلمیں نہیں ہے
کیا کیجیے خنجر کف قاتل میں نہیں ہی

اک قطرۂ خون اور زمانہ کی امیدیں
سب کچھ ہی مگر کچھ بھی مرے دل میں نہیں ہی

روکے نگہ شوق کو مجنون کی جو لیلی
جان اتنی ترے پردۂ محمل میں نہیں ہی

اے غیر تمنائے وفا تجھکو مبارک
سب کچھ ہی یہ عادت مرے قاتل میں نہیں ہی

کیون تمنے مرے سامنے دشمن کا لیا نام
آتا ہی زبان پر کہیں جو دل میں نہیں ہی

یہ کون مرا شانہ ہلاتا ہی لحد میں
آرام مگر پہلی ہی منزل میں نہیں ہی

خنجر نے پھر انداز اڑایا ہی یہ کس کا
مرنے کی تو عادت رخ قاتل میں نہیں ہی

لیلی کی ردا قیس کا ڈھلنا کے تن عریان
ہمت کچھ اگر پردۂ محمل میں نہیں ہی

کھینچکر وہی چلنا ہی تو چل کر وہی رکنا
خنجر میں ہی کیا جو مرے قاتل میں نہیں ہی

حد آ چکی فرقت میں ہوئی کثرت غم کی
افسوس خوشی کی بھی جگہ دلمیں نہیں ہی

تیری نظر شوق سے کے ٹک رہنے کو ای شوق
روزن بھی کوئی پردۂ محمل میں نہیں ہی

رکھے گی نزاکت ہمیں محروم ستم بھی
لو طاقت بیداد ہی قاتل میں نہیں ہی

پاتی ہے سزا شمع پتنگون کو جلا کر
استادہ کب اب کونسی محفل مین نہین ہے

کس وقت بہار آئی ہے صیاد چمن مین
جب طاقتِ پرواز عنادل مین نہین ہے

مرنے کی بھی خود اپنے مین کرتا ہون تمنا
اب کونسی حسرت ہے جو اس دل مین نہین ہے

کون آرزوئے مرگ رقیبون کی نکالے
اتنی بھی تو ہمت ترے قاتل مین نہین ہے

اے عشق نہ وامق ہے نہ فرہاد نہ مجنون
اگلی سی وہ رونق تری محفل مین نہین ہے

دم توڑنا مشکل ہے کچھ آسان نہین ظالم
اتنی بھی تو قوت ترے بسمل مین نہین ہے

گر دو نکی خبر لینگی مرے خون کی چھینٹین
گنجائش اگر دامنِ قاتل مین نہین ہے

دے کون دعا پیچکین ہو جین تو بلائین
افسوس یہ قوت لبِ سائل مین نہین ہے

بنتی روح کے جلوے سے فقط جسم کی رونق
کچھ بھی نہین اک شمع جو محفل مین نہین ہے

وعدہ ترا کچھ اور ارادہ ترا کچھ اور
جو تیری زبان پر ہے ترے دل مین نہین ہے

لیلا کی یہ بدلی ہوئی چتون کا ہے پرتو
اے قیس شکن پردۂ محمل مین نہین ہے

کاٹے گا مصیبت مری پھر کون الٰہی
اتنا بھی تو دم خنجرِ قاتل مین نہین ہے

غزل نمبر ۲۵۶	دنیا ہو فروغ اور یہ درد و غم الفت کیا کچھ مرے ارمان بھرے دل مین نہین ہے	اشعار (۱۲)

غزل

نہ روکے دل مرا کیون حالت جگر کیلیے
کسیکا تیر بھی آتا نہین خبر کے لیے

غضب کیا مرے دودِ جگر نے ہجر کی شب
نقاب ہو گیا ظالم رخِ سحر کے لیے

اسی سے آنکھوں مرا چارہ مین تکتا ہون
کبھی جو گھر مرے آئین تو رات بھر کے لیے

چڑھے ہوئے ہین نگاہون پہ یہ حسینون کی
یہ فخر کم ہے ہمارے دل و جگر کے لیے

ملی جو آنکھ تو اک شکل وصل کی نکلی
مری نگاہ نے بوسے تری نظر کے لیے

جو مشکلین تھین محبت کی سب ہوئین آسان
سمجھ چکے یہ مصیبت ہے رات بھر کے لیے

سبب مجھے تو ذبح کئے ڈالتی ہی اسکی پلک
نہین ہی تیغ کی حاجت تری کمر کے لیئے

عجب اثر ہین ز خود رفتگئ الفت کے
کہ پھر رہا ہون مین خود اپنی ہی خبر کے لیئے

نہ پاسکے گا مجھے بھی شب وصال کیساتھ
ذرا سمجھ کے دعا کیجئے سحر کے لیئے

ہوا بھی کوچہ سے اُنکے گذر نہین سکتی
یہ بندوبست مری آہ بے اثر کے لیئے

رکھا جو ہاتھ پہ امتحان مہتابی
وہی سکون کا سبب ہوگیا جگر کے لیئے

دلِ عدو کی کدورت نگہ مین کیون رکھیے
غبار خوب نہین دامنِ نظر کے لیئے

نہین نہ عیج تو وعدہ کسی سے ہوا رشک
شبِ وصال وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

ہی تجھ سے بڑھ کے تمنا تری عزیز مجھے
کہ ساتھ دینے کو راضی ہین عمر بھر کے لیئے

نہ کسطرح سے بڑھین بدگمانیان میری
ہوئی ضرورت رہبر بھی نامہ بر کے لیئے

غزل ۲۵۵	شبِ وصال ہمارے وہ مہمان ہین فروغ کہ ہم زمانہ مین مہمان ہین رات بھر کے لیئے	اشعار (۱۴)

غزل

کیا ہی عہد عیادت جو عمر بھر کے لیئے
تو کاش موت کو بھیجو مری خبر کے لیئے

عبث ہی میرے دلِ بیقرار پر الزام
قرار آپ نہین ہی تری نظر کے لیئے

شبِ وصال ہی میری شبِ فراق عدو
مجھے ہی رشک وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

مزا ستم کا بھی ہی کہ لطف بھی کچھ اُٹھے
ہمین سے عہد ہو کاش ایک عمر بھر کے لیئے

نہین نکلتی ہین منہ سے جو اضطراب مین صاف
دعائین خود مری بیتاب ہین اثر کے لیئے

بری کثافت دُنیا سے ہی لطافت حسن
نہین نقاب کی حاجت تری نظر کے لیئے

شبِ وصال چھپائیگی منہ کسیکی حیا
تڑپ رہا ہی کوئی دامن سحر کے لیئے

ہی بعد میری شبِ غم کے روز وصل عدو
دعا بھی کر نہین سکتا ہین اب سحر کے لیئے

تمہارا لطف ستم کے مزے دکھاتا ہی
غضب مین ڈالیگا آ کر رات بھر کے لیئے

وہ سب تو چھین لیا اُنکی شوخ آنکھوں نے
عبث دعا ہو مرے منہ سے اب اثر کے لیے

میں کیا کروں نہ کروں التجائے موت اگر
کہ روٹھنا ہی حسینوں نے شیوہ ٹھیرا ہے عمر بھر کے لیے

چھپا کے منہ کو وہ ہم سے یہیں وہ آئے ہیں
یہ اہتمام ہیں حسرت بھری نظر کے لیے

کسی کے رشک کا پہلو نیا نکالا ہے
شب فراق ہیں نکلیں جو ہم سحر کے لیے

غزل ۲۵۸

فروغ اپنی طبیعت سے خود ہی رشک ہے
کہ چاہئے تھی یہ شوخی کسی نظر کے لیے

اشعار (۱۲)

غزل

دلکو سینہ میں مرے اے یار رہنے دیجیے
میرے پہلو میں مرا غمخوار رہنے دیجیے

قبر میں تو چین سے اے یار رہنے دیجیے
آپ اپنی شوخیِ رفتار رہنے دیجیے

مجھ میں اُنمیں فرق کچھ اے یار رہنے دیجیے
غیر ہی پر آپ اپنا پیار رہنے دیجیے

اک ذرا چہرہ پہ غصہ کی ادائیں دیکھ لوں
آپ دم بھر حلق پر تلوار رہنے دیجیے

آپ بھی تو دشمنِ جاں ہیں مگر سنتا ہوں میں
پھر مجھے بھی جان سے بیزار رہنے دیجیے

ہے مزا تسکین میں دیکھوں کہ بیتابی میں تھا
اک ذرا سینہ پہ ہاتھ اے یار رہنے دیجیے

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں ماجرائے دل مرا
ذکر ان باتوں کا ہے بیکار رہنے دیجیے

کام اپنا آپ کر لے گی ہماری چشم شوق
آپ اپنا وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

کیا مرے دل پر ہی کیونکر شب فرقت کٹی
کچھ نہ مجھ سے پوچھیے اے یار رہنے دیجیے

خیر میں بھی جا چکا ہوں اک جہاں کو رشک ہو
حشر ہی پر وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

لاش تو کیا آپ سے نازک سے اُٹھینگے [illegible]
پاس ہی بیٹھے اے یار رہنے دیجیے

شوق سے پہلو میں میرے وصل کی شب سوئیے
میرے بخت خفتہ کو بیدار رہنے دیجیے

خود مرا تیر نگاہ شوق کر لے گا جگہ
آپ اپنا روزن دیوار رہنے دیجیے

اقتضائے پاس شرم یار ہی تھا اے فروغ

غزل ۲۵۹	دل ہی دل مین حسرت دیدار رہنے دیجیے	اشعار (۱۵)

غزل

ملتا ہی مزا جو کشش تیر نظر سے
پوچھے کوئی لطف اسکا مرے قلب و جگر سے

منہ آئینہ سے ہنسکے چھپاتے ہین وہ زیب
اللہ رے حجاب آتی ہی شرم اپنی نظر سے

ڈرتا ہون کہین ہو نہ کچھ امید عدو کو
نیچے کیئے آنکھونکو نہ جاؤ مرے گھر سے

ڈرتا ہو نہین جاتے ہین وہ گذری شب وصلت
یہ صبح نہین کم ہی قیامت کی سحر سے

ممکن ہی نہ ہین وہ مری آنکھونکی بلا ہین
دیکھین اگر آئینہ کو وہ سیری نظر سے

اگر تم ہی نہین ہو کہ جو باہر نہین آتے
اک آئینہ بھی ہی جو نکلتا نہین گھر سے

اے رشک کہین غیر کے وعدہ کیا نہ دن ہو
کچھ آج بھر آتا ہی دل میرا سحر سے

ملتا ہی عجب لطف دم دید نگہ کو
اب رشک مجھے آئینہ کا اپنی نظر سے

کیون لٹا ہو گئے سوراخ مرے قلب و جگر مین
کیون رہ گئین آنکھین مری اُس روزن در سے

کیا غیر کی چوری ہی پھر رشک آتا ہی مجھکو
دیکھو نہ مجھے بزم مین دزدیدہ نظر سے

دل بر و منبر بھی ہی نگاہین بھی پھری ہین
اسطرح تو جاتے نہین دشمن کبھی گھر سے

کام آتے ہین کیا گریئے محشر مین گنہ بھی
سب ملتے ہین آنکھونکو مرے دامن تر سے

غم اسکا ہی آنکھونکی طرح دل نہ پھرا ہو
وہ کاش مجھے دیکھتے غصہ کی نظر سے

کیون رشک انھین پر تو کہین جان دی ہو
آج آتی ہی ماتم کی صدا غیر کے گھر سے

غزل ۲۶۰	کیا فرق رہا غیر مین اور مجھ مین فروغ اب وہ دیکھتے ہین مجھکو بھی الفت کی نظر سے	اشعار (۱۳۶)

غزل

امید ہو کیا اور ترے تیر نظر سے
اک دن بھی تو گذرا مرے دل سے نہ جگر سے

آتی ہی مروت تری حسرت سے شب وصل
کس طرح نکالے کوئی مہمان کو گھر سے

اک دست تمنا مرے ماتم مین جو مصروف
اک ہاتھ جو لپٹی رہے ہر وقت کمر سے

کچھ شرم کا پردہ بھی ہے کچھ غیر کا ڈر بھی
جاتے ہین جو وہ منہ کو چھپا کر مرے گھر سے

ہر نقش کف پا مین ہرا ہی جو لہو بھی
گذرا ہی وہ بیدرد ضرور آج ادھر سے

پوچھے کوئی اب اُنسے درازیٔ شب وصل
ہین میری طرح آج وہ مایوس سحر سے

جب چاہین مرے دلمین ہی دنیا مین نہوگا
پچھتائے گا آپ نکل کر مرے گھر سے

شرما کے جھکا لو نہ مجھے دیکھ کے آنکھین
ہین جانتا ہون مجکو گراتے ہو نظر سے

کیا ہو جو مری طرح سے دشمن مرے تڑپین
کیا ہو اگر اک رات نجاؤ مرے گھر سے

دلکو بھی مرے صبح شب وصل بجھا دے
اے غم مجھے محجوب نکر شمع سحر سے

انمین تو نہین خاک بھی خوئے دل عاشق
نالے تو ذرا بھی نہین مانوس اثر سے

بیتاب اُٹھین کر کے کیا مجکو بھی بیچین
باز آیا مین اے نالۂ دل تیرے اثر سے

سنئے مری اک بات یہ کل منہ کو چھپائے
نکلے تھے **فروغ** آپ ہی میخانے کے در سے

غزل

ہوئے ہین حسین بدگمان کیسے کیسے
لیئے ہین مرے امتحان کیسے کیسے

قوی ہین ترے ناتوان کیسے کیسے
اُٹھاتے ہین ناز اے جوان کیسے کیسے

خدا کا کیا شکر فرقت مین کیا کیا
اُٹھائے ہین ظلم بتان کیسے کیسے

کہان تک اُٹھین ناز بیتابیٔ دل
ستم کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

اُڑائی ہی دیوانون نے خاک کیا کیا
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

دم نزع پھیرا جو آنکھون کو مین نے
وہ مجھ سے ہوئے بدگمان کیسے کیسے

نہ دل ہے بھروسا نہ قاصد پہ مجھکو
عدو بن گئے رازدان کیسے کیسے

نجاؤ مرے گھر سے آنکھین جھکائے
یونہین غیر ہین بدگمان کیسے کیسے

وہ پردہ رکھے منہ کو چھپانا کسی کا
جگر میں ہیں داغ نہاں کیسے کیسے

کہاں شرم نے تھہ آنکھیں جھکا کر
حجاب آ گئے درمیاں کیسے کیسے

دمِ نزع بولے مری ہچکیوں پر
نکالے ہیں طرزِ فغاں کیسے کیسے

غضب کر گئی ہے روش تیغ ہم پر
مزے لیتے ہیں نیم جاں کیسے کیسے

عجب منزلِ شوق ملکِ عدم ہے
سے چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے

بگڑ کر وہ غیروں سے ملتے ہیں مجھ سے
عدو ہیں مرے مہرباں کیسے کیسے

نہ پہنچے مگر میرے دورانِ سر کو
پھرے رات دن آسماں کیسے کیسے

ہیں بستر سے اٹھا نہ آنکھیں حیا سے
یہ بیمار ہیں ناتواں کیسے کیسے

بدلوا تا ہے کوئی کروٹ خود آکر
مزے لیتے ہیں ناتواں کیسے کیسے

مرے قلب کے سارے ارمان ہوئے ہیں
نصیبِ دلِ دشمناں کیسے کیسے

پہنچتی ہے اپنی اشک کانوں تک اُن کے
غضب ڈھا رہی ہے فغاں کیسے کیسے

نہ جب جا سکے سوئے ملکِ عدم بھی
ہوئے مضطرب ناتواں کیسے کیسے

غزل ۲۶۲	فروغ آپکا ڈھنگ سب سے الگ ہے جہاں میں ہیں شیوہ زباں کیسے کیسے	اشعار (۲۱)

غزل

اُنکے آگے جو کبھی مدح وفا ہوتی ہے
پوچھتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے کیا ہوتی ہے

سامنے میرے رقیبوں پہ جفا ہوتی ہے
واہ کیا خاطرِ اربابِ وفا ہوتی ہے

کاش وہ ہاتھ کلیجہ پہ نہ رکھتے دم بھر
آبلوں میں تپک اے شوق سوا ہوتی ہے

اس سے بڑھکر نہیں کچھ دردِ جگر کا ہی علاج
جب تڑپتا ہوں تو تسکین ذرا ہوتی ہے

متصل اشک جو آنکھوں سے چلے آتے ہیں
کوئی حسرت تو نہیں دل سے جدا ہوتی ہے

اُنکی آمد سے تو چہرہ نکھا ہے عالم کچھ اور
محفلِ عیش مری بزمِ عزا ہوتی ہے

اُٹھا جو بن نہین آنچل کو سنبھلنے دیتا
تہمتِ نسبتِ مرہمی آپ رسا ہوتی ہے

غم پہ غم رنج پہ رنج آپ دیئے جاتے ہین
واہ بیمار کی یہ اچھی دوا ہوتی ہے

کوئی مرجائے تو کیا پھول کھلے ہون تو کیا
بزمِ ماتم مین شریک اُنکی بلا ہوتی ہے

عذر کر لیتا ہون یون وصل مین تو بھی لیکر
آدمی ہی سے مری جان خطا ہوتی ہے

ہائے جی بھر گئے نہین لطفِ ستم بھی ملتا
جور تھم تھم کے تو نرگس کی شفا ہوتی ہے

حالِ دل سچ بھی جو لکھتا ہون تو ہوتے ہو خفا
مین تو سنتا تھا کہ جھوٹے کو سزا ہوتی ہے

التجا سے بھی نکلتا نہین کچھ وصل مین کام
لیجئے یہ بھی شبِ غم کی دعا ہوتی ہے

ہائے اُن ہاتھون نے تعذیر کی حسرت ہی رہی
ٹال دیتے ہین اگر مجھ سے خطا ہوتی ہے

بند مٹھی مین نہ کیون دزدِ حنا کو رکھین
ہاتھ آجاتا ہے جب چور سزا ہوتی ہے

ہین یہان کشمکشِ غم سے مٹا جاتا ہون
اور وہان زیبِ بدن چست قبا ہوتی ہے

دل جلے حشر کے دن قابلِ دوزخ ٹھہرے
لیجئے اُلٹے جہنم کو سزا ہوتی ہے

نیند مین ہوش دوپٹہ کا کسے رہتا ہے
بند آنکھین جو ہوئین قیدِ حیا ہوتی ہے

تاب مجھ زار کی مجھ زار کو فرقت مین کہان
اور جو کچھ ہے بھی تو وہ صرف دعا ہوتی ہے

نہین اُٹھتا ہی دُھوان شمعِ لحد سے پسِ مرگ
میرے ماتم مین سیہ پوش ہوا ہوتی ہے

بات کر لیتے ہین خوش ہو کے جو وہ مجھسے فروغ
صدقے دل ہوتا ہے اور جان فدا ہوتی ہے

غزل

تری فرقت مین کب تن سے مری جانِ حزین نکلی
مگر اک حسرتِ دل یہ بھی تھی جو آہ حسین نکلی

نگاہِ ناز کو بھی تیری جب دیکھا یہین نکلی
ترے سخن کیطرح یہ بھی دلنشین نکلی

وہ دیکھا خانۂ دشمن مین جو خالق نہ دکھلائے
مری ہم چشمِ تصور ہجر مین کیون دُوربین نکلی

پریشان زلف منہ فق آنکھ نم اُترا ہوا چہرہ
سواری میرے مرقد کیطرف سے تو نہین نکلی

نہ اسکو صبر کی طاقت نہ ہم دم بھر کی نہین فرصت
اُدھر پہلو سے وہ اُٹھے اِدھر جانِ حزین نکلی

جو آئی وصل کی شب بھی تو سر کھولے ہوئے آئی
توقع جس سے تھی مجھ سے پریشان وہ کہین نکلی

تمنی کیا نہا اک ہوا اک رشک ہی غیرونکے مرنے سے
ہوئی جب صبح تیرے کوچے سے لاش اک اور حسین نکلی

پریشان تھا فقط مین ہی اک تقدیر کے ہاتھ سے
بہت پر پیچ ظالم تیری زلفِ عنبرین نکلی

ابھی سے تمکو رحم آنیلگا غیرونکے رونے پر
ابھی تک تو لہو کی بوند بھی کوئی نہین نکلی

نکلکر تیغ نے مجھ سخت یہان پر اک غضب ڈھایا
قیامت ہے اُٹھین کی طرح یہ بھی نازنین نکلی

جو صبح وصل دیکھا تھا کسی نے نیچی نظرونسے
مرے دل سے نہ برسون وہ نگاہِ شرمگین نکلی

تری الفت پر اپنے دل مین کیا کیا ناز تھا مجکو
قیامت ہوگئی بغض عدو کی ہمنشین نکلی

کہا مینے جو دیکھی ظلمتِ مرقد میں مردن
یہان بھی جان کی دشمن وہ زلفِ عنبرین نکلی

نکالوگے مجھے محفل سے اپنی تم بھی اتنے ہو
نہ تم سے آرزو بھی جب کوئی اے نازنین نکلی

اشعار (۱۶)	نجم دشمن مین گر اُسنے حیا سے منہ چھپایا تھا **فروغ** اشکو نسے پھر بھیگی ہوئی کیون آستین نکلی	غزل ۲۶۳

غزل

تری محجوب آنکھونسے نگاہِ شرمگین نکلی
اُلٹ کر پردہ دیکھا یا لیلئے پردہ نشین نکلی

بہت کچھ گو تمنا وصل کی شب تھے حسین نکلی
جو پوچھو شوق دلکو میرے تو کچھ بھی نہین نکلی

یقین جب ہو لیا مرنے کا تب آئے عیادت کو
عجب صورت سے یہ حسرت بھی وقتِ واپسین نکلی

پڑی ہے منہ چھپائے گرد غم اور دامن دل مین
تمنا تیری تجھ سے بڑھکے کچھ پردہ نشین نکلی

نہ سمجھو آپ سے دلکو ہین کیونکر خانۂ دشمن
کہ جب ڈھونڈا عدو کی یاد کو سینے وہین نکلی

کسی کے ہجر مین آتی نہین ہے موت بھی ظالم
مرے دل کی تمنا کون اے چرخ بریں نکلی

نہین مجکو بھروسا ایکدم بھی زندگانی کا
ادے یہ بیوفا تجھسے سوا اے نازنین نکلی

ستانا اے فلک اچھا نہین مجھ سوختہ دل کا
غضب ہوگا جو میرے منہ سے آہِ آتشین نکلی

دعا کو ہاتھ اٹھاتے جو سیتے بیٹھے کہا ‏— کرے ہے خدا سے جو شکوہ ہمارا خدا سمجھے

[illegible] — بھلا حضور بتائیں تو آپ کیا سمجھے

ہیں باتوں باتوں میں [illegible] — پر اب یہ کچھ نہیں سکتا کہ آپ کیا سمجھے

غرض عدو کی ندامت ہی کا کام رہی — شکایتوں ہی سے وہ میرا مدعا سمجھے

تمہارے حسن پہ گستاخیوں کا ہی الزام — تمہیں کہو جو زخود رفتہ ہو وہ کیا سمجھے

پئے دعا بھی اٹھا [illegible] نہ عشق سے ہاتھ — وہ بدگمان ہیں خدا جانے دل میں کیا سمجھے

[illegible] سے بیزار — عدو نہ غیر کو سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

اشعار (۱۷)	فرد — لاش اٹھائی نہ میرے پھول اٹھائے نہ بیوفا انھیں سمجھے تو کوئی کیا سمجھے	غزل ۱۲۵

غزل

سرمہ پھیلا ہے عجب انداز سے — ناز کرتا ہے یہ چشم ناز سے

پھر مجھے دیکھو نگاہ ناز سے — پھر لگا دو تیر اسی انداز سے

تھم کے اٹھتی ہے وہ نیچی نگاہ — سیکھ کر شوخی خرام ناز سے

سوتے میں لپٹا وہ پڑھ بے طرح — اٹھے ہیں غصہ میں خواب ناز سے

حال غصہ میں نزاکت کا کھلا — بات کرتے ہیں کڑی آواز سے

حسن ہے جاتا ہے باہر آپ کا — شرم بھی ہاری وفور ناز سے

پھیر کر منہ ہاتھ رکھئے قبر پر — فاتحہ پڑھئے اسی انداز سے

واں ہیں رکھنے کا سبب کھلتا نہیں — آپ واقف تھے یہیں کے راز سے

فتنۂ خوابیدہ کو چونکا دیا — آنکھیں ملتے اٹھے خواب ناز سے

اے مؤذن چپ بھی رہ صبح وصال — دل دہلتا ہے تری آواز سے

ساتھ ظالم کا کوئی دیتا نہیں — بھاگتا ہے تیر تیر انداز سے

آسمان پہ ہی مرے دلکا دماغ
تمنے کیون دیکھا نگاہ ناز سے

جو کوئی بولا مین سمجھا ہین وہی
بھر گئے ہین کان اُسکی آواز سے

آنکھ ملتے ہی پھراتے ہین نگاہ
ذبح کرتے ہین عجب انداز سے

گرتی ہی نیچی نظر بھی پاؤن پر
شرم دیتی ہی خرام ناز سے

دل کے ملتے ہی قیامت آگئی
مجھکو مارا اُس نظر نے ساز سے

غزل ۲۲۳	قہر چشم شوخ نے ڈھایا فروغ جھک گئین نظرین عجب انداز سے	اشعار (۲۱)

غزل

اُسی نگاہ مین شوخی بھی قہر کی ہو گی
جو کچھ دنون دل بیتاب مین رہی ہو گی

حضور ہونگے نکیرین ہونگے تربت مین
عجیب لطف کی صحبت وہ دو گھڑی ہو گی

عزیز جان سے بڑھکر کسیکی حسرت ہی
یہی نہ ہو گی تو پھر خاک زندگی ہو گی

گلا بھی کر نہین سکتا مین اپنی قسمت کا
یہ خوف ہی کہ شکایت حضور کی ہو گی

کسی نظر کے کلیجے پہ وار روکے ہین
کسی نے چوٹ نہ یون عشق کی سہی ہو گی

بتاؤن خاک مرے دلکی آرزو کیا ہے
وہ بات ہی جو نہ تمنے کبھی سُنی ہو گی

تری نظر کی محبت مین یہ ہوا ہی بندھی
جُبھی جو پھانس تو دل نے کہا وہی ہو گی

چھپے گا ضبط سے بھی حال شوق دل نہ مرا
دلیل حسرت اظہار خامشی ہو گی

مین کیا بتاؤن کلیجہ مین درد کیون اُٹھا
نگاہ ناز نے پھر تیری چھیڑ کی ہو گی

جو چُپ رہونگا تو مُنہ کو کلیجہ آئے گا
جو کچھ کہونگا شکایت حضور کی ہو گی

مقابلہ دل بیتاب سے نہ کراے برق
کہ اور کچھ تو نہ ہو گا تری ہنسی ہو گی

کچھ آج سو کے خفا سے سحر کو اُٹھے ہو
کسیکی خواب مین تقدیر لڑ گئی ہو گی

یہ بے سبب نہین شرم آنکھ کو جھکائے ہوئے
کسی سے بات اشارو مین کچھ ہوئی ہو گی

کسی کو خواب میں دیکھا ہے غیر کے ہمراہ / دبائے رنج کا پہلو مری خوشی ہوگی

انھیں یقین نہیں آتا ہمارے مرنے کا / وہ جانتے ہیں کوئی طرز بیخودی ہوگی

کسی کا طنز سے کہنا لگے یہ غیروں کے / وہ دوستی بھی کریں گے تو دشمنی ہوگی

کہیں گی تیری ادائیں شبِ وصال کا حال / خمار آنکھوں میں تیوری چڑھی ہوئی ہوگی

دعائے وصل کا بھی ہے مجھے خیال اے شوق / غمِ فراق سے فرصت اگر کبھی ہوگی

اک آرزو فقط اے ضبط دل میں ہے وہ بھی / زبان تک آ نہ نکلے ڈر سے کہیں چھپی ہوگی

کہیں سے آئے ہیں خوش خوش پڑی ہے چہرے پہ گرد / کسی کی حسرتِ دل خاک میں ملی ہوگی

غزل ۲۶۷

نہ پوچھئے کہ تمنا ہے کیوں قیامت کی
فروغ حشر میں سنتے ہیں منصفی ہوگی

اشعار (۱۵)

غزل

لپٹ جا بڑھ کے اے بوئے وفا دستِ حنائی سے / مرے پھولوں کا بوجھ اٹھتا نہیں نازک کلائی سے

نہ میری عمر ہی کاٹی نہ میرا رنج ہی کاٹا / مجھے کیا فائدہ قاتل کے ہاتھوں کی صفائی سے

درِ دولت پہ مجھکو ناصیہ سا دیکھکر بولے / مقدر کا لکھا مٹتا نہیں اس جبہ سائی سے

پڑی ٹھنڈک جو تم نے ہاتھ رکھا میرے سینہ پر / ہوئی کافور سوزش قلب کی دستِ حنائی سے

تصور سیکسوں کا ساتھ تو دیتا ہے فرقت میں / اسی کی دوستی اچھی کسی کی آشنائی سے

گلے کاٹے ہزاروں حسن نے دستِ نگاریں کر / صفائی بڑھ گئی ہاتھوں کی ہاتھوں کی صفائی سے

ادھر دیکھو یہ کیسی بیقراری ہم نہ کہتے تھے / یہ وصل عدو کا مل گیا دردِ جدائی سے

فدا ہو روح میری ہاتھ اٹھانے کی اداؤں پر / مرے ماتم کی زینت ہے تری دستِ حنائی سے

مصیبت میں پھنسایا وعدۂ دیدارِ محشر نے / ابھی سے رشک پیدا ہو گیا ساری خدائی سے

نہ اٹھی تیغ جب تجھ سے تو لاش اٹھے گی کیا قاتل / نہیں اتنی توقع بھی تری نازک کلائی سے

سوالِ وصل پر مجھکو جوابِ صاف دیتے ہو / دلِ بیتاب کے کرتے ہو ٹکڑے کس صفائی سے

کہا ہے ہر دو یہ شعر [illegible] آخر
[illegible] دشمن کو ہمیشہ پر
دیکھا کرتے ہیں عکس مقابل کو یہ کہتا ہے

پھر وہ گئے [illegible]
[illegible]
کہ [illegible]

اشعار (۱۱)	امیری سے فقیری آستانِ یار پر بہتر فروغ اچھی ہے اُس در کی گدائی بادشاہی سے	غزل ۲۶۸

غزل

تجھی سے نہیں اُنکو نفرت کچھ ایسی
رقیبوں کو بھی ہے شکایت کچھ ایسی

بغیر اُسکے دل ہی نہیں اب بہلتا
ہوئی رنج سہنے کی عادت کچھ ایسی

نہیں چھپتی چھپتی ہے دل کی طرح سے
تری آنکھ ہے تیر قوت کچھ ایسی

اب اُس وعدے کو بھی ترسے دیکھتے ہیں
نہیں وعدہ ظالم قیامت کچھ ایسی

ہمیشہ حسینوں ہی کے ظلم اُٹھائے
بُری بھی نہیں میری قسمت کچھ ایسی

بس اُٹھ ہی گئی اُن کو آخر مروت
شبِ وصل کی ہے منت کچھ ایسی

مجھے لطف فرقت میں بھی ملتا ہے
مزا دیتی ہے تیری چاہت کچھ ایسی

نظر ہجر کی شکل آ سکے نہ مجھکو
شبِ غم میں ہے ظلمت کچھ ایسی

سب جلے جاتے ہیں دیکھکر [illegible]
تپِ عشق میں ہے حرارت کچھ ایسی

شبِ ہجر میں چاند کی لیں بلائیں
کہ دیکھیں [illegible] صورت کچھ ایسی

اشعار (۱۸)	نکلتی نہیں ہیں فروغ آرزوئیں ملی ہے مرے دل میں راحت کچھ ایسی	غزل ۲۶۹

غزل

مرجھا گیا دل روح نکلتے ہی بدن سے
یوں نکلی دمِ وعدہ نہیں اُنکے دہن سے

منہ موڑ لیا بادِ بہاری نے چمن سے
گویا کہ جدا روح ہوئی میرے بدن سے

دل میرا اڑا ہے سحرِ عجب سے ایسا
تربت مین چمکتا ہون سپیدیٔ کفن سے

ہے کون ترے دلمین کہ یہ رعب ہے کس کا
آواز بھی دب دب کے نکلتی ہے دہن سے

اس حسن کے دریا مین بھی آتی ہے کبھی لہر
غنچہ مین کھلا حال یہ ملنے کی شکن سے

منہ پھیر لیا رشک سے اُسنے دمِ تلقین
میت مری لپٹی ہوئی رکھی جو کفن سے

ظالم ترے دلمین نہ کہین تیر چھپا ہو
شرمائی ہوئی نکلی ہے آواز دہن سے

غمزہ کی اداؤن سے ہون مجبور شبِ وصل
رکھتے ہین چھری حلق پہ ماتھے کی شکن سے

تم بیٹھے ہو آرام سے مین در پہ کھڑا ہون
خود گھر سے نکلتے ہو نہ آواز دہن سے

کچھ شام سے ہین صبح کے آثار شبِ وصل
کیا تمنے اشارہ دلمین کہا چرخِ کہن سے

چھوٹا جو کمان سے ترا تیر آئے گا دلمین
کانو مین صدا پہنچے گی نکلی جو دہن سے

دم رکے شبِ فرقت تربت کو بھی کاٹا
ہین صبح کے آثار سپیدیٔ کفن سے

بیٹھنے بھی نہین دیتے ہو مرنے بھی نہ دوگے
تم اور چھڑاؤ گے مجھے رنج و محن سے

کیا رات کو قسمت کسی گستاخ کی جاگی
چھیری ہے چھری رشک نے بستر کی شکن سے

انکار وہ کیا وصل کے وعدے پہ کرینگے
شرماکے نہ آواز بھی نکلے گی دہن سے

کیا غیر کے گھر جانے کی خود راہ بتا یون
یون وعدہ کسی سے پڑے اُس عہد شکن سے

کلیان بھی پردہ مین ترے بلبل ہین غنیمت
پھولونکی محبت مین ملا کچھ تو چمن سے

غزل نمبر ۲	تمکو بھی فروغ آتا ہے جو لیتے ہو کبھی یاد اے بادِ صبا پوچھ تو یارانِ وطن سے	اشعار ۱۶ ہوے

غزل

پریشان دل ہے آنکھ اُنسے لڑی ہے
بلا کس کی ہے کس کے سر پڑی ہے

نگاہِ مست جب انکی لڑی ہے
چھلک کر جام سے مے گر پڑی ہے

نہین آتی ہے مجکو ہجر مین نیند
وہ کہتے ہین نظر کس سے لڑی ہے

کسی کی ناتوانی سے نہ غرض کیا
انھین اپنی نزاکت کی پڑی ہی

کسی کی شرم نے مارا ہی مجھکو
لحد پر اس لیے چادر پڑی ہی

ملاپ اسکو کہے کس طرح کوئی
نظر تو وصل مین شب بھر لڑی ہی

بلا سے گر کسیکی جان جائے
تمھین تو اپنے جانے کی پڑی ہی

شب وصلت کی ظلمت مین بھی ہی حسن
مین سمجھا حور سر کھولے کھڑی ہی

نقاب عارض جانان سی ہر رشک
نظر کی طرح اس رخ پر پڑی ہی

اشارہ کر رہا ہی طوق قمری
ہی سرو استادہ یا سولی کھڑی ہی

مجھے بھی ناز ہی اپنی نظر پر
ہمیشہ یہ حسینون سے لڑی ہی

وہ آئین اور میری لاش اٹھانے
بھلا انکی بلا کو کیا پڑی ہی

قیامت کا ہی دن ہر روز فرقت
خضر سے زندگی میری بڑی ہی

اثر افتادگی کا دل کی دیکھو
نہین اٹھتی مری میت پڑی ہی

دل مردہ ہی گرد غم مین مدفون
یہ لاش اپنی ہی مٹی مین گڑی ہی

کئے ہین قید وہ نیچی نگاہین
حیا بھی کس مصیبت مین پڑی ہی

نہ بگڑو مجھسے آئینہ سے پوچھو
کہ حسرت دید کی کس کو بڑی ہی

ہوئی جب چار آنکھ آیا انھین رحم
نگاہین کیا لڑین قسمت لڑی ہی

تمنا وصل کی ابتک ہی باقی
کفن سے لاش بھی لپٹی پڑی ہی

مدد اے ناتوانی بات رہجائے
کہ دھوم انکی نزاکت کی بڑی ہی

نگاہ بد سے ہی محفوظ وہ آنکھ
حفاظت کو صف مژگان کھڑی ہی

نکلنے کو تھی جو حسرت دم نزع
وہ ہین کر سانس سینہ مین اڑی ہی

فراغت سے رہین گے تیر انکے
ہمارے دلمین گنجائش بڑی ہی

فرد ع اتنا تو رکھتے ہین سخندان

غزل بحالت ۳	طبیعت میں تری شوخی بڑی ہے	اشعار (۱۸)

غزل

جنبشِ ابروئے خمدار چلی جاتی ہے
نہیں رکتی ہے یہ تلوار چلی جاتی ہے

وصل میں عادتِ انکار چلی جاتی ہے
ضد وہی آپ کی سرکار چلی جاتی ہے

آج تک ذکرِ شبِ وصل پہ ہوتے ہیں خفا
اتنی سی بات پہ تکرار چلی جاتی ہے

دل کہیں پھنستے ہیں جلتے ہیں کہیں پروانے
حسن کی گرمیِ بازار چلی جاتی ہے

پونچھتے جاتے ہیں وہ سرمہ کے دنبالہ کو
میان میں حسن کی تلوار چلی جاتی ہے

قیس سے رونقِ بازارِ محبت تھی کبھی
اب مرے دم سے یہ سرکار چلی جاتی ہے

دل حسینوں کی طرف آپ کھنچا جاتا ہے
جنس خود سوئے خریدار چلی جاتی ہے

وعدہ جب لیتا ہوں کہتے ہیں وہ انشاء اللہ
قید اچھی دمِ اقرار چلی جاتی ہے

سایۂ جنت کی تمنا ہے یہ کوچہ میں ترے
چاندنی خود پسِ دیوار چلی جاتی ہے

ناز کرتی ہے اجل بھی شبِ فرقت کیا کیا
ہر گھڑی آتی ہے ہر بار چلی جاتی ہے

پرِ پرواز کی طاقت کششِ شوق میں ہے
اڑ کے مے خود سوئے مے خوار چلی جاتی ہے

پوچھتی کب ہے کسی اور کو رحمت تیری
دوڑ کر سوئے گنہگار چلی جاتی ہے

کھل کھلا کر میں ہنسا زخمِ جگر کھلتے ہی
شوخیِ لذتِ آزار چلی جاتی ہے

میری تربت پہ کبھی اٹھتا نہیں گھونگٹ منہ سے
خلشِ حسرتِ دیدار چلی جاتی ہے

گردشِ چرخ سے میں پس کے ہوا ہوں سرمہ
سازشِ چشمِ فسون کار چلی جاتی ہے

باغ میں آپ کے آگے بھی جھپکتی نہیں آنکھ
شوخیِ نرگسِ بیمار چلی جاتی ہے

بات سنتا ہوں اگر عشق میں تیری ناصح
ہاتھ سے مفت یہ سرکار چلی جاتی ہے

گالیاں دیکے بھی وہ دل کو لبھاتے ہیں فروغ
کششِ لذتِ گفتار چلی جاتی ہے

غزل ۲۴۲	تخلص	اشعار (۱۸)
زندہ مجھے چھوڑا تھا نہ دردِ جگری نے		[illegible] نے
پھنسے ہوئے ہیں پھولونکے ہار آپکے دامان		دکھلائی بہار اپنی [illegible] جگری نے
رفتار سے اُس گل کی خجل ہو کے چھپایا		منہ اپنا [illegible] دامن [illegible] سحری نے
کاندھے پہ دھرے ہاتھ وہ دکھیں دمِ رفتار		احسان کیا [illegible] کمری نے
دلکو تری نظروں سے جو گرتے ہوئے دیکھا		[illegible] دردِ جگری نے
وہ صبحِ شبِ وصل وہ دلکا دھڑکنا		[illegible] نسیمِ سحری نے
اک حال یہ فرقت میں زمانہ کو جو دیکھا		کروٹ بھی بدلنے دی نہ دردِ جگری نے
احباب تو کیا موت نے بھی مجھکو نہ پوچھا		[illegible] بے خبری نے
آخر ہوا کچھ تو قفس تنگ کُشادہ		[illegible] بال و پری نے
حالت تو مری غیر ہوئی رحم کے قابل		احسان کیا یہ تری بیدادگری نے
منہ کھل گیا سوتے ہیں جو اُس پردہ نشین کا		بکھرا دیا زلفوں کو نسیم سحری نے
تو ہو جو نگاہوں میں تو بے نور ہوں کیونکر		روشن کیا آنکھونکو تری جلوہ گری نے
غش آگیا بلبل کو جو نظارۂ گل سے		دامن کو جھلا منہ پہ نسیم سحری نے
شوخی پر اُنھیں ناز جو کرتے ہوئے دیکھا		بےچین کیا مجکو بھی دردِ جگری نے
موسیٰ بھی ہیں بیہوش جلا طور بھی اے دوست		دکھلائے کرشمے یہ تری جلوہ گری نے
ہیں اب وہ نڈر غیر کے نالوں سے بھی اے آہ		تاثیر ہی کی خوب تری بے اثری نے

غزل ۲۴۳	پڑتی ہیں فروغ اب کسی دیوار پہ نظریں کمبخت کیا ہے تری شوریدہ سری نے	اشعار (۱۳)

غزل

تم تو کچھ یوں شرم سے جھک کر چلے		جسطرح تلوار یا خنجر چلے

[illegible] گر [illegible]
اور بھی پر رشک کے خنجر چلے

پھر نگاہ ناز [illegible]
پھر وہی برچھی کلیجے سینے پر چلے

آنکے جاتے ہی ہماری لاش اٹھی
اپنے گھر وہ اور ہم اپنے گھر چلے

گردشین اس چشم مست ناز کی
بزم ساقی مین سبھی ساغر چلے

شامت آئی پھر دل بیتاب کی
پھر وہ اٹھلاتے ہوے تن کر چلے

لاش پر بھی اب وہ آئین [illegible]
جو ہمین کرنا تھا ہم تو کر چلے

ضعف مین دل کی تڑپ کام آگئی
یون ہی سوے کوچۂ دلبر چلے

صورتِ باد [illegible] کر رکے
شکلِ صرصر ناز سے تھم کر چلے

ہر قدم انداز سے باہر پڑا
جب چلے اک حشر برپا کر چلے

گر روانی سیکھے میری عمر سے
پھر نہ رک رک کر ترا خنجر چلے

اک قدم چلنا انھین دشوار تھا
ناتوان سوے عدم کیونکر چلے

غزل ۲۴۷	جب فروغِ تشنہ پہنچا حشر مین جام لیکر ساقئ کوثر چلے	اشعار (۲۱)

غزل

[illegible] چھپاتے ہو [illegible] خواب مین [illegible]
نیند کے پردے مین کیا فائدہ شرمانے سے

اور جھک جھک کے نگاہون نے قیامت ڈھائی
کہ دلھن بنگئین آنکھین ترے شرمانے سے

کہین چھٹتی ہین نہ رخصت کیلئے ہو شب وصل
دل دھڑکتا ہے تری زلف کے بل کھانے سے

مندمل زخم محبت ہوئے اسے تیغ فراق
دل بھر آیا جو مرا روز کے غم کھانے سے

آنکھ آئینہ مین اسکی بھی جھکی جاتی ہے
عکس بھی تیرا خجل ہے ترے شرمانے سے

ضعف سے ہوگئی صحت بھی مرض میرے لئے
مدتون ہوش نہ آیا مجھے ہوش آنے سے

راز جو کچھ ترے وعدے مین نہان تھے ظالم
کھل گئے ہنسکے مرے سر کی قسم کھانے سے

ناصحا ہی تری تقریر مین بیشک تاثیر
شوق کچھ اور بڑھا جاتا ہی سمجھانیسے

قتل ہی پر مرے کاش اپنی کمر کو باندھو
رہے محفوظ کسی طرح تو بل کھانیسے

گتھیان رشک نے ڈالین مرے دلمین دمِ صبح
شب کی اُلجھی ہوئی زلفین تری سلجھانیسے

تھلک مین تو محبت مرے دشمن کی پڑی
آپکا دل بھی ہلا میرے تڑپ جانیسے

کیا کہون کیا مری تقدیر نے سیکھا ظالم
دفعتہً تیری نگاہونکے پلٹ جانیسے

مین جو بیتاب ہوا وصل مین لپٹے مجھسے
ڈر گئے دلکے دھڑکنے کی صدا آنیسے

بعد اُسکے ابھی ہونا ہی زمانے کا حساب
روز حشر اور بڑھے گا مرے افسانیسے

نکلی زندان سے جب آوازِ سلاسل باہر
کچھ اشارون ہی مین کھتی گئی دیوانیسے

ساقیا پردہ دامانِ صبا سے ہُشیار
بوئے مے چھپ کے نکلجائے نہ میخانیسے

رہگیا روزِ جزا پردہ گنہگارون کا
کہ نہ دن بھر ہوئی فرصت مرے افسانیسے

نہ اُڑائی ہو صبا نے بھی کہین سے ساقی
لڑکھڑاتی ہوئی نکلی ہی جو میخانیسے

پاؤن پھیلائے بہت خاک نے گو اُڑ اُڑ کر
پر کسی طرح نہ نکلی مرے ویرانیسے

ہائے اے رشک اُنھین یاد گئین بھولی باتین
چھڑ گئے غیر کے قصے مرے افسانیسے

غزل ۲۷۵	وصل کی شب وہ منانیسے بگڑتے ہین فروغ گتھیان اور پڑی جاتی ہین سُلجھانے سے	اشعار (۲۱)

غزل

مے زمین پر ہی روان گر کے جو پیمانیسے
رند محروم گیا ہی کوئی مے خانیسے

کچھ تعلق ہی محبت کو بھی ویرانے سے
گرد باد اُٹھ کے گلے ملتے ہین ویرانیسے

وصل کے دن کو بھی کچھ یاد دلایا ظالم
ہائے ڈھل ڈھل کے دوپٹہ ترے شانیسے

خاک اُڑتی نہین صحرائے جنونکے کچھ راز
کان مین اُٹھ کے زمین کہتی ہی دیوانیسے

لڑکھڑاتے ہوئے یون غیر کے گھر سے نکلے
کوئی سمجھے کہ چلے آتے ہین میخانیسے

اب کوئی بات بھی کرتا نہین ایجان جہان / اک زمانے کو ہے رشک آپکے دیوانے سے

نہ لگی ہو کسی میکش کی نظر اے ساقی / مے چھلک کر جو گری پڑتی ہے پیمانے سے

یاس چھائی ہوئی گھیرے ہوئے ناامیدی / ڈھنگ زندان کے ہین پیدا مرے ویرانے سے

غیر کی بات مین تاثیر قیامت کی سہی / اُنکو فرصت ہی کہان ہے مرے افسانے سے

تربتِ غیر نہو اُنکی گلی ہین اے رشک / خاک اُڑانے پہ بگڑتے ہین یہ دیوانے سے

ہو جو رندون کی نگاہون مین کشش اے ساقی / ساتھ نظرونکے کھنچے مے ترے پیمانے سے

وجہ جمعیت خاطر کی پریشانی ہے / زلفین بکھری ہوئی [illegible] شانے سے

اب جگہ یادِ عدو کے لیئے باقی ہی نہین / دل بھر آیا ہے کسی [illegible] افسانے سے

نگہِ گرم سے دیکھین گے جو رند اے ساقی / مے شرر بنکے اُڑیگی ترے پیمانے سے

وہ گرہ جانکے سلجھاتے ہین زلفین اپنی / برچھیان دل مین چبھوتے ہین مگر شانے سے

بنگیا دشتِ جنون میرا غبارِ خاطر / دوستی کرتے ہین دشمن مرے دیوانے سے

پھر ڈھایا مری بیتابیِ دل نے ساقی / گر گئی مے بھی چھلک کر ترے پیمانے سے

شمع نے کیا [illegible] ذکر کیا ہنگام سحر / ہائے اتنا تو کوئی پوچھے دیوانے سے

ایک میرے ہی مقدر مین بدا ہے گھٹنا / یاس بھی پھیل کے نکلی مرے کاشانے سے

رحم کر تو بھی اُٹھا تیغ نہ مجھپر ظالم / دیکھ لیتا ہے دوپٹہ بھی ترے شانے سے

غزل ۲۲۶

بزم مین دیکھ لیا آپنے جب سوئے فروغ / شمع نے بھی کچھ اشارہ کیا پروانے سے

اشعار (۲۰۶)

غزل

رحم تجھپر کچھ تو اے اندوہ فرقت چاہیئے / آرزوئے وصل بھی کرنیکی فرصت چاہیئے

دوست جو تیرے ہین کب اُنسے عداوت چاہیئے / چاہنے والونسے بھی تیرے محبت چاہیئے

زیست مین بھی خلد ہی جائے سکونت چاہیئے / سب مدینہ جسکو کہتے ہین وہ جنت چاہیئے

چاہنے والونکو سامان محبت چاہیے
عشق مین میری تمہاری ایک حالت چاہیے

سینہ مین پر ولولہ دل مین ہمت چاہیے
اسے ہجوم نا امیدی جان دے کیونکر کوئی

وقت رخصت انکا دامن تھام کر کہنا مرا
موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیے

کمسنی ہر دوست دشمن مین نہین آتی تمیز
کچھ تو دلمین درد آنکھونمین مروت چاہیے

تھا حسرت گرد غم وحشت الم سب دلمین ہی
کس سے الفت چاہیے کس سے عداوت چاہیے

راہ الفت مین قدم رکھنا نہین آسان ہی
اور کیا دیوانونکو سامان وحشت چاہیے

دلمین برچھی کوئی بہو نکے یا گلے مجکو لگائے
دل کلیجہ حوصلہ ہمت شجاعت چاہیے

تن بدن سب پھنک گیا اُف گرمئ خورشید حشر
عاصیونپر سایۂ دامان رحمت چاہیے

حسن کی بیدردیان بھی قابل افسوس ہین
آپ سے نازک کو کچھ بار نزاکت چاہیے

قلب مردہ صور کے پھنکنے سے زندہ ہو تو ہو
شام فرقت کے عوض تب قیامت چاہیے

چاہتا ہی حسن کھل کھیلے حیا کی آڑ مین
رخ کو پردہ چاہیے پردین شہرت چاہیے

بعد مدت وہ ملے ہین اسے ہجوم شوق دید
کچھ تو عرض مدعا کرنے کی فرصت چاہیے

سو رہا ہی کوئی پہرہ دے رہا ہی رعب حسن
شوق کہتا ہے کہ دامن تھام لو ہمت چاہیے

جب تقاضا اٹھ نہین سکتا تو وعدہ ہو وفا
یہ ہی جتنا حسن ہی آتنی نزاکت چاہیے

[illegible] نہ اٹھون انکے آتے ہی تو اٹھی میری لاش
مر کے بھی کچھ پاس آداب محبت چاہیے

اشعار	وہ مصیبت مین ہین جنکو قرب حاصل ہی فروغ ان بتون سے دُور کی صاحب سلامت چاہیے	غزل ۲۷۷

غزل

جو آئے لب پہ مرے تیری گفتگو آئے
گنہگار ہون یا آفتاب محشر ہو

جو آئے دلمین مرے تیری آرزو آئے
سبھی لرزتے ہوئے انکے روبرو آئے

نگاہ مین حسن نے چھپائی رہین تحیہ مری
حسین کھولے ہوئے زلف مشکبو آئے

نصیب جا سے جلاتے ہین وہ مرے دلکو
وہ شعلہ ان اٹھے نہ پڑے آبلہ نہ بو آئے

کسی سے رعب کی تاکید اہل بزم سے ہی
زبان پر نہ کوئی حرف آرزو آئے

ہین شاد شاد گنہگار تیرے روز جزا
کہ اس بہانے سے یہ تیرے روبرو آئے

زبان پر آگیا کس کا یہ پیارا پیارا ذکر
تڑپ کے قلب و جگر کیون نہ تہ گلو آئے

وہان پہ فاتحہ پڑھنا وہین تحیہ ہی مری
جہان کی خاک مین ظالم وفا کی بو آئے

ہجوم غم سے نہ کیسے وقت آہ کی ہو رہنہ
کلیجہ تھام کے ہاتھون سے اپنا تو آئے

وہ دیکھتے ہین جب آئینہ دل دشمن کی
کوئی خدا نکرے انکے روبرو آئے

کسی کو خوب ہی سمجھا کے لائے کیا کہنا
جو دوست بنکے گئے ہوکے وہ عدو آئے

تجھے جو شرم ہی ظالم مری نگاہ مین رہ
یہی وہ پردہ ہی جس مین نظر نہ تو آئے

وہ کیا کہین گے کہونگا مین جب یہ محشر مین
حضور آج کہان سب کے روبرو آئے

فروغ رشک سے میرے جگر مین درد اٹھے
کسیکے دلمین اگر کوئی آرزو آئے

سہرے وقطعات

قطعہ تاریخ طبع دیوان مصنفہ جناب نواب مولوی میر اصغر حسین صاحب فاخر لکھنوی

لو ہوا طبع دیوان فاخر
شاعرون مین جو فخر زمن ہی

اف روانی بحر طبیعت
ایک دریا ہی جو موجزن ہی

جان ڈالی ہی جان سخن مین
اور پہنایا پیرہن ہی

بے خطر ہی جو فضلِ خزا سنے ‏ ‏ باغ عالم ہین یہ وہ چمن ہی
حسن نقطون کا نقطۂ حسین پر ‏ ‏ پھنے پھولون کا گہنا دلہن ہی

ہر زبان زد فروغ اب یہ مصرع
با مزہ عاشقانہ سخن ہے
سنہ ھ

قطعہ تاریخ بتقریب کتخدائی مولوی سید حسن صاحب سلمہ خلف عالیجناب معلی القاب جناب مولوی میر افضل حسین چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

فروغ آرزو کا شجر بار ور ہی ‏ ‏ صبا مژدہ روح افزا یہ لائی
جو ہین میر افضل حسین ملک خو ‏ ‏ اُنھون نے ہی بیٹے کی شادی رچائی
یہ منکر ہوئی فکر تاریخ مجھکو ‏ ‏ اُسی وقت ہاتف کی آواز آئی

تم اسطرح نوشاہ کو تہنیت دو
کہو- اے حسن سعد ہو کتخدائی
سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ بتقریب ہدیہ ختم قرآن دختر مشفقی مولوی میر اصغر علی صاحب وکیل حیدر آباد دکن

جو ہین مولوی میر اصغر علی ‏ ‏ خدا نے انھین دی ہی دختِ سعید
وہ سرگرم ہین اُس کی تعلیم مین ‏ ‏ کہ ہی نور چشم مراد و امید
کیا اُسنے قرآن کو پڑھ کر تمام ‏ ‏ نہ کیون مجھکو ہو انبساطِ مزید
بہ فضلِ الٰہی کی تھی فکر ‏ ‏ نکل آئی تاریخ بھی یہ وحید

کہا مین نے فرطِ خوشی مین فروغ
ہمایون ہو ختم قرآن مجید
سنہ ۱۳۱۹ف

قطعہ تاریخ انتقال پُر ملال افصح الفصحا تاج الشعرا جناب اُستادی بابو میر ... علی صاحب مرحوم و مغفور المتخلص بہ بقاؔ خلف جناب صباؔ مبرور و خویش جناب مرزا دبیرؔ مغفور

شبے بخانۂ من در دکن مشاعرہ بود
عجیب سانحۂ جانگداز رسید بگوشش
کہ بست رخت سفر میر پادشاہ علی
بقاؔ تخلص و ابن صباؔ پاک نہاد
خوش اعتقاد کہ مصروف بود تا دم مرگ
چہ زاہدے کہ بعمر خودش نہ کرد قضا
گذشت فخر نظامی زلکھنؤ افسوس
بخلد رفت چہ مردے خلیق و نیک خصال

شنیدم این خبر موجب غم و آلام
ربود از دل من راحت و زجان آرام
روان بہ خلد شد آن سید بلند مقام
بلند رتبہ و خویش دبیر نیک انجام
بہ مدح گوئی آل رسول خیر انام
عبادت احد ذو الجلال و الاکرام
دیار شعر و سخن را ہنوز بود نظام
گذاشت وصف خودش بر زبان خاص و عام

بگو فروغؔ سن فوت حضرت اُستاد
بقاؔ فنا شد و باقیست نام وے زکلام
سنہ ۱۳۲۲ھ

قطعات تاریخ فوت فصیح الملک بلبل ہندوستان نواب مرزا خان المتخلص بہ داغؔ

افسوس افصح الفصحا داغ دہلوی
عید الضحیٰ کو دہر سے تشریف لے گئے

آئی ندائے غیب وہم فکر سال فوت
داغ اسے فروغؔ - دکھو بڑا داغ دے گئے
سنہ ۱۳۲۲ھ

(ایضاً برائے سنگ لحد)

مینے جب پوچھا یہ ہی کس کا مزار
ہین شگفتہ داغ دل باغ ہے

اے فرقت اُمّ دم دہان گور سے
آئی یہ آواز فرقِ داغ ہے
۱۳۲۲ھ

قطعات عید

عیش و عشرت ترا مبارک باد
جاہ و حشمت ترا مبارک باد
عید فطر آمد اے بلند اقبال
این مسرت ترا مبارک باد

ایضاً

عید آمد گذشت ماہِ صیام
اے خوشا وقت این خجستہ ہنگام
دوستان شاد دشمنان پامال
یاور اقبال و جاہ باد مدام

رقعہ شادی ہمینت آبادی مولوی سید مبارک حسن صاحب برادر خورد شفیق مکرم حبیب معظم جناب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن متخلص فاضل

جوشِ عشرت ہین آج وقت رقم
نکلا جاتا ہی انگلیون سے قلم
مست گردن جھکا کے چلتا ہی
لڑکھڑا لڑکھڑا کے چلتا ہی
یہ نشیلی ادائین بھاتی ہین
سطرین خامے سے لپٹی جاتی ہین
پھول جھڑتے ہین تسپہ وقت رقم
حرف رکھتا ہی شاخ گل یہ قلم
گلِ باغ مراد جامہ ہی
صحن گلزار عیش نامہ ہی

ہی محبت کا یہ خوشی مین جوش
کھولے ہی دائرہ ہر اک آغوش

اپنے جامے مین کب سماتے ہین
صفر پر حرف پھیلے جاتے ہین

کل الفاظ کا ہی حسن عیان
سطرے ہین صاف سہرے کی زبان

ہیچ ب الف ہی تو دائرے ہین دل
ہی صریر قلم کہ باجے [illegible]

یہ نہی کس خوشی کی نوبت ہے
کیون یہ سامان عیش و عشرت ہے

کلک رکھتا ہی منہ مین دو صفری زبان
سینئے حال طرب کرینگا بیان

ہان مبارک حسن کی ہی شادی
فضل حق سے ہی خانہ آبادی

لخت دل نور چشم لخت جگر
چھوٹا بھائی ہی وہ بجائے پسر

پرجی کے جو ہین تعلقدار
اُس نے واقف ہین سب صغار و کبار

صورت مہر نام ہی روشن
سید و مولوی امیر حسن

وہ جو گوشہ محل کا کنٹا ہی
وہین دولتکدہ بھی انکا ہی

سحر بست و ہفتم شعبان
روز یکشنبہ آپ آئین وہان

صحبت عقد کی بھی ہو تزئین
نوش فرمائین ماحضر بھی وہین

آپکو بزم مین جو پاؤن مین
اپنے سر آنکھون پر بٹھاؤن مین

سہرا بتقریب کتخدائی مہر فلک اقبال مولوی سید حسن صاحب اطال اللہ عمرہ خلف عالی مناقب والا مراتب عالیجناب آنریبل مولوی افضل حسین صاحب چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

شوق نے روئے حسن پر یہی ڈالا سہرا
حسن نے نور کے سانچے مین جو ڈھالا سہرا

کس کے آغوش تمنا مین رہا ہی برسون
کیون نہ ترے سر پہ چڑھے نازونکا پالا سہرا

ہی جنبش جو شمیم نفس نوشہ سے
نکہت شوق نے بڑھ بڑھ کے سنبھالا سہرا

سایۂ فضلِ خدا بارشِ ابرِ رحمت
سر پہ ہی چترِ ہُما منہ پہ [illegible] سہرا

آپکے فیض کا گر دست نگر ہے گنگنا
حسن عارض کا ہی منہ دیکھنے والا سہرا

جب ہوا سے کچھ ادھر ہو گئین بات کچھ ادھر
چاند سے منہ پہ بنا چاند کا ہالا سہرا

گوندھلا تار نظر مین گل ارمان مالن
آج باندھیگا کوئی نازونکا پالا سہرا

ھر ہیرا [illegible] اثر صحبت چشم میگون
ہر کوئی مست کہ [illegible] والا سہرا

تھا نہ حسرت و ارمان کا چراغ امید
شادی و عیش کے گھر کا ہی اجالا سہرا

تھین جو اس تاک مین ارمان بھرین نظرین بھی
شوق نے بڑھکے وہین سہرے پہ ڈالا سہرا

طبع نازک کا بہت پاس ادب تھا ملحوظ
دوش پر نکہت کاکل نے سنبھالا سہرا

ہاتھ پھیلائے ہین لینے کو بلائین لڑیان
ہو مبارک تجھے یہ چاہنے والا سہرا

آج باندھیگا وہ نورِ نظرِ چشم مراد
میری مالن گل نرگس مین بسالا سہرا

مہرتابان کی کرن اُس کی ضیا بننے لگی
نازش حُسن نے اتنا تو اُچھالا سہرا

نور عارض سے ہم آغوش ضیا ہو اسکی
حُسن کو اپنے کرے آج دوبالا سہرا

منہ پہ بل کھاتی ہین افراط خوشی سے لڑیان
ناز کرتا ہی ترا گیسوؤن والا سہرا

حُسن عارض کا بنی پردہ سنہری چلمن
مُنہ پہ دولہ نے جو مقیش کا ڈالا سہرا

مین نے مانا کہ **فروغ** اور سخنور بھی ہین
پھ سمجھ لین کہ نہین منہ کا نوالا سہرا

ایضاً

بتقریب شادی شفیق مکرم جناب نواب میرداور علیخان صاحب بہادر جوائنٹ مجسٹریٹ و ناظم عدالت محبوب نگر ضلع حیدرآباد دکن

قدر ہیرا ور ہو گیا اس سے سوا سہرے کی
ہر سہرا آنکھون پہ دُلھن دولہ کے جا سہرے کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۹	کیا	کیون	۴۶	۱۱	لئد	للّٰد
۱۸	۸	جونگہبان ترا	جونگہبان تھا ترا	″	۱۶	لئد	للّٰد
		میر انگہسبان ہوتا	میر انگہبان ہوتا	۴۷	۱۰	ہیہ	نما
″	۱۷	مجھے	تجھے	۵۰	۵	خودبین	جوشن
۲۸	۷	مہمان	میہمان	۵۲	۳	لئد	للّٰد
۳۹	۱۵	کس	اس	″	۵	ہوکی	ہوگی
″	۱۸	آیا	آتا	″	۷	محفل اوڈھکے مجھکو	محفل سے ٹکے ادھر مجھکو
۴۰	۷	اپنا	اتنا			گلے سے لگائین آپ	گلے سے لگائین آپ
				۵۶	۱۷	جہنون کل	جہنون نے کل
″	۸	تومین	یوھین	۵۷	۵	گرینگے	گر نیکے
″	۱۲	اور	زور	۵۸	۸	کاٹون	کانٹون
۴۱	۲	پیچپان	پہچان	۵۹	۶	لئد	للّٰد
″	۱۹	ہی	بھی	″	۱۰	جاتی	جاتا
۴۳	۲۰	حوصلہ دل	حوصلہ ای دل	۶۰	۱۳	حاجت	راحت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱	کرکے	لئے	۷۰	۶	ہین بہی لون	ہین سبھی یہ دن
۶۲	۱۷	ہی	بہی	″	۹	چمک	جھلک
۶۳	۱۴	دال	ڈہال	۷۳	۸	رکھکے	رکھو لے
۶۴	۲	اٹھال	ٹال	۷۴	۱	پٹرہنے	پٹرہے
″	۴	یون ہی	تو بہی	″	۷	یہہ	نہ
″	۶	ذرا اندداکے اضطراب	بدلہ تو دن ذرہ بدد	۷۵	۶	لئی بھرتی	بہی ٹہرتی
		دل	اے اضطراب دل	″	۱۵	بچایا	بچاتا
″	۱۱	اوٹھا ہمین شیئہ	اوٹھا پڑا ہمین شیشہ	۸۲	۷	ہملو	ہمکو
۶۵	۱۱	وصل	قتل	″	۱۲	اک	ایک
″	۱۹	بہی	ہی	۸۳	۲	کہا	پڑھا
″	۲۰	حسرت و رنج ہی	حسرت و رنج ہی یا	″	۱۳	جھلکے جاتے ہین	جھلکی جاتی ہی
		یا بیکسی و تنہائی ہی	بیکسی و تنہائی	۸۴	۳	کرگئی	گر گئی
۶۹	۹	حری	تری	۸۶	۱۲	امید	نگاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	دیکھو	دیکھون	۱۰۰	۱۳	مری	تری
″	۱۳	کب تک	تا کے	۱۰۱	۳	ہی	بھی
″	۱۶	کہائی	کھائے	″	۱۴	روز روشن	رخِ روشن
۹۲	ہندسہ	۹۲۰	۹۲	۱۰۲	۱۳	جانتا	چاہتا
″	۴	قابل	قائل	۱۰۳	۱۷	اور	اوبھٹکے
۹۴	۱۶	تری ستم ہوی	[illegible]	″	۲۰	پھیری	پھیرلی
		سببِ افتخارِ دل	ہے خرارِ دل	۱۰۵	۱۳	راہ کو	راہ مین
۹۶	۷	دلپر	دل پُر	۱۰۶	۹	سہیات	بتیاب
۹۷	۱۴	نہین	ہمین	″	۱۹	ٹھایا	مٹاتا
″	۱۹	″	″	۱۰۷	۱۲	تماسے	ٹماسے
۹۸	۱۵	جھکے مین	جھکی ہے	۱۰۸	۶	ۂ	میہ
۹۹	″	اپنی	اپنے سے	″	۱۲	شبِ فراق	شبِ وصال
۱۰۰	۱۰	[illegible]	پہیرے	۱۰۹	″	بہی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۲	کی ہی	کی ہجر	۱۲۴	۲۰	کہنچی	پہنچی
۱۱۱	۱۰	توہم	توہین	۱۲۵	۲۰	ہے	ہی
״	۱۱	حال	چال	۱۲۷	۹	آنکھ کے بدلے	دیکھ کے بدلی
۱۱۳	۱۳	لوٹا	آنا	״	۱۷	ہین	ہون
۱۱۴	۷	ہوے	ہوئی	۱۲۸	۱	بیٹھے مین	بیٹھی ہی
״	۱۰	لیتے	لپٹی	״	۱۲	کون مرے	کون دھرے
۱۱۵	۱	مہدی	مہندی	۱۲۹	۱۱	صدا اپنی تجھے	تجھے اپنی صدا
״	۷	قسمت	قیمت	۱۳۰	۲	روا	مرا
۱۱۶	۲	راہزن	رہزن	۱۳۱	۷	چھپ کے	جھپ کے
۱۱۹	۱۰	ہنو	نہین	״	۱۱	نام لیکر	لیکے نام
۱۲۲	۸	بہاے	تہاے	۱۳۲	۱۹	ہے	بھی
۱۲۳	۱۷	طاقت	طاعت	۱۳۳	۱۲	ہے	بھی
۱۲۴	״	قرص خاور	قبرین چادر	״	۱۳	انکلا	اکیلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۳	زہر	زیر	۱۴۸	۱۱	عریان ہیر کے دہن	عریان ہی میری دفن
۱۳۵	۱۹	کس کس	کس کس کو	۱۴۹	۱۳	ڈرہے ہائین	ڈر رہی ہین
۱۳۸	۵	نکلتی سے	نکلتے ہی	۱۵۱	۵	کہ ٹرتے	کہ مرتے
"	۱۷	خنجر و ابرو	خنجر ابرو	۱۵۳	۱	اور	آج
۱۴۰	۱	شرم آتی	شرم آئی	۱۵۴	۴	سہر	تھی
"	۱۵	رہنے تب	رہتے تھے بت	"	۸	خوبرویون کے	خوبرویونکے
۱۴۱	۲	نہ	یہہ	۱۵۶	۳	نہ	یہہ
"	۹	پرودہ	پروردہ	۱۵۹	۱	اوس کو	اونکو
۱۴۲	۷	لائی	لائے	"	۷	کو میری	پیاری
"	۸	دہل	صبح	۱۶۱	۲	نکلنے	نکلنے
"	۱۵	آئینہ چشم	آئینہ خود چشم	۱۶۲	۹	یہہ	یا
۱۴۳	۱۷	عدو سے	عدو ہے	۱۶۴	۹	دا	سکا
۱۴۸	۸	نازک بھی ہوا ڈھاتے بھی غیرونکا سو فراج	نازک بھی ہوا ڈھاتے بھی ہو غیرونکا فراج۔	۱۶۵	۱	بیگنا ہوت	بیگناہ ہی اونکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦٩	٣	دنکو	ڈنکو	١٨٨	٧	نٹکے	اوٹنکے
١٧٠	١١	لتد	للتد	١٩٢	٩	ہے	سے
١٧٢	٦	نعجے	تیجے	١٩٣	٨	آب ودانا	آب ودانہ
١٧٣	١١	مینڈہی	مہندی	〃	١٤	کہون	گردن
١٧٤	١٧	دہا	ڈہا	١٩٤	٣	اڈرانی	اوڑلی
١٧٦	٦	بنکے	تنکے	〃	٩	اُنکا	اپنا
〃	٢٠	بہی دیکوانے نکلنے	بھی جو گرکے سنبہلے	١٩٥	١٥	کوہی	ہرا
١٧٧	٥	عرض	غرض	١٩٧	١٢	اُدہر	اِدہر
〃	٧	وہجر	وہ ہجر	〃	١٨	سنگ ودر	سنگ در
〃	٢٠	دے کف دریا	تو اد سے ہم کف دریا	١٩٩	١٣	وہ زلفین	زلفین
١٨٠	١٠	ہیہ قیس	ہیہ اے قیس	٢٠١	١	چاہتا ہون آپ جیسے	چاہتا ہون اپنے جیسے
١٨١	١٩	لتد	للتد			وہی نائل دل ہے	اسے وہی نائل ہے
١٨٢	٥	عودت	عادت	٢٠٢	١٥	سینہ اوبہار کے	سینہ پہ بار کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۱	سبکو	شب کو	۲۱۵	۲	خرا تو ہے	خرا تو ہے نہین
۲۰۶	۱۶	نبایا	بنا			کہین نہین	
۲۰۷	۵	نکلی ہی اک	اک نکلی سے	۲۱۸	۲	ختلاف	اختلاف
〃	۱۸	پر غمین	پُر غم مین	〃	۱۸	عرش وہ	عرش یہ
۲۰۹	۱۷	ہو	ہون	۲۱۹	۲	ہاتھون نے	ہاتھون پہ
۲۱۰	۸	جان دی آہے	جان دی مین تھے ابھی	۲۲۱	۷	تنبر نظرین تو	تیز نظرین
〃	۱۴	اونکے دلمین	اونکے گھر مین				تو مین
۲۱۱	۱۴	یہ پورا	تقاضا	۲۲۵	۲۰	ڈال گئے آکے	ڈال گئی آکے
۲۱۲	۱۶	ے	کہ	۲۲۶	۱۴	کرنے لی گی	کرنے لگئے
۲۱۳	۱۳	مجھکو	ہمکو	۲۳۰	۱۳	مجھ زار کی	تاب فریاد کی
〃	۲۰	مثل ہے تو صدا	مثل صدا ہے	〃	۱۸	تیری سخن کیطرح	سخن کیطرح تیرے
۲۱۴	۱	یہی ہے	وہی ہے			یہ بھی	یہ بھی میرے
〃	۴	کیو تنبر	کیون تیر	۲۳۳	۲	کان مین	باغ مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۲	بحسرت	وہ حسرت	۲۵۱	حاشیہ	۵۱	۲۵۱
۲۴۸	۶	اے	این	۲۵۲	حاشیہ	۵۲	۲۵۲
۲۴۹	حاشیہ	۴۹	۲۴۹	۲۵۲	۱۳	مصرعے	نقطے
۲۵۰	حاشیہ	۵۰	۲۵۰	〃	〃	مصرے	مصرع

مطبع گلشن فیض لکھنؤ

قطعہ تاریخ من تصنیف شفیق مکرم حبیب معظم ماہر اکمل شاعر بے بدل عالم دوران فاضل زمان عالی جناب معلی القاب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب المتخلص بہ فاضل وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

جسکی نہ ملے نظیر کوئی — دیوان ہی وہ میرے مہربان کا

مضمون نئے ہین چست بندش — ہی طرز بیان بھی کیا ہی بانکا

جس شعر کو جس غزل کو دیکھو — اک مرثیہ ہے غم نہان کا

رشک مہ و مہر دائرے ہین — سطرون پہ گمان ہی کہکشان کا

برچھی کی انی اگر ہین معنے — ہر لفظ مین ہی اثر سنان کا

ہر طرح کا ہی نظارہ اس مین — گلشن کا کہین کہین خزان کا

کیسے دلچسپ ہین مضامین — کیا لطف ہی معنی و بیان کا

کیا بات ہی اہل لکھنؤ کی — مشتاق جہان ہی اس زبان کا

دیوان چھپ کر ہوا اکمل — صد شکر خدائے دو جہان کا

فاضل نے لکھا ہی سال تکمیل — کیا مادہ عیسوی ہی بان کا

مطبوع ہوا ہی ہوتے ہی طبع
دیوان فروغ نکتہ دان کا

سنہ ۱۹۰۸ء

اعلان

جملہ صاحبان کی خدمت
مین التماس ہی کہ اس کتاب کے
کل حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوی
صاحب قصد طبع نفرماوین ورنہ بالعوض نفع
کے نقصان ہوگا بلکہ جسقدر جلدین مطلوب ہون کمترین سے
طلب فرماوین فوراً تعمیل ہوگی قیمت عصہ
یکمشت سو جلد کے خریدار کو قیمت ۱۲
پچیس جلد تک کے خریدار کو
قیمت فی جلد ۱۴
المشتہر
سید محمد ہادی زوار رضوی لکھنؤ گولا گنج